Title — NAJMUL HUDAA.

Author — Sayyed Najmuddin Hussain.

Publisher — Matba Haidery (Agra).

Date — 1893 (1311 H).

Pages — 272

Subject —

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد سید المرسلین واخیہ ووصیہ وخلیفتہ بلا فصل وآلہ الطاہرین الی یوم الدین بندہ اثم کونین سید نجم الدین حسین ابن المرحوم سید سجاد علی نقوی متوطن قصبہ جائس ضلع رائے بریلی اودھ خدمت میں مومنین شکر اللہ جل شانہ سے اپنی کتاب مقدس انتساب میں ایمان والو فرما کر خطاب کیا ہے اور جو حق و ناحق میں تمیز کرنے والے اور کھوٹا کھرا پرکھنے والے ہیں عرض کرتا ہے فی زمانہ ایک مختصر رسالہ مسمی بہ اسرار المہدی جس کے مصنف و مولف سید جوہر علی ولد ملا اسعد علی ساکن قصبہ مچھلی شہر ظاہر کئے گئے ہیں طبع ہو کر شائع ہوا ہے اتفاقاً میں نے بھی اس رسالہ کو دیکھا اس میں عجب طرح کے مضامین اور مطالب آیات و حدیث کے انوکھے معنی اچھوتے مقاصد درج ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشک یہ اسرار پنہانی مصنف ہی کے سینۂ پر کینہ میں مخزون و مکتوم رہنے کے قابل تھے

ہیں بعد ظاہر کرنے کی ضرورت سمجھی گئی۔ مگر جہانگیر خان شکوہ آبادی کا بھی تصرف پایا جاتا ہے جس کا خود مصنف کو اقرار ہے کہ یہہ کار خیر اُن کی معاونت سے انجام کو پہونچا خیر کوئی معاون ہو ہم تو جوہری کی تصنیف سمجھیں گے اور وہی ہمارے مخاطب ہونگے۔

میان جوہر صاحب برا نہ مانیئے سیّد اور علیؑ کا لفظ آپ کے نام سے علحدہ کیا گیا ہے یہہ کچھ بیجا نہیں ہے پہلا قول مشہور یہہ ہے کہ سیّد سنّی نباشد اور آپ شیعہ سے سنّی ہوگئے تو سیّدی کہا۔ دوسرے شیعون کو آپ نے جہانتک زبان نے یاری دی لعن وطعن ناسزا نالایق الفاظ سے یاد کیا ہے پس اگر یہہ قیاس صحیح ہے تو آپ کے والد ماجد یا سوائی بتصرف امے شیعہ ہونگے۔

حدیث صحیح مقبولہ اہل سنت مین وارد ہے جس نے اپنے مان باپ کو ناسزا کہا گالیان دین اُس پر خدا کی لعنت ہے۔ پس آپ نے شیعون مین اپنے مان باپ یا آقا کو مستثنےٰ نہین کیا اور عموماً سب کو سور دلعن وطعن کیا جن مین آپ کے باپ بھی ہین تو ضرور آپ اُس تحفہ کے مستحق ہوئے جو حدیث کے آخر فقرہ مین ہے اور کیا عجب باپ نے بوجہ نا اہل ہونے کے آپ کو عاق بھی کردیا ہو اسی لئے آپ نے اس رسالہ مین اُن کو باپ نہین لکھا۔ خیر باپ نے تو یہہ سمجھا کہ جسطرح حضرت نوحؑ کا لڑکا نا اہل ہو کر گمراہ ہوا اُسی طرح ہمارا اُوپت کپوت کہین کا نہ رہا۔

اور آپ نے محمدؐ ابن ابی بکر کا طریقہ اختیار کیا کہ وہ اپنے باپ کو بُرا سمجھتے تھے اپنی بیزاری اُن سے ظاہر کرتے تھے حضرت ابوبکر نے اُن کو اگرچہ چھوڑ دیا مگر حضرت علیؑ نے اپنا بیٹا کر لیا خلیفہ صاحب اور خلیفہ زادہ کی عزت رکھ لی کہ اِن کو کوئی بے باپ کا نہ کہے مگر معلوم نہین آپ نے بھی کسی کو تجویز کیا ہے یا ابھی تک ولدیت پردۂ اختفا مین ہے علاوہ اس کے

کہ آپ نے دل کھول کر شیعونکو ناسزا اور برا کہا ۔ حضرت علیؑ کو بھی تو نہیں چھوڑا اور لفظی و لسانی سے جو دل مین تھا زبان پر آیا اور لکھہ مارا مثل اسنیت کو خاک مین ملانے والی جمع خلافت مین اپنے بھائیون کے دشمن کفر سے توبہ کرنے والے کم ہیت سب ہے جراءت وغیرہ وغیرہ نقل کفر کفر نباشد ۔ بھلا آپ سے کوئی پوچھے کہ خلافت بلافصل مین آپ حضرت علیؑ و ابوبکر کے حکم بنے ہین یا حضرت علیؑ کے دشمن جانی اور ابوبکر کے دوست روحانی مناظرہ کا یہہ داب نہین ہے نہ یہہ طریقہ جو آپ نے اختیار کیا ہے ۔ آپ نے جو حضرت علیؑ کو سخت اور سست کہا ہے یہہ دو باتون سے خالی نہین اوّل آپ ناصبیون کے فرقے مین شامل ہو گئے ہین مگر کسی وجہہ خاص سے سنّت جماعت کا باریک برقع اپنے چہرہ پر ڈال رکھا ہے ۔ مخبر صادق عالم علم لدنی علیؑ ابن ابیطالب صلواۃ اللہ علیہ کے ارشاد لا تخیر عبیدی کو سنکر آپ کو عداوت پیدا ہوئی الحمد للہ کہ کلام امام برحق کی صداقت ہو گئی بالطبع مال دنیا کی کسی امیر یا رئیس معاویہ شاہی سے ایسے ناسزا و ناروا الفاظ کہنے مین کچھہ انعام و جاگیر کے طالب ہین کیونکہ معاویہ شامی بھی تو خود حضرت علیؑ کو برا کہتا اور اپنے اعیان و انصار کو برا کہنے کی ترغیب و تحریص کرتا تھا اور اس کے صلہ مین انعام و جاگیرین دیتا پس کیا عجب کہ اُسی کی اولاد و اعتقاد مین کسی نے آپ سے فرمایش کی ہو مگر کیا خوب ہوتا کہ آپ اُس زمانہ مین پیدا ہوئے ہوتے اور یہہ تصنیف کرتے جو اس کام کے لئے خاص تھا تو بہت کچھہ آپ کو کامیابی ہوتی مگر خیر اب بھی کچھہ مل ہی رہے گا اگر کوئی امیر معاویہ شاہی مال دنیا سے منتفع کرے گا تو شیعہ لوگ بھی آپ کو ایک بہت بڑے انعام سے محروم نہ رکھینگے جو آپ کو غالباً معلوم بھی ہوگا ۔

اللہ اکبر ان افعال و اقوال کے بعد بھی آپ کو سیّد جوہر علیؑ کہلانے کا شوق

ہے حضرت اب تو آپ علیؑ کو چھوڑ دیئے اور سیّد کا نام نہ لیجئے کیونکہ علیؑ کے جوہر آپ کیون ہونے لگے جبکہ اُن کے جوہرون کو آپ داغ بدنما لگانے ولے اور زنگ آلودہ کرنے والے ٹھہرے تو اُن سے اور آپ سے کیا واسطہ ہان جبکہ آپ نے روغن قاز ملکر خواہ مخواہ جوہر دار کر دیا ہے اُن کے جوہر کہلا ئیے۔ پس جوہر عمر و بکر زید خالد جو زیادہ مرغوب ہو اپنا نام رکھیئے مگر ہان یہ جوہر بکر ہی آپ پسند کرینگے کیونکہ اُنھین پر آپ فریفتہ و دل دادہ ہین اور سچ پوچھیئے تو آپ کو خود ہی علیؑ کے ساتھ جوہر ملانا خوش نہ معلوم ہوتا ہوگا۔

رہا سیّد ہونا وہ علّت سے خالی نہین یا فاطمیؓ یا علوی سو آپ نے علیؓ کو لائق خلافت ہی نہ سمجھا نہ کسی کام کا امور دین مین اُن سے کوئی کام ہوا ہی نہین بلکہ ہمیشہ بقول آپ کے اہلسنت کو خاک مین ملانے والے ٹھہرے۔ اور صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب الدین یعنی ابوبکر نے دین جاری کیا اور رسالت محمدیؐ کی آبرو رکھ لی۔ پھر ایسے آدمی کو کیون آپ اپنا جد بنا دین اُن کو نہ قبول کرین جو یعسوب الدین تھے پس ان کو چھوڑ دیئے اُن کو اپنے اجداد مین مضبوط پکڑ لیئے چلیئے قصہ تمام ہوا۔

میان جوہر صاحب شیعہ سے سنّی ہو گئے ہین کوئی شخص خلافت کی بابت اُنسے سوال کرتا ہے اور وہ جواب دیتے ہین جسے آپ نے رسالہ اسرار الھدیٰ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

عذر ہم نے اِس رسالہ مین حدیث کا ترجمہ اُردو جو اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہی بجنسہ بلا تغیر و تبدل الفاظ درج کیا ہی جسے شبہہ ہو کتابون مین دیکھ لے اور عربی عبارت کو چھوڑ دیا ہے فی زمانہ عوام کو اُردو ہی سے زیادہ مناسبت ہی اور سیدھی باتین پسند کرتے ہین عربی کا رواج بہت ہی کم ہو گیا ہے۔ نہ کوئی عربی پڑھتا ہے نہ سمجھتا ہی ہان

عالم اور اہل علم سواٗن کو جوہر صاحب کی لیاقت علمی وقرآن وحدیث وتواریخ سے بے بہرہ ہونا ظاہر ہوگیا ہوگا وہ ایسی پوچ ولچر باتون پر کب خیال کرینگے مگر عوام جنکو علم نہین اور نہ حدیثون سے واقفیت وہ البتہ شاید دہوکے مین پڑجاوین لہذا انھین کے سمجھنے اور راہ راست پانے کے لئے یہہ جوابات لکھے گئے ہین۔ اور بہ مناسبت نام **نجم الہدیٰ** سے اس رسالہ کو موسوم کیا ہے۔

سائل آپ سے پوچھتا ہے خلافت کے بارہ مین کون حدیث صحیح اور مفصل ہے یا نہین اگر ہے تو کونسی اور کہان ہے۔

آپ جواب مین فرماتے ہین ترجمہ **حدیث** بخاری اور مسلم مین ابوسعید سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بقر رب آدمیون سے مجھ پر بڑا احسان کرنے والا ساتھ دینے مین اور اپنے مال خرچ کرنے مین ابوبکر ہے۔ اگر مین اپنے رب کے سوائے کسی اور کو جانی دوست ٹھہراتا تو ابوبکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت ہمارے اُس کے درمیان ہے۔

ترجمہ **حدیث** مسجد کی طرف سے سب کے دروازے بند کردیئے جاوین مگر ابوبکر کا دروازہ کُھلا رہے۔ مسجد کے صحن سے لگے لگے اصحاب کے دروازے تھے سو حضرت نے وفات کے قریب بند کروادیئے صرف ابوبکر کا دروازہ کُھلا رہا اِس حدیث سے ابوبکر کی سب اصحاب پر فضیلت ثابت ہوئی اور اس مین صاف اشارہ کیا اُن کی خلافت کا بلفظہ۔

جواب بندہ عرض کرتا ہے (حدیث) ترمذی اور امام احمد حبشی بن جنادہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہین اور مین علیؑ سے کوئی میری

طرف سے (بند عہد) ادا نہ کرے مگر مین یا علیؑ ۲۔ حدیث ترمذی مین عبداللہ ابن عمر
سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے اپنے یارون مین ایک دوسرے سے بھائی چارہ
کرایا پھر علیؑ آئے اس حال مین کہ آپ کی آنکھون سے آنسو بہتے تھے کہنے لگے (رسولؐ
خدا) آپ نے اپنے یارون کا سب سے بھائی چارہ کرایا مجھ مین اور کسی مین دینی بھائی کی
نسبت نہ کرائی۔ آنحضرت نے فرمایا اے علیؑ تم دین و دنیا مین میرے بھائی اور یار ہو۔
۳۔ حدیث ترمذی مین انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا کے پاس ایک بھنا ہوا
ہوا یا پکا ہوا پرند جانور تھا آپ نے فرمایا بار خدایا تیری مخلوق مین سے جو تجھے بہت
محبوب ہو اُسے میرے پاس لا کہ وہ میرے ساتھ اس پرند جانور کو کھائے پس آپ
کے پاس علیؑ آئے اور کھانا کھایا۔
۴۔ ترمذی مین جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے غزوۂ طائف کے دن
حضرت علیؑ کو بلا کر کچھ سرگوشی کی (منافقون نے یا عوام صحابہ) نے کہا کہ بلاشبہ
حضرت نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک کانا پھوسی کی۔ آنحضرت نے فرمایا
مین نے اُن سے سرگوشی نہین کی بلکہ اللہ نے اُن سے سرگوشی کی۔
۵۔ امام احمد حضرت امّ سلمہ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے فرمایا قسم خدا کی رسولؐ
خدا کے آخر زمانہ مین آپ کے نزدیک سب لوگون سے زیادہ قریب علیؑ ابن ابی طالب تھے
جس روز مرض موت مین آپ بیمار ہوئے اور جس دن آپکا انتقال ہوا تو حضرت علیؑ کو بلا کر
بہت دیر تک اُن سے سرگوشی کی اور ایک عرصہ تک چپکے چپکے باتین کین پھر
اُسی دن آپ کا انتقال ہوگیا سو اس اعتبار سے حضرت علیؑ رسولؐ خدا کے آخر
زمانے مین سب سے زائد قریب تھے۔ ۶۔ ترمذی مین ابو سعید خدری سے روایت ہے

کہ رسول خدا نے علیؑ سے فرمایا اے علیؑ جسے جنابت پہونچے اور نہانے کی حاجت ہو
اُسے اس مسجد مین گزرنا جائز نہین بجز میرے اور تیرے ابن منذر نے ضرار ابن مرہ سے کہا
اس حدیث کے کیا معنی ہین ضرار نے جواب دیا کہ میرے اور تیرے سوا اور کسی کو حلال نہین کہ
مسجد کو راہ گزر بناوے اُس حالت مین کہ وہ جنابت رکھتا ہو ۷۔ بخاری و مسلم مین
سہیل بن ساعدی سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا مین کل
اس جھنڈے کو جو سرداری کی علامت ہے ایک ایسے شخص کو دونگا جس کے ہاتھون
سے اللہ تعالی قلعہ خیبر کو فتح کرے گا وہ خدا اور رسول خدا کو دوست رکھے گا اور اُسے خدا
اور رسول دوست رکھے گا اور بہت مشہور و معروف مقبول فریقین یہہ قصّہ ہے کہ پہلے
دن ابوبکر نشان محمدی لیکر قلعہ فتح کرنے کو گئے مگر بے نیل مرام شکست کھاکر واپس آئے دوسرے
دن عمر اُسی نشان کو لیکر بڑے تزک و احتشام سے تشریف لے گئے مگر تقدیر کہ قلعہ فتح نہین ہوا
اور واپس آئے تب رسول خدا نے تیسرے روز حضرت علیؑ کو نشان دیکر بھیجا۔ اُنھون نے
فتح پائی۔ امام احمد نے فضائل مین یہہ بھی لکھا ہے کہ اُس دن لوگون نے آسمان سے
تکبیر کی آواز سنی اور کسی کو یہہ کہتے سنا کہ ذوالفقار کے سوا اور کوئی تلوار نہین اور علی کی برابر
کوئی جوانمرد نہین حسان ابن ثابت نے رسول خدا سے شعر پڑھنے کی اجازت مانگی آپ نے اُنہین
پروانگی دی اُنھون نے اُس وقت فرمایا جبریل ظاہر ہو کر پکارا بلند آواز سے جو پوشیدہ نہ
تھی اور مسلمان نبی مرسل کے گرداگرد کھڑے دیکھ رہے تھے کہ ذوالفقار کے برابر کوئی تلوار
نہین اور علیؑ کے مقابل اور کوئی جوان نہین ۸۔ مسلم و بخاری مین حضرت علیؑ کا دروازہ
جانب مسجد کھلا رہنا اور سب کا بند کر دیا جانا حدیث صحیح سے لکھا ہے۔ مگر اس مین کوئی فضیلت
نہین جیسے جیسی ضرورت ہوئی آنحضرت نے حکم دیدیا۔ اب اہل بصیرت غور سے سُنین

ہرسری نگاہ سے دیکھین کہ ان حدیثون مین کیا لطف ہی اور وہ حدیث جو ہری جس مین خلافت ابوبکر کا ادعا ہی کیا کہتے ہین - جزاین نیست کہ ابوبکر احسان کرنے والا ساتھ رہنے والا اپنا مال خرچ کرنے والا اگر رسولؐ خدا کسی کو دوست بنانا چاہتے تو ابوبکر ہی کو بناتے مگر نہین بنایا - لیکن حدیث نمبر ۷ مضائل حضرت علیؑ سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت نے علیؑ کو دین و دنیا دونون مین اپنا بھائی اور یار بنا ہی لیا اور ابوبکر منھ دیکھتے ہی رہ گئے وہ احسان اور ساتھ رہنا مال خرچ کرنا کچھ بھی کام نہ آیا پس اگر یہی حدیث دعوے خلافت مین پیش کیجاتی ہے جیسا جوہری صاحب نے بہت ہی طمطراق سے اس حدیث کے بھروسہ پر خلعت خلافت سے مخلع کرنا چاہا ہے تو اس کی یہہ اصل ہی رہا دروازہ بجانب مسجد کھلا رہنا اُس کی بابت حضرت علیؑ کا بھی دروازہ جانب مسجد کھلا رکھا تھا جس کی خود مسلم و بخاری گواہ ہین تو نیز اس امر مین حضرت علیؑ اور ابوبکر شاید برابر نکلین - مگر حدیث نمبر ۶ مین درج ہے کہ بحالت جنابت سوائے رسولؐ خدا و علیؑ مرتضیٰ کسی کو مجال داخل ہونے مسجد نبویؐ کی نہ تھی البتہ یہہ ایک خاص بات ہی کہ بجز نبیؐ و وصی کے جو دونون معصوم جرائم صغیرہ و کبیرہ سے پاک تھے اُنھین کو خانہ خدا مین حالت جنب مین بھی دخل کی اجازت تھی کیونکہ یہہ حضرات ہر حالت مین پاک بلکہ پاکیزہ تر تھے نہ اور ارجاس و انجاس کہ اُن کا مسجد نبویؐ مین داخل ہونا بحالت طہارت بھی شک سے خالی نہین - مثل بنی اُمیہ جن کے حق مین آنحضرت نے شجرۂ ملعونہ فرمایا ہی - اور اسی واسطے تو آیہ کریمہ انّما یرید اللہ الخ انھین پنجتن کے لئے مخصوص تھا یعنی محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ چنانچہ کتب اہل سنت صحیح ترمذی اور صحیح موطا اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور مشکوۃ اور مسند حنبل وغیرہ اور خود حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت اُم سلمہؓ ازواج نبیؐ سے صحیح اور مستند روایتین موجود ہین کہ یہہ آیہ شریفہ جب نازل ہوا تو آنحضرت نے

ہسٹلی فاطمہؓ حسنؓ حسینؓ کو اپنی عبا میں ایک جا کر کے خدا سے دعا کی کہ الٰہی یہہ میرے اہل بیت
اور آل عبا ہیں حضرت امّ سلمہؓ نے خواہش کی کہ میں بھی نیچے عبا کے داخل ہون آنحضرت نے فرمایا
نہیں ۔ اب فرمائیے کیا عذر ہی اگر کہو امّ سلمہؓ دوست اہل بیت ہیں اُن کے فرمانے کا کیا اعتبار
تو حضرت عائشہ کو تو سچا اور صدیقہ جانوگے شیعہ بھی تو اس حدیث میں اُن کو صدیقہ کہتے ہیں اور
کیون نہ ہون ہماری مان ہیں واجب التعظیم ۔ حدیث نمبر ۳ کی وقعت و فضیلت علی مرتضیٰ
تمام مخلوق پر ملاحظہ کیجیے رسولؐ خدا کی دعا اور خدا کا حضرت علیؑ کو اُن کے پاس بھیجنا اور شریک
طعام ہونا حدیث نمبر ۵ آخر وقت موت نبیؐ میں جو معاملہ پیش آیا حضرت اُمّ سلمہؓ چشم دید
سانحہ بیان کر رہی ہیں ۔
حدیث نمبر ۷ میں آنحضرت کا یہہ فرمانا کہ خدا و رسولؐ اُسے دوست رکھتے ہیں وہ خدا
و رسولؐ کو دوست رکھتا ہی پس اس ارشاد نبوی سے تو آپ کے صدیق اکبر و فاروق اعظم
و یعسوب الدین جنہوں نے رسالت کی آبرو رکھ لی نہ خدا ہی کے دوست ٹھہرے نہ رسولؐ کے
نہ ادہر کے نہ اُدہر کے ۔
حدیث نمبر ۸ سے خدا کا ساتھ علیؑ کے سرگوشی کرنا ثابت ہوا ۔ و ا حدیث
نمبر ۱۰ واقعی ایک ہی سبحان اللہ محمدؐ اور علیؑ میں کوئی فرق ہی نہ رہا بجز نبوت و خلافت و امامت کے
شعر من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
کہنا جو ہر صاحب اب بھی آپ نبیؐ و وصی میں بُعد المشرقین فرمائینگے کچھہ تو شرم چاہئیے اسکا
انصاف اور تمیز حق و باطل اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایقان پر چھوڑتے ہیں
وہ خود سمجھہ لین بعد رسولؐ خدا خلافت کس کا حق تھا کس کی جانب خدا و رسولؐ کا رجحان
تھا اور کیا واقع ہوا ۔ خدا اور رسولؐ خدا نے تو سیدھی راہ صاف طور پر بتلا دی آپ

انسان اگر باغوائے شیطانی ٹیڑھی راہ اختیار کرے تو وہ جانے اُس کا کام اُمّت محمّدی مرحومہ کہی
گئی ہی اس لئے کہ دنیا مین اِس اُمّت پر شل اور اُمّتون کے عذاب و عقاب نہین ہے ورنہ
اِن نافرمانیون کا مزا دنیا ہی مین چکھایا جاتا خیر قیامت قریب ہی مصرعہ ہم دور بین نہ وہ قیامت بہت
ہی دور ہے۔

دوسری حدیث جوہری صاحب کی سُنئے ۔ حدیث بخاری مین جبیر ابن مطعم سے روایت
ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نپاوے تو ابوبکر کے پاس آئیو یعنے حضرت نے اُس عورت سے
کہا جس سے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس دوسری بار پھر آنا تب اُس نے کہا کہ بھلا بتلائیے تو
کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نپاؤن ف یعنی اگر حضرت کا انتقال ہوگیا ہو تو کیا کرون
حضرت نے فرمایا کہ ابی بکر کے پاس آنا جو مین کرتا ہون سو وہ کرے گا ۔ علما نے کہا ہی کہ اِس
حدیث مین صدیق اکبر کی خلافت کا صاف اشارہ ہی بلفظہٖ

یہہ حدیث عجب حواس باختہ ہی نہ مبتدا نہ خبر نہ عبارت کا ربط۔

بات اتنی ہی کہ کوئی عورت سائل آئی ہوگی اُس وقت آنحضرت کو کچھ اشغال وعظ و پند درپیش
تھی فرمایا کہ پھر آنا جیسا اکثر ہم لوگ عدیم الفرصتی یا کسی سبب خاص سے فقرا کو کہہ دیتے
ہین پھر آئیو ۔ عورت کی جرأت کو خیال کیجئے پوچھتی ہے کہ بھلا بتلائیے تو سہی کہ اگر مین آؤن
اور حضرت کو نپاؤن ۔ سبحان اللہ حاشیہ چڑہایا گیا ہی یعنی اگر حضرت کا انتقال ہوگیا
ہو تو کیا کرون یہہ عورت کا خیال کہان سے پایا گیا کہ اُس نے انتقال آنحضرت کے راز
سربستہ و اسرار نہانی کو تاڑ لیا کیا یہہ عورت کوئی فرشتہ تھی یا قوم اجنا سے یا کوئی
مجتہدہ فقیہہ تھا کہ رسولِ خدا سے ایسے بے باکانہ سوال کرے اور اُن کے انتقال پر خبردار
ہو کچھ تو اِس حدیث کی شانِ نزول ہونا چاہئے ۔ عورت کون تھی کس ملک کی

رہنے والی رسولِ خدا سے کیا چاہتی ہی جو اُس وقت آپ سے نہ ہوسکا اور ابوبکر کی خلافت کا مژدہ سنایا۔ ہاں یہہ کہو اگر عورت نے گستاخانہ آنحضرت سے پوچھا ہی ہو گا اگر آپ نہ ملین تو کیا کرون یعنی سمجہہ مین یہہ نہین کہ دنیا ہی سے چلے جائے تب مین آ دن آپ نے فرمادیا ہوگا۔ ابوبکر کے پاس آنا وہ تجھے کچھہ دے دیگا جیسا ہم لوگ کہتے ہین کسی سائل کے جواب مین کہ ہم گھر پر نہ ملین تو فلان خدمتگار سے لے لینا۔ آنحضرت کا یہہ فرمانا جو مین کرتا ہون وہی ابوبکر کرے گا۔ اس کے کیا معنے عورت کا ایسا کوئی سخت سوال تھا جو آنحضرت سے ممکن نہ ہوا اور خلافتِ ابوبکر مین منحصر چھوڑ گیا۔ آنحضرت کی خدمت مین کوئی شخص کیسا ہی اہم معاملہ پیش کرتا تو اپنی مراد دلی اور مقصد قلبی کو پہونچتا تھا کبھی کوئی شخص محروم ہی نہین رہا سوائے اس ضعیفہ نحیفہ کے۔ آخر وہ چاہتی کیا تھی جو رسولؐ سے ممکن نہ ہوئی۔ اگر کوئی مسئلہ تھا جس کے جواب دینے کو آپ نے ایسا فرمایا تو نبیؐ اللہ سے یہہ بات غیر ممکن کہ خود جواب ندین اور ایک مدت بعیدہ تک محروم رکھین۔ اگر کچھہ قضیہ تھا تب بھی آپ اُسی وقت فیصلہ فرما سکتے تھے اگر کسی محتاج کی سائل تھی تو آپ فوراً اُس کی حاجت روائی کر سکتے تھے جیسا کہ اسی ضعیفہ محتاج کو ابوبکر سے کچھہ دلا دیا ہوگا اور کوئی مطلب اس حدیث سے نہین نکلتا۔ افسوس ہی بمقابلہ حدیث فضیلت علی مرتضےٰ جو آفتاب کیطرح چمک رہی ہی ایسی بے سروپا حدیثین خود ساختہ نص خلافت مین پیش کیجاتی ہین معلوم نہین جوہری صاحب کا جوہرِ اوّل جس سے عقل مراد ہی کس خم افلاطون مین بند کردیا گیا ہے کہ بہرہ ہی ندارد۔ کیون جوہری صاحب یہی حدیث ہی جس کی روسے آپ کے علمانے ابوبکر کو بحکم رسولؐ خدا خلافت کا استحقاق دے رکھا ہے سبحان اللہ آپ کے علما پر بیساختہ ہنسی آتی ہے۔ آپ کو خبر بھی ہی کہ اہلِ سنّت اجماع کے قائل ہین اور

اسی پر کل فضلائے اہل سنت کا اتفاق ہے اب مدت کے بعد آپ نے اُس اجماع کو باطل کیا
اور سقیفہ کی کارروائی کو بالکل بے سروپا بنا دیا تو معلوم ہوا آپ کو اپنے مذہب یا مذاہب
کی بھی خبر نہیں اور واقعی کیونکر ہو آپ تو ایک ایسی جماعت مین داخل ہوئے ہین جو علانیہ
دشمن خدا و رسول و اہل بیت اطہار ہے یعنی ناصبی جو قاطبتاً حضرت علیؑ کے دشمن ہین اور
خدا و رسول کے بھی دشمن ہین اس وجہ سے کہ امام احمد مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے
روایت کرتے ہین ترمذی مین کہ اُس کے باپ نے کہا کہ رسولؐ خدا نے ایک خطبہ مین فرمایا
ای لوگو مین تمھین اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے علیؑ ابن ابیطالب کی ساتھ محبت کرنے کی
وصیت کرتا ہون جو کنبہ مین سب سے زیادہ قریب ہے کیونکہ اُسے دوست نہین رکھتا مگر کامل
مومن اور دشمنی نہین رکھتا مگر منافق اور جس نے اُسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست
رکھا اور جس نے اُس سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی اور جو مجھ سے عداوت
رکھے گا اُسے خدائے تعالیٰ دوزخ مین داخل کرے گا بلفظہٖ یہہ حدیث اہل سنت کے
راویون نے بہت مستند اور نہایت وثوق کے ساتھ لکھی ہے کہ کسی کو مقام دم زدن
نہین۔

اب فرمائیے رسولؐ خدا کی وصیت کی بجا آوری انھین الفاظ و کلمات ناملائم سے
پائی جاتی ہے جنکو آپ نے اپنے رسالہ **اسرار الہدیٰ** مین حضرت علیؑ کی شان مین
نہایت شوخی طبع اور لفاظی اور لسانی سے درج کئے ہین۔ اور اس پر کیا منحصر ہے ابھی
تو آپ اس سے زیادہ کہنے اور کہلوانے کے متمنی ہین بذریعہ تار برقی اپنی حمایت کیواسطے
خبر دینے والے ہین یعنی اپنے بھائیون کو جیسا آپ نے آخر رسالہ مین وعدہ کیا ہے۔ مگر یہہ آپ
کا حیلہ زنانہ ہے آپ ہی کہتے ہین اور آئندہ بھی کہین گے بھائیون کا صرف ایک ہلکا سا

پردہ ڈال رکھا ہے شرم دنیاوی کے لحاظ سے تاکہ سُنی لوگ یہہ نہ کہین کہ دیکھو کیسا ناصبی اور خارجی پیدا ہوا ہے کیونکہ ابھی تک یہہ لوگ بھی اِن گروہ ضالہ کو کافر سمجھتے ہین لیکن خوب یاد رکھیئے کہ شیعہ جو بمصداق قول مخبر صادق کامل الایمان ہین جن کا حدیث مذکورہ بالا مین ذکر ہوا ہے اپنے کمال اور فضل سے ہر مومن اور منافق کو طرز کلام ہی سے پہچان جاتے ہین وہ آپ کو اچھی طرح جان گئے۔ اب یہہ دو حدیثین نص خلافت ابوبکر مین آپ پیش کرتے ہین:

حدیث بخاری مین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ مین نے ارادہ کیا کہ مین کسی کو ابی بکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمن پاس بھیجون اور اُس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کرون مبادا کہ کہنے والے کوئی اور بات کہین یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو کرین پھر مین نے کہا کہ ابی بکر کے سوائے خدائے تعالے کسیکی خلافت نمانے گا اور مومنین بھی دفع کرینگے یا یون فرمایا کہ دفع کرے گا خدا اور نمانین گے مومنین۔

حدیث بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا بُلا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو تاکہ مین اُن کو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ اسواسطے کہ مین خوف کرتا ہون کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنے والا یا کہے کوئی کہنے کہ مین لائق تر ہون خلافت کا اور نمانے گا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابوبکر کو۔

یہہ دونون حدیثین جن کی راوی حضرت عائشہ ہین عجب خلجان پیدا کرتے ہین۔ پہلی حدیث مین (کہ مین کسی ابی بکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمن پاس بھیجون اور اُس کو اپنا خلیفہ و ولیعہد کرون) لکھا ہے۔ دوسری مین (بلا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے

بھائی کو تاکہ مین انکو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ)

پہلی حدیث مین حضرت نے ارادہ کیا کہ کسی کو دونون کے بلانے کو بھیجون دوسری مین حضرت عائشہ سے ارشاد ہوا کہ بلالا - پہلی مین (اور اُس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کرون) دوسری مین اُن کو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ -

پس اب اہل انصاف ملاحظہ کرین - رسولؐ خدا نے ارادہ بلانے کا کیا مگر کسی کی قسمت نہ بلایا - اور حضرت عائشہ کو حکم بلانے کا دیا - اُنھون نے تعمیل نہ کی - رسولؐ خدا کا ارادہ اور حکم دونون معطل رہے اور (اُس کو اور انکو) نے اور بھی غضب ڈھایا ہے - پہلی حدیث مین معلوم نہین ابوبکر یا عبد الرحمن کس کے خلیفہ بنانے کا خیال تھا کیونکہ دونون مین سے ایک کو (اُس کو) کا لفظ سمجھا جاتا ہی مگر ہان دوسری حدیث مین اُن کو یعنی ابوبکر و عبد الرحمن دونون کو خلافت کی سند عطا ہونا پایا جاتا ہی پس کیسی مصیبت ہی کہ بیچارہ عبد الرحمن خلافت سے محروم رکھا گیا - یا خدا خلافت نہ ٹھہری بچون کا فرضی تخت شاہی ٹھہرا کہ کبھی اِسے کبھی اُسے بخشا جاتا ہی اور رسولؐ خدا کا کلام جو ہر حال و قال مین مطابق وحی بلکہ خود وحی الٰہی تھا بچون کا سا قول خیال کیا گیا ہے نعوذ باللہ منہا - رسولؐ خدا خلافت کے معاملہ مین اپنا جانشین مقرر کرنے کا ارادہ کرین اور زبان مبارک سے بھی فرما وین کہ مین نے ایسا ارادہ کیا ہے کہ ولیعہد و خلیفہ مقرر کرون اور پھر فرما وین کہ مسلمان خود ہی تجویز کر لینگے - یا کہ فلان فلان کو میرے پاس بلا لا اُن کو خلافت نامہ لکھدون اور پھر فرمائین کہ مسلمانون پر یہ امر چھوڑا گیا - معاذ اللہ ایسے اقوال تو عام لوگون سے بھی بعید ہین چہ جائے کہ رسولؐ مقبول جن کا ہر ہر کلمہ و کلام ایسے امور مین وحی کا یعنی حکم خدا مانا گیا ہے اور بیشک و شبہہ ایسا ہی تھا -

ذرا غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہہ دونوں حدیثین ایک ہی زمانہ کی نہین ہین بلکہ پہلی حدیث زمانہ ماقبل کی ہی اور پوری حدیث اس طرح ہی جس کو جوہری صاحب نے کاٹ چھانٹ کر اُس کا خلاصہ اپنے مطلب کے مطابق لے لیا ہی باقی مضامین اور شان نزول کو اپنے مقاصد کے خلاف سمجھکر چھوڑ دیا ہی۔

مگر ہم پوری حدیث بلفظہٖ لکھتے ہین۔ حدیث بخاری مین اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ اُنھون نے درد سر کی شدت کی وجہ سے کہا ہائے سر اس نبیؐ نے فرمایا وہ (یعنی تیری موت) ای عائشہ اگر واقع ہوتی اور مین زندہ رہتا تو تیرے گناہون کے لئے بخشش اور رفع درجات کے لئے دعا مانگتا حضرت عائشہ نے فرمایا ہائے مصیبت بخدا میرا گمان ہے کہ آپ میرا مرنا چاہتے ہین اگر مین مرجاونگی تو آپ اُسی دن کے آخر دوسری بی بیون سے صحبت کرینگے اور مجھے بھول جائینگے آپ نے فرمایا کہ چلو اس ذکر کو جانے دو میرے درد سر کی خبر لو مین نے قصد یا ارادہ کیا تھا کہ کسی کو ابوبکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمن کے پاس بھیجون تاکہ اپنے سامنے اُسے اپنا ولیعہد کر جاؤن ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کہین یا آرزو کرنے والے آرزو کرین پھر مین نے اپنے دل مین کہا کہ انکار کرے گا اللہ تعالےٰ (غیر ابی بکر کے) خلافت کا اور دفع کرینگے مسلمان غیر خلافت ابی بکر کو یا اس کے برعکس فرمایا۔

مولوی محمد عبد اللہ بن عبد العلی نبیرہ محدث شیخ عبد الحق دہلوی نے اپنی کتاب تفریح الاحباب مناقب الآل والاصحاب مطبوعہ اکمل الاخبار دہلی اس حدیث کی تفسیر کے آخر فقرہ مین لکھتے ہین کہ آنحضرت نے یہہ کلمات ولیعہدی صرف حضرت عائشہ کے خوش کرنے کو فرما دیا تھا اور صدیق کی خلافت بھی مُراد تھی۔

یہہ حدیث ایک کہانی دردِ سر کی ہی جیسا زن و شو کے درمیان کلمات مزاح ہوا کرتے ہین اس سے اور خلافت سے کیا بحث یہانتک تو درست ہے کہ یہہ دردِ سر کی خبر ہو مگر آگے صدیقہ کا جوڑ و پیوند معلوم ہوتا ہی کیونکہ کہان دردِ سر کی شکایتین کہان ولیعہدی و خلافت کی روایتین بھٹا کیا ہی اور خبر کیا ہی۔

مگر ہان اس حدیث مین یہہ بات قابل توجہ ارباب نکتہ رس ضرور ہے کہ آنحضرت حضرت عایشہ کی موت اپنی حیات ہی مین چاہتے تھے کیونکہ آپ کو علم تھا کہ ان بی بی صاحبہ سے جنگ جمل مین کیا کچھ کرتوت ہونے والے ہین کہ ہزارہا بندہائے خدا کا خون صرف ان کی خواہش نفسانی کی وجہہ سے بہیگا اور خلیفہ برحق سے ناحق جدال و قتال کرینگے۔ ہان خوب یاد آیا ولیعہدی و خلافت کو ایسی ہی مفت کی چیز سمجھہ کر خود بھی تو مدعی بحیلہ خون عثمان خلافت کی ہوئین باپ کو تو خلافت مل ہی گئی تھی بھائی البتہ محروم رہا سو آپ اس کے قایم مقام ہوئین کیونکہ رسولِ خدا کا قول صادق ہونا چاہیئے بھائی نہ سہی بہن آخر ہین تو ایک ہی باپ کے۔

اور رسول خدا کا یہہ فرمانا کہ میرے روبرو تو مر جاتی تو تیرے گناہون کی بخشش کے لئے دعا کرتا معلوم نہین وہ کیسے گناہ تھے جنکی بخشش رسول خدا کی دعا کی محتاج تھی عجب ہی اہل سنت کی عقل و فہم پر کہ باوجود تصدیق رسول خدا عایشہ کے گنہگار ہونے کی نسبت پھر بھی اُن کو آیۂ تطہیر مین داخل سمجھتے ہین حالانکہ وہ خود اپنے ہی قول سے منزلون دور بھاگتے ہین۔

دوسری حدیث عرض الموت سے وقت کی بیان کی گئی ہے مگر یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ انتقال سے کتنے روز پہلے اور باوجودیکہ آنحضرت کی تیمارداری مین سب بنی ہاشم و اہل بیت اطہار و ازواج ہر وقت و ہر لحظہ موجود رہتے تھے کیونکہ بجز ان حضرات کے غیر کا حاضر رہنا ایسی حالت مین آنحضرت کو قطعًا ناگوار تھا دیکھو روایت ابن عمر بخاری و ترمذی مین کہ آنحضرت نے

ابوبکر کی تیمارداری قبول نہ فرمائی اور اپنے اہل بیت کو اس کام کے لیے مختص کیا۔

پس یہہ حدیث مرض الموت مین بجز حضرت عائشہ کے اہل بیت مین سے کسی نے رسول خدا سے نہین سنی ورنہ نبی ہاشم مین بیعت ابوبکر مین اختلاف ہے نہ ہوتا اور بلا عذر سب لوگ بجان و دل حکم نبوی منظور کرتے اور سمجھتے شاید حدیث غدیر منسوخ ہوئی ہو۔

اگر کہو کہ جب آپ نے یہہ حدیث فرمائی اس وقت صرف حضرت عائشہ ہی تھین تو پھر حضرت عائشہ نے کیون دونون کو نہ بلایا اور رسول خدا کے حکم کی تعمیل نہ کی اور یہہ حکم تو خاص انھین کے باپ و بھائی کے لیے بلوائے پے دو دتھا ضروری بلا کر سند لکھوالینی تھی۔

اول حدیث مین تو آنحضرت نے یہہ فرماکر ٹالدیا تھا کہ مین نے ایسا ارادہ کیا تھا کہ دونون کو بلا بھیجون اور ولیعہد کرون پھر مین نے کہا کہ خود خدا و مسلمان یہہ کام کرلین گے یعنی اس کی ضرورت نہ سمجھی۔ مگر اس حدیث مین تو صاف آپ نے فرمادیا کہ دونون کو بلالاؤ مین نوشتہ یعنی خلافت نامہ لکھدون پھر یہہ کہا اور وہ کہا کچھ بھی آپ نے عذر نہین بیان کیا تو حضرت عائشہ کی فیاضی اور حق پسندی سے بسا بعید ہی کہ اپنے باپ و بھائی ہی کو سند خلافت سے محروم رکھا چہ جائیکہ بدیگران۔

ہان یہہ امر ذہن نشین ہوتا ہی کہ آپ کو خیال ہوا ہوگا کہ جیسا حدیث قرطاس کے وقت غل غپاڑا شور و شر یہان نہین صحابیون مین برپا ہوا اور حضرت عمر نے رسول خدا کی نسبت ہذیان کا لفظ استعمال کرکے حسبنا کتاب اللہ کہدیا جس پر رسول خدا نے سب کو اپنے حجرہ سے نکالدیا ویسا ہی اس سند کی تحریر کے وقت نہ ہو مگر نہین ایسا نہ ہوتا وہ تو عین مدعا یارون کا تھا اگر ذرا بھی رسول خدا کا اشارہ پاتے تو دس بیس قلم و دوات دو تین دستہ کاغذ آن واحد مین حاضر کردیتے اور لکھنے والے دفتر کے دفتر سیاہ کردیتے۔

پس بات یہہ ہی کہ آنحضرت نے نہ یہ حدیث فرمائی نہ وہ اور اگر فرمائی تو حضرت عائشہ نے حکم رسول اللہ کی تعمیل نہ کی نہ اُس کی تکمیل ہوئی اور آرزو کرنے والے خلافت کے اور گھٹنے والے قریب تر کے واسطے جن کو رسول خدا نے بہ حکم قدیر خم غدیر مین خلیفہ مقرر کیا تھا میدان وسیع بلا اغیار و خس خالی رہا۔

جب سقیفہ بنی ساعدہ مین جو ایسے کاموں کی پنچایت کو مخصوص تھا خلافت کیواسطے لوگ جمع ہوئے تو وہ بلڑ مچا کہ خدا کی پناہ تاریخین و روایتین شاہد حال ہین انصار کہتے ہم مین سے امیر ہو مہاجر دعوی کرتے ہم مین سے امیر ہو کوئی کہتا فلان ہو کوئی کہتا فلان غرض کہ وہ دھینگا مشتی لکد کوب ہوا کہ بیچارہ سعد بن عبادہ اُسی جماعت مین پامال ہو گیا۔ بنی ہاشم و اہل بیت اپنی مصیبت مین مبتلا رسول خدا کی تجہیز و تکفین مین مصروف تھے ان کو کیا خبر باہر دروازہ کے کیا ہو رہا ہی۔ سقیفہ تو دور تھا اور اگر خبر بھی ہوتی تو استغفر اللہ کیا رسول اللہ کی نعش مطہر چھوڑ کر خلافت کی پنچایت مین داخل ہوتے ہرگز نہین جگر جگر ہے اور دگر دگر ہے۔ ایک سُنی قائل حق پسند نے کیا خوب رباعی کہی ہی رباعی

انکہ گویند عائشہ در فضل	بہتر از دخت سید البشر است
قول آنہا چسان کنم باور	رشتۂ دیگر رگ جگر دگر است

حضرت ابوبکر و عمر بھی اُسی جماعت مین موجود تھے اُنھون نے بھی قیل و قال کی اور لوگون کو سمجھایا بجھایا حضرت عمر نے ابوبکر کی جہانتک زبان نے یاری دی تعریف کی اور لوگون کو اپنا ہمزبان بنایا کہ ابوبکر سابق الاسلام ہین یار غار ہین جماعت کے امام ہین چنین و چنان مگر تعجب ہے کہ یہہ حدیثین نص خلافت کی جواب پیش کیجاتی ہین اُن سے کوئی تو کیا حضرت ابوبکر و عمر بھی واقف نہ تھے ورنہ ایسے اُمی جماعت کے لئے ایک ہی فقرہ

حدیث کا کافی تھا اس قدر ریعہ و جہد بحث طول فضول کی نوبت ہی نہ آتی سب آمنا و صدقنا کہہ کر خاموش رہتے اور لوگ دفن و کفن رسول خدا سے محروم نہ ہوتے اور فرقہ وہابیہ کو یہ عذر نہ ہوتا کہ جب اصحاب خاص رسول خدا نے ہی انتقال کے بعد زیارت نہ کی اور تجہیز و تکفین میں شامل نہ ہوئے تو ہم بھی انھیں کی تقلید کرتے ہیں اور زیارت کو نہیں جاتے ہمارا کیا قصور ہے بھلا جوہری صاحب تم کو خدا ہی کی قسم ہے کہ کسی تاریخ کسی روایت کسی حدیث میں تم نے لکھا دیکھا ہے کہ سقیفہ میں خلافت میں ایک بھی حدیث ان حدیثوں سے خلافت نصی ابوبکر میں پیش کی گئی تھی یا صرف اور اوصاف ابوبکر کے بیان کئے گئے تھے۔ لیجئے حضرت عمر نے پہلے ہاتھ بڑھایا اور ابوبکر کی بیعت کی اس روز چند اور آدمیوں نے شرف بیعت حاصل کیا اور اسی ادھیڑ بن میں مصروف ہوئے کیونکہ خوف تھا کہ تمام دنیا کے مشرک مدینہ منورہ کے گرد اگرد جمع ہو کر چاہتے ہیں کہ اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیں۔ سبحان اللہ خلافت کے لئے یہ مجمع یہ کوششیں یہ کاوشیں یہ ہنگامہ یہ دار و گیر اور رسول اللہ کے دفن و کفن کی وہ صورت کہ صرف چند اعزا و اقربا با قلب صد چاک و دل اندوہناک نالان و گریان تجہیز و تکفین میں مصروف۔ افسوس اور ہزار افسوس اس امت کی دنیا طلبی پر جو اپنے ہادی اور پیشوا نبی اللہ کی نعش مطہر کو بے غسل و دفن چھوڑ کر جب جاہ و مناصب کے واسطے جا بجا مجمع کرتے پھرے اور قائم سقائف کی ہوس میں خدا اور رسول خدا کے کلام پر اعتماد نہ کرے مولانا روم نے خوب فرمایا ہے ؎

چون صحابہ حب دنیا داشتند	مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند

کیون جوہری صاحب جبکہ خداوند جل و علیٰ بذریعہ آیہ اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت بدین اسلام کا معرفت اپنے رسول مقبول کی کل امت کے لئے مژدہ سنا

چکا تھا تو اب کس کا خوف تھا اور کس کی مجال تھی کہ اسلام میں رخنہ ڈالے کیونکہ خدا کا وعدہ پکا تھا مگر ہاں اعتقاد و اعتماد اس وعدہ پر انھیں انفاس قدسیہ کا کام تھا جو کامل الایمان تھے اور جن کو خدا و رسول نے بروز فتح خیبر اپنا دوست بنایا تھا دیکھو حدیث منیر مندرجہ رسالہ ھذا نہ ایسے ویسے جو منتظر بیٹھے تھے کہ ادھر رسول خدا کی روح سدرہ علیین میں داخل ہوا ادھر دوڑ دھوپ کرکے خلیفہ بن بیٹھیں جیسا واقع ہوا۔

آپ کہیں گے وہ دین کا کام تھا اور اسلام کے ضائع ہونے کا احتمال تھا کہ لوگ مرتد ہو جائینگے۔

ہم کہتے ہیں جبکہ خدا نے دین کو کامل ہی کر دیا تھا اور کل نعمتیں تمام کر چکا تھا تو پھر اس وعدۂ خدا پر اعتماد نہ کرنیکی کیا وجہ اگر کچھ بھی ایمان کا لگاو ہوتا تو اُسی وعدہ خدا پر مستحکم بھروسہ کرکے ثابت قدم رہتے ہزار شور و شر ہوتا پروا نہ کرتے۔

پہلے اپنے رہنما ایمان عطا کنندہ کی تجہیز و تکفین نہایت اہتمام و سرگرمی سے کرتے بعدہٗ مسجد نبوی میں جو اس کام کے لئے موزون و مستحق تر تھی انصار و مہاجر کا اجماع ہوتا اور خلافت کی بابتہ مشورہ ہوکر جس پر کل کا اتفاق ہوتا اُسے خلیفہ بناتے یہہ بات البتہ مناسب وقت تھی مگر یہہ باتیں کیوں ہوتیں وہاں تو یہہ خیال تھا کہ اگر بنی ہاشم و اہل بیت اطہار نے کفن و دفن سے فرصت پالی تو غضب ہو گیا پھر کیسی خلافت کیسا اجماع (خلقت کا ہجوم اُسی طرف ہوگا جس کے لئے بروز خم غدیر منجانب خدا و رسول خلافت و امارت ہو چکی ہے ہم ہوچی کے سوچی رہ جائینگے یہہ وقت غنیمت ہے اسے ہاتھ سے ندو اور جب کارروائی بیعت کی شروع ہوگئی تو بھیڑ بھیڑیا دھنسان اُمی و جاہل لوگ ایک دوسرے پر گرنے لگے ابوبکر خلیفہ ہوگئے یہہ خبر مشتہر ہوتے ہی

پھر کیا تھا بیعت کے لئے گھٹائین چھاگئین اور خاص سے عام بیعت کی نوبت
پھونچی مگر بنی ہاشم اُسی بات پر اڑے رہے جو بروز خم غدیر رسولؐ خدا سے سن چکے تھے
اب تیسری حدیث جوہری صاحب کی سنئے بخاری و مسلم مین حضرت عائشہ سے
روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک تم یوسفؑ کے ساتھ والی عورتون کی طرح
ہو یعنی کیون خلاف نمائی کرتے ہو۔ کہو ابوبکر سے کہ لوگون کو خود امام ہو کر نماز پڑہاوے
یہ حضرت نے اُس بیماری مین فرمایا جس مین انتقال ہوا **ف** حضرت عائشہ سے
روایت ہے کہ حضرت نے مرض الموت مین فرمایا کہو ابوبکر سے لوگون کو نماز پڑہاوے
مین نے کہا ابوبکر نرم دل مرد ہے اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑہانے کھڑا ہوگا رونے
لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سنین گے۔ عمر کو فرمایئے کہ نماز پڑہاوے حضرتؐ نے
فرمایا ابوبکر سے کہو نماز لوگون کو پڑہاوے پھر مین نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت
سے کہو حفصہ نے حضرت سے یہی کہا تب یہہ حدیث فرمائی پس چنانچہ حضرت کی حیات
مبارک مین پانچ دن صدیق اکبر نے امامت کی یہہ اشارہ ہوا صدیق اکبر کی خلافت
کا کہ جو عہدہ خاص حضرت کا تھا یعنی نماز جماعت کی امامت کا وہ اپنی زندگی مین
صدیق اکبر کو دیا جیسے بادشاہ اپنی زندگی مین کسی کو تاج و تخت دلوے اور یہہ
علامت ہے کہ بادشاہ نے اُسے اپنا ولیعہد کیا اور یہی حدیثین حضرت نے خلافت
صدیق کی بابتہ فرمائی ہین بطور پیشین گوئی جو مخل شوری نہین ہین۔

جواب یا اللہ عورتون کے کید عظیم سے اپنی پناہ مین رکھ۔

جتنی حدیثین خلافت ابوبکر کی بابتہ آنحضرتؐ نے فرمائین سب کی سب حضرت
عائشہ اُن کی دختر نیک اختر ہی سے ہین اور کسی کو کانون کان خبر تک نہ ہوئی

ہان اس حدیث مین حفصہ کی بھی موجودگی پائی گئی۔ مگر صرف عائشہ ہی کے قول سے ورنہ حفصہ بیچاری نے یہہ حدیث کسی سے بیان نہین کی۔ پس تعجب تو یہہ ہے کہ مرض الموت مین جس کی ہر وقت کی حضوری اور تیمار داری بنی ہاشم و اہل بیت اطہار کے ذمہ تھی اور دیگر ازواج بھی حاضر رہتی ہون گی اور ظاہر ہے کہ اُن تیمار دارون مین مرد بھی مثل حضرت علیؑ و عبد اللہ و فضل ابن عباس و خود حضرت عباس وغیرہما ہر وقت و ہر لحظہ حاضر رہ کر خدمت نبوی کی سعادت حاصل کرتے مگر آنحضرت جو کچھ فرماتے عائشہ ہی سے حالانکہ پردہ کی آیت بھی نازل ہو چکی تھی اور مرد بھی موجود ہی رہتے مگر اُسخفین بی بی صاحبہ سے ارشاد ہوتا کہ (بُلا لا اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی عبد الرحمن کو تاکہ سند خلافت لکھدون) اور (کہو ابوبکر سے کہ امام بنکر نماز جماعت پڑھاوے) کیا یہہ ممکن نہ تھا کہ مردون مین سے کسیکو بھیجکر بلواتے یا ابوبکر سے پیغام نماز کا بھجواتے کیونکہ حضرت عائشہ کو حکم پردہ مین بیٹھنے کا تھا اُن کو باوصف موجودگی مردون کے جو باہر جاتے آتے تھے تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی مگر ہان یہہ البتہ تم کہہ سکتے ہو کہ بخوف بنی ہاشم و اہل بیت اطہار آنحضرت بھی تقیہ کرتے تھے اور ایسی باتین صرف بی بی عائشہ ہی سے فرماتے کہ راز فاش نہ ہوجائے مگر غضب تو یہہ ہے کہ حضرت عائشہ سے تعمیل ارشاد نبوی مین وہ تاخیر اور عذرات بیجا وقوع مین آئے جن کے صلہ مین آنحضرت نے صاف طور پر فرما دیا کہ بتحقیق تم یوسف کے ساتھ والی عورتون کی طرح ہو۔ اب اہل انصاف ملاحظہ فرمائین یہہ مثال حضرت صدیقہ پر کہانتک اپنا اثر ظاہر کرتی ہے۔ حضرت یوسف کے ساتھ والی عورتون کا یہہ قصہ ہے کہ انھون نے جن مین زلیخا سرغنہ تھی

حضرت یوسف کو طرح طرح کے اتہام و الزام جھوٹے مکر و تزویر سے لگا کر معصوم و ناکردہ
گناہ کو قیدخانہ میں ڈلوا دیا کہ وہ حضرت انھیں مکار عورتوں کی وجہ سے بارہ برس قیدخانہ
میں رہے - ہم پہلے سمجھتے تھے کہ خداوند عالم نے (اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ) جو شیطان
و عورتوں کے حق میں فرمایا ہے اس سے ازواج نبی مستثنیٰ ہوں گی کیونکہ اُن کے درج
رفیع ہیں - مگر اس مثال مندرجہ حدیث مذکورہ بالا سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت عائشہ و
حفصہ بھی اُسی ارشاد خداوندی میں بہ صفت موصوف ہیں - پس نہ معلوم صدیقہ
کا خطاب حضرت عائشہ کو کس کے دربار سے ملا ہے اور حفصہ فاروقہ کے معزز خطاب سے
کیوں محروم رہیں اگر باپ کی صداقت نے بیٹی کو صدیقہ بنایا تو دوسری صاحب بھی فاروق
تھیں اُن کی بیٹی کو بھی فاروقہ کہنا چاہئے -

اصل یہ ہے کہ صدیقہ کبریٰ حضرت خدیجہ کا لقب تھا بدیں وجہ کہ آپ نے بنی آدم میں سب سے پہلے
آنحضرتؐ کی تصدیق رسالت کی اور یہ خطاب غصب ہو کے حضرت عائشہ کو دیا گیا
کیونکہ آنحضرت سے کسی حدیث فریقین میں عائشہ کو صدیقہ فرمانا پایا نہیں جاتا جیسا اہل
سنت کی روایتوں میں ابوبکر کو صدیق اور عمر کو فاروق کہنا آنحضرت کی نسبت بیان
کیا گیا ہے معلوم نہیں جھوٹ یا سچ مگر کچھ اصل تو ہے -

ابھی نماز جماعت کی امامت جسے جوہری صاحب نے خلافت کا تاج و تخت
قرار دیا ہے زیر بحث ہے -

سنئے جوہری صاحب امامت نماز میں آپ کو یہ کدو کوشش کیوں ہے
اور خاص عہدہ اور تخت و تاج خلافت سے اسے کیا تعلق ہے جو حضرت ابوبکر کی امامت
نماز پر آپ مرے مٹتے ہیں اور خواہ نخواہ اُن کو امامت نماز کی بنیاد پر خلافت دئیے دیتے

میں معلوم ہوتا ہے آپ اہل سنّت کے حدیث و روایات و اقوال صحابہ سے بالکل نادان و نافہم ہیں اور خدائے عزوجل کے احکام سے بھی آپ بیخبر ہیں۔

خداوند عالم حکم فرماتا ہے وَارْکَعُوا مَعَ الرّٰاکِعِیْنَ جھکو جھکنے والوں کے ساتھ حسب رسم و رواج اہل سنّت زید و بکر کسی کی تخصیص نہیں۔ اسی لیے اہل سنّت نے زمانہ سلف سے آجتک امامت نماز کے واسطے کچھ شرف و منزلت نہیں لگائی۔ دُھنا۔ جولاہہ۔ کُنجڑا۔ قصائی۔ جیسے دو سو تین یا دہو میں اُس کے پیچھے نماز پڑھ لی کیونکہ خدا نے سب جھکنے والوں کے ساتھ جھکنے کا حکم فرمایا ہے۔

رہا رسُولِ خدا کا عمل دیکھو صحیح مسلم و بخاری میں ابن عباس اور رافع بن عمرو بن عبید جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف رسولِ خدا کی صحت و سلامتی و موجودگی میں امام جماعت ہوئے اور رسولِ خدا نے خود اُن کے پیچھے نماز پڑھی اور کچھ مضائقہ نہ کیا۔

اب فرمائیے اس امامت نماز پر کیا ناز و فخر باقی رہا اور عہدۂ خاص و تاج و تخت خلافت اول کس کے ہاتھ آیا عبدالرحمن بن عوف یا ابوبکر کے۔ آپ کہیں گے ایّام مرض کی امامت نماز مستند ہے اور جو اس سے قبل ہوا اس کا اعتبار نہیں۔ بہتر اسی مرض کی حدیث لیجیے۔ کتاب اہل سنت ابوداؤد میں عبداللہ ابن زمعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ پر جب مرض کی شدت ہوئی اور مسلمانوں کی جماعت میں سے ایک میں بھی آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ تو بلالؓ نے حضور نماز کے لئے ندا کی فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑھا دے۔ میں باہر آیا ابوبکر موجود تھے میں نے حضرت عمرؓ سے کہا جو بیٹھے تھے کھڑے ہو جیئے لوگوں کو نماز پڑھائیے۔ آپ نے آگے بڑھ کر تکبیر کہی چونکہ حضرت عمر

بڑی آواز کے آدمی تھے رسول اللہ نے ان کی آواز سنکر فرمایا ابوبکر کہاں ہین وہ نماز پڑہاوین یہہ امامت وجماعت اللہ و مسلمانون کو ناپسند ہے۔ ابوبکر نے وہی نماز عمر کی پڑہائی ہوئی پھیر اُلٹ کر پڑہائی۔

آب غور کیجیے اور انصاف فرمائیے۔ پہلے آنحضرتؐ نے فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہاوے جس کا عربی کا بھی فقرہ لکھ دیتے ہین فقال مروا من یصلّی للنّاس جس مین کسی کو شبہہ نہ رہے کہ ترجمہ ٹھیک نہین جب حضرت عمر نے اپنی بڑی آواز سے نماز کی امامت شروع کی تو آنحضرتؐ کو شدت مرض مین سخت ناگوار و تکلیف دہ معلوم ہوئی آپ نے حکم دیا کہ عمر امامت سے معزول اور ابوبکر منصوب ہون کیونکہ یہہ حضرت نرم دل اور کثیر البکا تھے ہی آواز کے آدمی تھے پھر انھون نے عمر کی نماز کو بحکم رسول خدا اُلٹ دیا اور از سر نو تکبیر سے نماز شروع کی اور تمام۔ پس ظاہر ہے کہ حدیث رسول خدا مین کسی کی قید نہین پہلے آپ نے یہی فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہاوے مگر صرف عمر کی کریہہ الصوت نے ابوبکر کو امامت کا تاج و تخت دیا اور آواز عمر نے یہانتک تکلیف پہونچائی کہ رسول خدا کو یہہ فرمانا پڑا کہ اللہ و مسلمانون کو یہہ امامت ناپسند ہے جو نماز عمر نے پڑہائی وہ باطل اور ناجائز کیونکہ نماز ہی اُلٹ دی گئی مگر ہمکو آتش مزاجی و غیظ و غضب حضرت عمر سے بہت ہی تعجب ہے کہ اس موقع پر آپ نے نہایت ہی تحمل و عجز و انکسار کو کام فرمایا کہ چپ کے پیچھے کھسک آئے اور کچھ نہ بولے کیونکہ انھین ایام شدت مرض مین آپ نے رسول خدا کو ہذیان سے نسبت دی اور حسبنا کتاب اللہ کہکر رسول اللہ کے حکم سے عدول کیا۔ دیکھو حدیث قرطاس صحیح مسلم و بخاری مین مگر یہان تو ابوبکر کو امام جماعت بننے کا معاملہ تھا

کیون نہ خاموش رہنے وہان قضیہ برعکس تھا یعنی حضرت علیؓ کی خلافت مقصود تھی۔ کیون جوہری صاحب بھی حدیثین ہین جو نص خلافت ابوبکر پر مصدق ہین اور جن کی رو سے ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ کچھ تو خدا و رسولؐ سے خوف کیجئے اور خلق خدا سے شرمائیے۔ کیون جاہلون کو گمراہ کرتے ہو مگر آپ کسی کی نہ سنینگے ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارہم غشاوۃ جس قدر حدیثین خلافت ابوبکر مین پیش کیجاتی ہین بالکل بے سرو پا ہین عبارت کا ربط نہ مبتدا نہ خبر سراسر موضوعی و مصنوعی ہین معلوم نہین کس کی بنائی ہوئی ہین جسے عقل سے بہرہ ہی نہ تھا۔ سر سید احمد خان محقق حال نے خطبات احمدیہ مین لکھا ہے ابوبکر کے متعلق ہم نے کوئی حدیث نہ پائی جس کا صحیح سلسلہ آنحضرت تک پہونچتا ہو یہ حدیثین جو بیان کیجاتی ہین بالکل جعلی اور مصنوعی ہین۔ سر سید احمد خان شیعہ تو ہین نہین نہ کبھی تھے اہل سنت کی ہی کتابون سے دیکھ بھال کر یہ فقرہ لکھا ہوگا۔

اب آپنے حضرت علیؓ کیطرف توجہ کی ہے اور جہانتک آپکی بدزبانی و بدکلامی اور زبان درازی کی وسعت ہے خوب ہی دل کا بخار نکالا ہے۔ مگر یاد رکھیے چاند کی طرف ہزار خاک اُڑائیے وہی چاند ہے بلکہ خاک اُڑانے والا خود ہی اُس خاک سے اَٹ جائے گا۔ لوگون کی نظروں مین گرد و غبار کا پتلہ نظر آئے گا۔ اگر حق سے چشم پوشی ہو تو اتنی جو آپنے اختیار کی ہے اور باطل کو ترجیح دینا ہو تو ایسا جیسا آپنے رات کو دن اور دن کو رات کر دکھایا ہے مگر آپ کیا تمام جہان کے ناصبی و خارجی اگر لاکھ برس تک ہاتھ پیر مارین اور جھوٹی باتین بنائین تو کیا ہوتا ہے ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد — اگر کس تُف کند ریشش بسوزد

آپ فرماتے ہین۔ اِسی ضمن مین اُن احادیث کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے جنپر اہل تشیع و اہل سنت

کی کتب سے استدلال کرتے ہین۔

ہم کہتے ہین صد ہا آتیین ہزار ہا حدیثون سے اہل حق خلافت حقہ بلافصل جناب امیرؑ استدلال بہ معنی دارد ثابت کرتے ہین اور کور باطنون کو دکھا دیتے ہین کہ دیکھو وہ آفتاب عالمتاب چمک رہا ہی جس کی شعاعون نے تمہاری آنکھونکو چکا چوند کر رکھا ہی مگر خیر آپ نے دو حدیثین پیش کی ہین یہی ہمارے مدعا کو کافی ہین چلیئے حدیث براء بن عازب سے صحیح بخاری و مسلم مین روایت ہی کہ جب رسولؐ خدا نے قصد غزوہ تبوک کا کیا جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بی بیون اور بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا کفار اشرار نے جناب امیرؑ کو طعن کی کہ رسولؐ خدا آپ کو اپنے ساتھہ کیون نہین لیجاتے جناب امیرؑ کو یہہ بات ناگوار گزری شکایت رسولؐ خدا سے کی اور کہا یا رسولؐ اللہ اتخلفنی فی النساء و الصبیان یعنی اے رسولؐ خدا آیا خلیفہ کرتے ہو آپ مجھکو عورتون اور بچون پر تب حضرتؐ نے یہہ حدیث فرمائی اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی یعنی راضی نہین ہوتا ہی تو یہہ کہ ہو تو مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے موسیٰ سے مگر تحقیق شان یہہ ہی کہ نہین کوئی نبی بعد میرے۔

سوال آپ کہتے ہین کہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کے موافق لیتے ہین مگر بحسب دلائل معقول اُن کا دعوے صحیح نہین۔

جواب۔ ہم کہتے ہین اہل حق وہی معنی لیتے ہین جو حدیث کہہ رہی ہی اپنے مطلب اور دوسرے کے مقصد سے اُن کو کچھہ غرض نہین۔ اچھا صاحب ہم اس حدیث کے معنون مین آپ کی موافقت کرتے ہین اب تو خوش ہوئے۔

سوال۔ آپ کہتے ہین یہہ خلافت جناب امیرؑ کی مثل خلافت حضرت ہارونؑ

کے وقت معینہ پر مخصوص تھی۔

جب حضرت موسیٰؑ کوہ طور سے واپس آئے حضرت ہارونؑ خلیفہ نہ رہے بلکہ مستقل خود ہی نبی برحق تھے نہ خلیفہ اسی طرح پر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہیئے۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں خلافت کا تو یہاں ذکر ہی نہیں رسولؐ خدا صاف فرماتے ہیں کہ یا علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے یعنی جیسا حضرت ہارونؑ شریک فی النبوت حضرت موسیٰؑ کے اپنی حیات تک رہے ویسا ہی تم بھی ہو مگر یہ البتہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبیؐ نہ ہوگا۔

اس تشبیہ سے تو صاف ظاہر ہے کہ جیسا حضرت ہارونؑ تادم حیات حضرت موسیٰؑ کے شریک فی النبوت تھے ویسا ہی جناب امیرؑ بھی رسولؐ خدا کے شریک فی النبوت رہے ہاں بعد رسولؐ خدا کے نبیؐ کا ہونا محال تھا جس کا استثنا حدیث میں ہوا ہے۔ پس جناب امیرؑ کو دعوے نبوت تو ہے نہیں خلافت بلافصل کے مدعی ہیں تو کیا انصاف اسی امر کا مقتضی ہے کہ جو شخص حیات رسولؐ خدا میں شریک فی النبوت رہا ہو آسے ان کی خلافت بھی نہ ملے اور جانشینی و ولیعہدی سے بھی محروم رہے آخر قصور کیا ہوا۔

جوہری صاحب ۔ یہ حدیث خدا ہی نے آپ کی زبان سے نکلوائی ہے الحمد للہ خلافت تو درکنار جناب امیرؑ رسولؐ خدا کے شریک فی النبوت ہو گئے۔ (حضرت موسیٰؑ کوہ طور سے واپس آئے تو حضرت ہارونؑ خلیفہ نہ رہے بلکہ نبیؑ رہے) ہم کہتے ہیں اگر خلیفہ و نبیؑ دونوں رہے تو کیا مضائقہ کیونکہ شرکت فی النبوت میں خلافت ضروری امر ہے۔ حضرت موسیٰؑ رسول اللہ صاحب شریعت اور حضرت ہارونؑ نبیؑ

وخلیفہ حامی ومددگار معاون وجان نثار ایساہی جناب امیرؑ پر قیاس کرو کیونکہ جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ نسبت تھی بعینہ جناب امیرؑ کو رسول خدا کے ساتھ یکجہتی وبرادری تھی۔ دیکھو حدیث سنن ترمذی علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہے پھر اب مغائرت کیا جیسا حضرت موسیٰؑ کی والپسی پر حضرت ہارونؑ نبی وخلیفہ رہے ویساہی جناب امیرؑ بھی بعد معاودت رسولؐ خدا خلیفہ رہے اور شریک فی النبوت مثل حضرت ہارونؑ کے مزید براں کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے میرے بعد نبی نہ ہوگا مگر زمانہ حیات کے لیے کچھ استثنا نہیں کیا پس وہی مرتبہ جناب امیرؑ کا حیات رسولؐ خدا میں رہا جو حضرت ہارونؑ کا حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ورنہ یہہ تشبیہ ہی بے سود وبیکار ہوتی ہے۔

سوال ۔ آپ کہتے ہیں اس قسم کی خدمت بسبب ہمرازی کے بیٹی یا دامادہی کو سپرد کیجاتی ہے پس جناب امیرؑ کا چند روز کے واسطے بطریق محافظ کے مقرر ہونا دلیل خلافت نہیں ہوسکتا۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں یہہ آپ کی سمجھ کا قصور ہے۔ حدیث میں منزلت ہارونی عطا ہوئی ہے محافظ یہہ معنی دارد جیسا حضرت ہارونؑ کل امت موسوی کے خلیفہ وجانشین ہوئے تھے ویساہی جناب امیرؑ بھی۔ اور یہہ عین دلیل خلافت بلافصل جناب امیرؑ کی ہے۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؞ چشمہ آفتاب را چہ گناہ ؛

ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ سبھی اعزا واقارب آنحضرتؐ کے موجود تھے جو بقول اہل سنت اہلبیت میں داخل سمجھے جاتے ہیں یعنی قابلیت رکھتے ہیں مثل جناب عثمانؓ داماد رسولؐ خدا جناب ابوبکرؓ وعمرؓ جنکے داماد رسولؐ خدا تھے اخص عباسؓ بن عبد اللہ وفضل رسولؐ خدا کے چچا و

چچازاد بھائی جناب زبیر پھوپی زاد بھائی وغیرہ ۔ پھر تخصیص جناب امیرؑ کی کیا تھی کہ آپ ہی کو یہہ منصب عالی عطا ہو کوئی خاص وجہ تو ضرور ہوگی کیونکہ حدیثین روایتین تاریخین فریقین کی شاہد حال ہین کہ یوم بعثت رسولؐ خدا سے تا دم آخر نہ کسی کو خطاب ہارونی ملا نہ غیر حاضری رسولؐ خدا مین کل قوم کے خلافت و امامت مثل حضرت ہارونؑ کے ۔ وجہ قوی تر یہہ ہے کہ خدا و رسولؐ خدا کو منظور ہوا کہ جناب امیرؑ رسولؐ خدا کے خلیفہ برحق حیات رسولؐ خدا مین ہی علی الاعلان مقرر کئے جائین تاکہ بعد ممات رسولؐ خدا کسی کو مجال چون وچرا نہ ہو لیس جب آنحضرتؐ غزوہ تبوک کے عازم ہوئے تو حضرت امیرؑ کو مدینہ مین رہنے کا حکم دے کر تشبیہہ ہارونی کا خلعت فاخرہ اُن کو پنہایا اور اپنا خلیفہ و جانشین و ولیعہد بنایا کیونکہ یہہ موقع ہی ایسا تھا ورنہ کبھی ایسا نہین ہوا کہ آنحضرتؐ کسی معرکہ جنگ مین تشریف لیگئے ہون اور جناب امیرؑ ساتھ نہ ہون اور مدینہ مین رہگئے ہون ۔ ہر جنگ مین مقدمۃ الجیش تھے علیؑ اور کیون نہ ہون جبکہ خداوند عالم نے قلع و قمع کفار ناہنجار و مشرکان اشرار آپ ہی کی ذوالفقار شرربار پر بہ خدا و رسولؐ مختار منحصر کر دیا تھا جس کی نسبت بروز فتح خیبر جبرئیلؑ وکیل رب جلیل بآواز بلند کہہ رہے تھے لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار ۵ اور رسولؐ خدا و تمام صحابی موجود سُن رہے تھے دیکھو حدیث اہل سنت نمبر ۷ مندرجہ رسالہ ہذا شاید آپ کہین کہ ہی غزوہ تبوک مین جناب امیرؑ ہمراہ نہ تھے تو اِس کی وجہ وہی ہے کہ آپ کو منزلت ہارونی عطا ہوئی تھی اگر ساتھ جاتے تو حضرت ہارون کی تشبیہہ کیونکر صادق آتی ۔

علاوہ اِس کے اِس غزوہ کی بنیاد ہی کیا تھی ادہر پہونچے اور اُدہر فتح ہوئی نہ لڑائی ہوئی نہ جھگڑا ۔ رسولؐ خدا خود بھی نہ تشریف لیجاتے اور کسی کو بھیجدیتے تب بھی

فتح ممکن تھی مگر نہیں رسول خدا کا تشریف لیجانا جناب امیرؑ کو خلیفہ و جانشین کر جانا مصلحت خدا و رسولؐ ہی تھی۔

سوال ۔ آپ کہتے ہیں کتب سیر فریقین میں مرقوم ہے کہ حضرت ہارونؑ نے حیات حضرت موسیٰؑ ہی میں وفات پائی پھر خلافت کیسی۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں بیشک ایسا ہوا حضرت ہارونؑ کا پہلے انتقال ہو گیا مگر یہ تو نہیں ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کوہ طور سے واپس آئے اور حضرت ہارونؑ نے قالب کو خالی کیا بلکہ مدت تک زندہ رہ کر شریک فی النبوت رہے اور جب قضا آئی روح نے قالب کو چھوڑا گو حضرت موسیٰؑ کی حیات ہی میں سہی مگر جناب امیر بفضلہ صحیح وسالم دشمنانِ خدا و رسولؐ کی سرکوبی و کفش زنی کے لئے زندہ و موجود رہے اور اسی طرح جیسا حضرت ہارونؑ خلیفہ و شریک فی النبوت موسوئی تھے یہ بھی حیات رسولؐ خدا میں شریک فی النبوت و خلیفہ و بعد اُن کے مثل حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا بلافصل خلیفہ رسولؐ ہوئے۔

یہ تو فرمایئے کہ حضرت ہارونؑ تو بوجہ انتقال خلافت موسوئی سے محروم رہے مگر چونکہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی غیبت میں خلیفہ کیا تھا یا یہ کہو اپنی قوم اُن کے سپرد کی تھی تو اگر حضرت ہارونؑ زندہ رہتے تو امت موسوئی کے خلیفہ و سردار ضرور ہوتے اور شریعت موسوی کی تکمیل کرتے لیکن جناب امیرؑ سے کیا قصور سرزد ہوا کہ رسالت محمدی میں تا حیات شریک فی النبوت و خلیفہ رہ کر بعد ممات باوصف زندہ رہنے و بہمہ صفات موصوف ہونے کے خلافت بلافصل سے محروم کئے گئے آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے۔ رسولؐ خدا نے تو

(لا نبی بعدی) فرمایا ہے (لا خلافت بعدی) نہین ارشاد کیا۔ رسول خدا کو حضرت ہارون کے
انتقال کی خبر تھی کہ حضرت موسیٰ کی حیات مین اُن کا انتقال ہوا مگر تشبیہ انھین سے دی جو
شریک فی النبوت و خلیفہ موسوی تھے پس کیسا غضب اور کیسی حق تلفی و حق پوشی ہے
کہ جسے رسول اللہ اپنی حیات سراپا خیر و برکات مین شریک فی النبوت اور اپنی غیبت مین
خلیفہ و جانشین برحق بنائین اُسے بعد وفات رسول کے اُمت مغضوبہ تعصب و اغراض نفسانی
سے باغوائے چند دنیا طلبان یون معطل و بےکار کردے اور خلافت کے بھی لائق نہ سمجھے
اور اپنی گون کا خلیفہ تجویز کرے جس سے دنیاوی مناصب و مراتب ملنے کی اُمید ہو افسوس
صد ہزار افسوس۔

سوال ۔ آپ لکھتے ہین حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے اور عمر مین کلان
اور نبوت مین شریک اور گویائی مین افصح البیان۔ جب ان جملہ مراتب مین سے جناب امیر کو
ایک بھی حاصل نہ تھا تو کیونکر آپ خلیفہ بلافصل ہو سکتے تھے۔

جواب ہم کہتے ہین یہہ سوال رسول خدا سے کرنا چاہئے تھا۔ آپکے صدیق اکبر یعسوب
دین نے کیون نہ پوچھا کہ یا حضرت جبکہ حضرت علیؑ مین حضرت ہارون کے مراتب مین سے
ایک بھی نہین ہے تو آپ کیون اُن سے تشبیہ دیتے ہین اور مجھے جو آپ خلیفہ بنا چکے
ہین جس کی میری بیٹی صدیقہ گواہ ہے۔ اُسے آپ کیون بھول گئے مگر یہہ خیال کیا ہوگا کہ تیرہ
سو برس (۱۳۰۰) بعد ہمارے عاشق زار میان جوہر صاحب پیدا ہون گے وہ شیعون سے پوچھ
لین گے۔ اب ہم سے سنئے۔ یہہ حدیث مخبر صادق کی ہے جن کا ہر کلام وحی الٰہی تھا
جب حضرت علیؑ بمنزلہ حضرت ہارونؑ کے ہوئے تو سب مراتب ہارونی پر قبضہ بلا شرکت
غیرے پا گئے۔ وہ حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے۔ یہہ رسول خدا کے چچا زاد بھائی

وہ چچا کیسا جس نے رسول اللہ کی پرورش کی اور ہر حال میں سینہ سپر و جان نثار رہا پس آنحضرت نے انھیں حقوق عموی کی وجہہ سے حضرت علیؑ کو اپنا بھائی دیار دین و دنیا دونوں کا بنایا دیکھو حدیث نمبر ۲ ترمذی سندر جبہ رسالہ ہذا ۔ اور اس حدیث نے تو کچھ پردہ ہی نہ رکھا جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے ویسا ہی حضرت علیؑ حضرت رسول خدا کے حقیقی بھائی ہو گئے کیونکہ آپ نے حدیث میں بمنزلہ ہارون کا لفظ فرمایا ہے نہ مثل وغیرہ ۔

اور نبوت میں شریک ہونا بھی مثل حضرت ہارونؑ کے ۔

اور افصح البیان ہونا بھی غرضکہ جو مراتب و صفات ہارونی تھے بعینہ سب حضرت علیؑ کو مل گئے ۔ اور یہہ خدا کی دین ہے اس میں کسی کا اجارہ نہیں ہے

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال   کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری ہو جائے

عمر میں کلان و خورد ہونا یہہ کیا بات ہے یہاں مدارج و مراتب کا ذکر ہے یا بڑائی و چھوٹائی کا ۔ حضرت موسیٰ صاحب شریعت ۔ رسول اللہ تھے حضرت ہارونؑ باوصف عمر زیادہ ہونے کے نبی شریک فی النبوت و خلیفہ پھر عمر زیادہ ہونے کی کیا فضلیت ہوئی حضرت علیؑ کا افصح البیان ہونا اگر تاریخیں و روایتیں دیکھو تو معلوم ہو ۔ حال کی تصنیف تنقیح الکلام مصنفہ مسٹر امیر علی صاحب بیرسٹر ایٹ لا جج ہائی کورٹ کلکتہ سنی المذہب نے حضرت علیؑ کو اعلم الناس بعد رسول خدا کے تاریخوں روایتوں سے چھان بین کر کے لکھا ہے ۔

مولوی عماد الدین سنی المذہب جو عیسائی ہو گئے ہیں اعجاز قرآنیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے اقوال کلام اللہ سے بلاغت و فصاحت میں بڑھے ہوئے ہیں اور

قول حضرت علیؑ اور کلام اللہ کی آیتیں لکھ کر دکھلا دیا ہے مگر ہم اس پر اعتماد و اعتقاد نہیں رکھتے کہ کلام اللہ پر کسی کے کلام کو سبقت ہو ایک محقق سنی کا خیال ذکر کرتے ہیں اور بہت سی روایتیں صدہا حدیثیں حضرت علی کی افصح البیانی کی تصدیق کرتی ہیں مگر ان سب کو طاق پر رکھ دو اور مخبر صادق کے قول پر اعتماد کرو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا یہ حدیث مقبولہ فریقین ہے اور شہرت عام رکھتی ہے اللہ بس باقی ہوس۔

سوال ۔ آپ لکھتے ہیں حضرت رسول خدا نے جو تشبیہ کہ جناب امیرؑ کو حضرت ہارون سے دی ہے اس سے ثابت ہے کہ جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ کی حیات میں خلیفہ تھے ویسے ہی جناب امیرؑ بھی حیات مبارک رسول خدا میں خلیفہ رہے ہوں چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰؑ حضرت یوشعؑ بن نون و حضرت کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اسی طرح سے بعد وفات رسولؐ خدا حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہوئے۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں جناب امیرؑ حضور رسولؐ خدا میں شریک فی النبوت و خلیفہ اور غیبت میں خلیفہ مطلق رہے تشبیہ سے یہی ثابت ہے پس بعد وفات رسولؐ خدا وہی مستحق تر خلافت کے ہونگے جو حضور میں شریک فی النبوت و خلیفہ و غیبت میں خلیفہ مطلق رہے ہیں ابوبکر کا خلیفہ ہو جانا اور حضرت علیؑ کا خلافت سے محروم ہونا جھگڑا اور نادان آدمیوں کا جوڑ توڑ ہے ۔ یہی تو ہم پوچھتے ہیں کہ رسولؐ خدا کی حیات میں بقول آپ کے جو خلیفہ رہا ہو بعد وفات اس کی خلافت پر کیوں نہ اجماع ہوا اور رسولؐ خدا کے حیات کی خلافت کیوں بیچارہ سمجھی گئی آپ

کھینے لگے سلمان راضی نہ ہوئے ہم کہتے ہین مسلمانون کو بھاڑ مین جھونکو۔ آپکے صدیق نے جو ہر قول رسول خدا کی نسبت صدقت یا رسول اللہ کہتے رہے کیون نہ جاہلون کو سمجھایا۔ اور حدیث کے معنی و مطالب ذہن نشین کرنے تک خود ہی خلیفہ بن بیٹھے۔ سبحان اللہ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ بھلا جوہری صاحب یہ تو فرمائیے کہ اس حدیث سے اور ابوبکر سے کیا لگاؤ و مناسبت ہے جو حضرت یوشع بن نون کی طرح خلیفہ ہو گئے کیا حضرت یوشع بھی چند جاہلون کے اجماع سے خلیفہ ہوئے تھے۔ یا اُن کو خود حضرت موسیٰ نے اپنا خلیفہ کیا تھا یہی تو بھید ہے کہ امامت و خلافت من جانب اللہ و رسول ہوتی ہے جیسا حضرت یوشع و حضرت علیؑ خلیفہ و جانشین ہوئے دوسرون پر اجماع ہوا تو ہوا کرے اس اجماع کی حقیقت ہی کیا ہے جس مین قوم کے شرفا و نجبا شامل نہون۔ دیکھو حدیث مسند حسبہ ذیل امام احمد انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ ہم نے سلمان فارسیؓ سے کہا کہ رسول خدا سے پوچھو کہ اُن کا وصی کون شخص ہے پس سلمان فارسی نے رسول خدا سے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ موسیٰ بن عمران کا کون وصی تھا سلمان نے جواب دیا کہ یوشع بن نون فرمایا میرا وصی میرا وارث میرے وعدہ کا وفا کرنے والا علی ابن ابی طالب ہے پس اب تو کوئی شک باقی نہ رہا۔ اور آپکے صدیق دوزہ کی سہی کبھی خلافت سے الگ ہو گئے کیونکہ یوشع بن نون کا بھی مرتبہ جناب امیر ہی کو ملگیا

سوال آپ کہتے ہین جب رسول خدا نے (اِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي) کو کہ جملہ خبریہ ہے استثنا فرمایا تو منصب یعنی نبوت درصورت حیات حضرت ہارونؑ ابعد ممات

حضرت موسیٰ سے ہارون جدا نہ ہوتا جیسا کہ بسبب استثنا کے جناب امیر سے قطعاً
جدا ہو گیا۔

جواب ہم کہتے ہین۔ ہم نہ جملہ خبریہ جانین۔ نہ جبریہ و قدریہ۔ صاف بات
یہہ ہے کہ حضرت موسیٰ کے بعد نبی ہوئے ہین۔ حضرت رسول خدا خاتم النبئین ہین
آپ کے بعد رسول و نبی نہین ہو سکتا۔ اس لئے (انّہ لا نبی بعدی) فرمایا
کہ حضرت علیؑ کو بعد میرے کوئی نبی نہ سمجھے مگر خلیفہ جو مین نے اپنی حیات ہی
مین کر دیا ہے۔ سو یہی حضرت علیؑ کو دعوے تھا اور اُن کے تابعین کو اب تک
ہے کہ جب آپ حیات رسول خدا مین خلیفہ ہوئے تو بعد وفات بدرجہ اولے
جانشین و وصی و ولیعہد و خلیفہ کا منصب آپ کو ملا۔ استثنا نبوت کا
ہوا ہے نہ خلافت و امامت کا جدائی نبوت سے ہوئی ہے نہ کہ خلافت سے
تمہاری اُلٹی سمجھ ہے جملہ خبریہ کو وظیفہ بناؤ اور شہد لگا کر چاٹو۔ حضرت
ہارون زندہ رہتے تو بعد حضرت موسیٰ کے خلیفہ ہوتے حضرت علیؑ حیات مین
بھی خلیفہ رہے اور وفات کے بعد بھی خلیفہ بلافصل۔ ہر کہ شک
آرد کافر گردد۔

سوال — آپ کہتے ہین ولو فرضنا۔ حضرت ہارونؑ بعد حضرت موسیٰ
کے زندہ بھی رہتے بلا شبہہ رسول مستقل رہتے اور بدستور دیگر انبیاء
اللہ کے ضرور ہی تبلیغ احکام شریعت فرماتے چونکہ جناب امیر مین یہہ صفت نہ تھی
پھر استحقاق خلافت کیسا۔

جواب — ہم کہتے ہین حضرت ہارون اگر زندہ رہتے جو خدا حکم دیتا وہ کرتے

(ضروری تبلیغ احکام شریعت کرتے) خدا کو علم ہے کیا کرتے کیا نہ کرتے - ہاں یہ خیال مین آتا ہی تکمیل شریعت موسوی کرتے (کیونکہ حضرت موسیٰ کی خلافت اُن کو ملتی) پس جبکہ حضرت علیؑ مین صفت خلافت موجود تھی اگر اُنکو تم لوگ اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُوْلَ پر عمل کرکے خلیفہ بناتے تو تکمیل شریعت محمدی کرتے اور خدا کے احکام و رسول اللہؐ کے فرمان پر پورا پورا عمل ضروری ہوتا - اسلام مین جو رخنہ پڑا اور بہتر ۷۲ فرقہ ہو گئے یہ کچھ نہ ہوتا سب کو سیدہی راہ ملجاتی گمراہی کا طریقہ بند ہو جاتا احکام خدا مین تاویلین ہیجا - احادیث نبوی کی توجیہین رکیک نہوتین اسلام ایک ڈہرے پر لگ جاتا جس سے جنت کا رستہ قریب تھا غرضکہ سب کچھ ہو رہتا اور اسلام اپنا آپ ہی نظیر بنتا مگر ہان دنیا نہ تھی جسپر اُمّت فریفتہ ہوئی - دین تھا جس سے روگردانی کی بس یہی بات تو تھی کہ دنیا طلبون نے حضرت علیؑ کو اپنی گون کا نہ پایا اور رسولؐ خدا کا انتقال ہوتے ہی یارون نے بساط خلافت بچھا کر زمانہ کا رنگ بدل ہی دیا اور ایک نئی دنیا قایم کردی -

سوال - آپ کہتے ہین حدیث شریف مین استثنا منقطع موجود ہے اگر اُس کو شیعہ استثنا متصل خیال کرین تو اِس صورت مین حدیث رسولؐ خدا کی صریح تکذیب ہوتی ہے قطع نظر اِن جملہ امورات کے کہ شیعہ بتا دین کہ حدیث موصوفہ مین کونسا لفظ ایسا ہے جس سے نفی خلافت خلفاء ثلٰثہ و اثبات امامت جناب امیرؑ پائی جاتی ہو ہان اگر فی وقت من الاوقات کہا جاوے تو یہ عین مذہب سنت والجماعت کا ہی ہے -

جواب - ہم کہتے ہین استثنا منقطع ہو یا غیر منقطع یا اور کچھ مگر

نبوت سے استثنا ہے خلافت سے نہین ہے۔ اور بعد رسولؐ خدا کے نہ کہ حیات
مین پس اہل حق حیات رسولؐ خدا ہی سے خلافت حقہ جناب امیرؑ کے قائل ہین جیسا
تم کو بھی عذر نہین ہے کہ حیات رسولؐ خدا مین جناب امیرؑ خلیفہ تھے۔ پس خلافت
جناب رسولؐ خدا کا سلسلہ تادم آخر حیات و لبعد ازان بعد وفات رسولؐ خدا
حیات جناب امیرؑ کے دم آخرین تک قایم رہا۔ اس کا استثنا حدیث مین
نہین ہے۔ اور وہی (لفظ بمنزلہ ہارونؑ) مندرجہ حدیث ہذا نفی خلافت
خلفا ثلثہ پر دلیل کافی و وافی ہے۔ کیونکہ جب خلافت کا سلسلہ حیات
او بعد وفات بدستور قایم رہا۔ پھر غیر کی گنجائش کجا۔ سبحان اللہ فی
وقت من الاوقات کی خوب ہی دل بھلاو کہانی ہے جسے سنکر بچے شیر خوار
بھی ہنستے ہین ع چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ ابھی تو آپ
ابوبکر کی خلافت ثابت کر رہے تھے۔ اب ثانی و ثالث کدہر سے آکودے
بیل نکودا کودی گون۔ یہہ تماشا دیکھے کون۔ حدیث حضرت علیؑ کی شان
مین شرکت فی النبوت و خلافت فی غیبت اُن کی ذات خاص سے مختص
آپ کے خلفا ثلثہ تو اس سے مشرق و مغرب کا فاصلہ رکھتے ہین مگر ہان
خلافت ترتیبی کے خیال نے آپ کو فی وقت من الاوقات کہنے کا موقع
دیا ہے۔ اب ہم آپ سے خصوصاً اور تمام دنیا کے سنیون سے
عموماً پوچھتے ہین کہ خلافت جناب امیرؑ کی جو حیات مین تادم واپسین
رسولؐ خدا رہ کر جس کے تم بھی قائل ہو گئے ہو بعد وفات کے ۲۵-
۲۶- برس تک کیون معطل و بیکار ہو گئے اور فی وقت من

الاوقات پر منحصر کرنے کی کیا وجہ کیا کوئی استثنا حدیث مین ہے کہ ابوبکر عمر عثمان جب خلافت کر لینگے تب جناب امیرؑ کی طرف پھر خلافت رجوع کرے گی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ برین عقل و دانش بباید گریست۔

اب سنئے شان و نزول اس حدیث مقدس کی جو آپ نے بیان کی ہے (کہ جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بی بیون و بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا اور کفار اشرار نے طعن کی اس پر آپنے رسول خدا سے عرض کیا کہ آپ مجھے عورتون و بچون پر خلیفہ کرتے ہین) تب یہہ حدیث آنحضرت نے فرمائی شاید ایسا ہوا ہو مگر اس حدیث نے تو کفار اشرار و ان کے ہم خیال و ہم زبان کی طعن کو خاک مین ملا دیا اور جناب امیرؑ کو تاج ہارونی پہنا کر تخت شرکت فی النبوت و خلافت بلا فصل پر بٹھا دیا پھر بھی وہی عورتون و بچون کی محافظت جیسا انکو اب تک اسی قول کفار اشرار پر اصرار ہے اور حدیث نبویؐ سے انکار پس نہین معلوم آپ کیسے مسلمان ہین کہ قول کفار کے مصدق و مخبر صادق کی حدیث کی مکذب ہے

گر تو قرآن بدین نمط خوانی ببری رونق مسلمانی

کیا حضرت موسیؑ نے حضرت ہارونؑ کو بھی حکم دے کر خلیفہ مقرر کیا تھا کہ عورتون و بچون کے لئے آٹا دال نمک تیل بازار سے لا دینا اور دروازہ پر پہرہ کر ان کی محافظت کرنا یا رسول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا کہ تم کو بمنزلہ ہارونؑ خلیفہ تو کر جاتے ہین مگر بجز محافظت عورتون و بچون کے اور کچھ نہ کرنا جیسا اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے کہ عبداللہ ابن مکتوم کو امامت نماز

کا حکم دیا تھا واعجبا تنقیص شان و منزلت حضرت علیؑ مین کیسی بے سروپا باتین بنائی جاتی
ہین اور ایسی تاویلین اور توجیہین رکیک حکم خدا و رسولؐ مین قایم کیجاتی ہین جن سے آیت و
حدیث کے معنے و مطالب الٹ پلٹ جاتے ہین مگر کچھ ہی ہو اہل سنت کو خلافت ابوبکر
ہی مان لینا واجب ہے - عبداللہ ابن مکتوم کی پخچر اس حدیث مین اس لئے لگائی گئی ہے کہ کوئی
یہہ نہ سمجھے کہ حضرت علیؑ نماز بھی پڑہاتے تھے ورنہ مثل امامت نماز ابوبکر جو خلافت کی
جڑ بنائی گئی ہے حضرت علیؑ بھی امام جماعت بن کر خلیفہ نہو جاین پس کوئی نہ کوئی
روڑا چلتی گاڑی مین اٹکا دینا چاہتے تھے - امامت نماز کی اصلیت و وقعت ہم نے بحث
امامت نماز مین لکھدی ہے کہ رسولؐ خدا نے خود ہی عبدالرحمن ابن عوف کے پیچھے نماز
پڑہ لی اور مرض الموت مین آپ نے امامت نماز کے لئے کسی کی قید نہین لگائی یہہ فرمایا -
(کسی کو کہدو نماز پڑہا دے) پس غزوہ تبوک کو جاتے وقت آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو
بمنزلہ ہارونؑ خلیفہ و جانشین کیا جیسا کہ حضرت ہارونؑ کل قوم پر سردار و خلیفہ
مطلق ہوئے ویسا ہی حضرت علی بھی سردار و خلیفہ مطلق ہوئے پھر یہان عبداللہ
ابن مکتوم کی کہان گنجایش رہی اور امامت نماز اُس بیچارہ کو کیونکر نصیب ہوئی ہان اگر
اس حدیث مین امامت نماز کا استثنا ہوتا تو ہم مان بھی لیتے اور کہتے کہ جب امامت نماز
کی وقعت ہی کچھ نہین ہے رسولؐ خدا عام مسلمانون کے پیچھے نماز پڑہا کرتے تھے
اور حکم دیتے کہ کسی کو کہدو نماز پڑہا دے - تو یہہ استثنا چہ معنی دارد -
بات یہہ ہے کہ خلافت مطلق جناب امیر مین عبداللہ ابن مکتوم نے کبھی بحکم آپ کے
نماز پڑہا دی ہوگی اُس پر یہہ بات کا بتنگڑ اپنا یا گیا ہے ورنہ کچھ اصل نہین - اسی
لئے چوھدری صاحب نے اس امامت کا ذکر ہی نہین کیا کہ کون ایسی بے سروپا بات

کھا کر خجالت اٹھاوے۔

حدیث خم غدیر یا معشر المسلمین الست اولی بکم من انفسکم قالو بلی۔

قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

اے گروہ مسلمانان مقر ہے کہ مجھکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجھکو دوست رکھے علیؑ کو دوست رکھے بار خدایا دوست رکھ اُس شخص کو جو دوست رکھے اُس کو اور دشمن رکھ اُس کو جو دشمن رکھے اُس کو۔

غضب تو یہہ ہے کہ تم حدیث کو کاٹ چھانٹ کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لیتے ہو اور جو جی مین آیا معنی بیان کر کے اناپ شناپ بکے جاتے ہو۔ حدیث کے پورے فقرات تو لکھ دیتے جو اہل سنت کی کتابون مین لکھے ہین اور اُن پر پھر اپنی بڑ ہانکتے۔ اہل سنت نے معنون مین اگر پھیر کیا ہے مگر فقرے پورے لکھے ہین تم اُن مین بھی تصرف کرتے ہو۔ نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسولؐ۔

حدیث صحیح۔ عن البراء بن عازب وزید بن ارقم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولے بالمومنین من انفسھم قالو بلے قال الستم تعلمون انی اولے بکل مومن من نفسہ قالو بلے۔ فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

فلقیه عمر بعد ذالک فقال هنیئاً یا ابن ابیطالب اصبحت وامسیت مولٰی کُلّ مومن ومومنة رواه احمد وفی روایة له اللّٰهمّ فانصر من نصره واخذل من خذله واحب من احبّه وابغض من ابغضه -

ترجمہ بلفظہ امام احمد براء ابن عازب سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا جب غدیر خم (ایک بستی کا نام ہی) پر اُترے تو علیؑ کا ہاتھ پکڑکر فرمایا اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ مین مومنین کے ساتھ اُن کی جانون سے زاید مہربان اور دوست ہون - حاضرین بولے جی ہان ہم خوب جانتے ہین - پھر فرمایا کیا تمھین معلوم نہین کہ مین ہر ہر مومن کے ساتھ اُس کی جان سے زاید مہربان ہون - لوگون نے کہا ہان آپ ایسے ہی ہین - بعد آنحضرت نے فرمایا - خداوند جسے مین دوست رکھتا ہون علیؑ اُس کا دوست ہے - بار خدایا جو علیؑ کو دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ - اور جو اُس سے دشمنی کرے تو بھی اُس کو دشمن جان -

اس کے بعد حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے ملاقات کرکے فرمایا اے ابوطالب کے بیٹے تمھین خوشی ہو تم ہر وقت صبح وشام ہر مومن مرد اور مومن عورت کے دوست ہو - اور امام احمد کی ایک روایت مین یون آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بار خدایا جو علیؑ کی مدد کرے تو اُس کی مدد کر اور جو اُنہے رسوا کرنا چاہے تو اُسے ذلیل کر اور جو اُسے دوست رکھے تو اُس کو دوست رکھ اور جو اُس سے دشمنی کرے تو اُس کا دشمن ہو -

یہ حدیث و ترجمہ اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے جسے آپ نے براہ تعصب

و دشمنی ترمیم و تنسیخ کرکے مختصر الفاظ پر محدود کر دیا ہے - ہماری غرض پوری حدیث لکھنے سے آپ کی خیانت و بددیانتی ثابت کرنا ہے اور یہہ دکھانا ہے کہ آپ کی باتین سب ایسی ہی بے سر و پا مکر و تزویر کی تصویر ہین خدا آپکے مکر سے لوگون کو بچائے اور اپنی حفظ و امان مین رکھے -

پہلے ہم من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ کے معنی پر بحث کرتے ہین کہ آیا اس کے کیا معنی اور مطالب ہین مولے کے معنے لگنے اور ہیر پھیر کرنے مین اہل سنت نے بہت ہی کچھ پیچ و تاب اور اضطراب و اضطرار ظاہر کیا ہے مگر کچھ بن ہی نہین پڑتی - اب آخر زمانہ مین مولے کے معنے دوست کے بیان کئے گئے ہین - مگر اس پر بھی اتفاق نہین کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ - اصل یہ ہے کہ اگر مولے کے معنے صحیح لیئے جاوین تو البتہ حق بات سبھی کی زبان سے نکلے مگر جبکہ حق سے انحراف ہی پر کمر باندہ لی تو پھر جو چاہین کہین کوئی کسی کی زبان نہین پکڑتا - اور مفسرون کو جانے دو اسی حدیث کے ترجمہ پر اور اپنے ترجمہ پر غور کرو تم کیا کہتے ہو اور اس حدیث کا مفسر و مترجم کیا لکھ رہا ہے تم کہتے ہو - اے گروہ مسلمانان مقرر ہے کہ مجھکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجھکو دوست رکھے علیؑ کو دوست رکھے -

مترجم حدیث کا ترجمہ - علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ مین جو مومنون کے ساتھ اُن کی جانون سے زاید مہربان ہون - یہی بات مکرر فرما کر فرمایا خداوندا جسے مین دوست رکھتا ہون علیؑ اُس کا دوست ہے آب خیال کیجئے زمین اور آسمان کا فرق ہوگیا - ایسا ہی اور کسی نے مولے

کے معنے پوچھیے تو دوسرا ہی راگ الاپے گا - بہر حال نہ یہ درست ہے نہ وہ نہ دوستی کے معنے سوائے لگے حشر تک ہو سکتے ہیں اسی حدیث کے آخر فقرہ میں (واحب من احبه) جو اُسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ - لکھا ہے - اب فرمایئے ایک ہی حدیث میں ایک جگہ دوست رکھنے کو من کنت مولی اور دوسری جگہ واحب من احبکہا جاتا ہے یہ کیسے معنی ہیں بالکل ہی شرم نہیں رہی اور ابوبکر کی خلافت نے ایسا مخمور کر دیا کہ آنکھ ہی نہیں کھلتی -

تمام حدیثیں رسول خدا کی جو کتب اہل سنت میں مسطور و مذکور ہیں ہم نے ایک میں بھی دوست کو سوائے کے معنے میں نہیں دیکھا اور نہ کہیں نشان و پتہ ہے -

حضرت علیؑ کے فضائل میں جو حدیثیں لکھی ہیں - اُن میں حسب ذیل فقرات سے لکھے ہیں بطور نمونہ پیش کیئے جاتے ہیں - ترمذی میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے لا یحب علیا منافق نہیں دوست رکھتا علیؑ کو منافق -

حدیث جنگ خیبر بریدہ سے یحب الله و رسوله - علیؑ کو خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہیں - امام احمد مطلب بن عبداللہ حنطب سے روایت ہے

لا یحبه الا مومن فمن احبه فقد احبنی ومن احبنی ادخله الله الجنة علیؑ کو دوست نہیں رکھتا مگر مومن جس نے اُسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا - اور میرا دوست رکھنے والا جنت میں داخل ہو گا -

عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے رسول خدا نے فرمایا من احبك فقد احبنی جس نے علیؑ کو دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا -

مسلم میں زر بن حبیش سے روایت ہے لا یحبنی الا مومن علیؑ کو مومن کے سوا دوست نہ رکھے گا۔

پس حدیثوں میں دوست کے معنوں میں یہہ الفاظ مستعمل ہوئے ہیں اور قرآن مجید میں اِنَّ اللّٰہ یحب المحسنین ولا یحب اللّٰہ وغیرہ موجود ہیں پھر خاص کیا وجہ ہے کہ اسی حدیث غدیر میں مولے کے معنے دوست کے لئے جاتے ہیں حالانکہ اُس میں بھی احب من احبہ دوست کے لئے موجود ہے بھائیو کلام خدا کلام رسول اللہؐ دیکھو صدہا جگہ پر دوست کے معنوں میں یہی الفاظ ملیں گے۔ اگر مولے کے لفظ پر دوست کے معنے رسولؐ خدا کی حدیث سے کوئی ثابت کر دے بجز اس حدیث غدیر کے تو ہم ہارے۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ کہیں بھی ایسا لفظ نہیں ہے جو مولے کے معنے دوست پر صادق آویں۔ آخر حق پوشی و دین فروشی کی کچھ انتہا بھی ہے۔ جبکہ صدہا حدیثیں رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کی شان میں فرمائیں جن میں اُن سے دوستی رکھنے کی تاکید اکید ہے اور تمام فضائل و مناقب اُن کے علے رؤس الاشہاد بیان کر دئے تو اب اس حدیث دوستی کے فرمانے کی کیا ضرورت رہی ہاں یہہ بات ہے کہ اس میں بر خلاف اور حدیثوں کے مولے کا لفظ استعمال کیا تو ضرور کوئی وجہ خاص ہونی چاہئے اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ یہہ حدیث شریف وفات سے دو ہی مہینے قبل کی ہے اور حجۃ الوداع کی مراجعت میں جس کے بعد نہ کوئی حج ہوا نہ کہیں کا سفر بلکہ آنحضرتؐ کا دو مہینے بعد انتقال ہی ہو گیا۔ آیہ اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی بھی نازل ہو چکا یعنی دین کا کمال اور نعمتوں کا

تمام ہونا ۔ پس اب کیا باقی رہا صرف خلافت یعنی رسول ؐ خدا کی نیابت
اور قائم مقامی جسے خدا ورسول ؐ ہی کی جانب سے مقرر ہونا واجب بلکہ فرض عین
تھا ۔ جو اہل سنت قاموس و منتخب وغیرہ کتب لغات کا حوالہ دیتے ہین کہ
مولے کے معنے مالک و غلام و دوست و ناصر وغیرہ ہین پس کیا ضرور ہے
کہ مالک ہی کے معنے لئے جاوین اور دوست وغیرہ کے نہین ۔ ہم
کہتے ہین بیشک مالک وسرداری کے معنے سمجھنا چاہیئے اور یہین بھی یہی
کیونکہ آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ جس کا مین مولے ہون اُس کا علی مولے ہے
پس ضرور ہے کہ اس حدیث مین جو مولے فرمایا ہے وہ سرداری سے مراد ہے ۔
دوست وغیرہ کوئی بھی موزون و مناسب حال نہین ہین ۔ اہل سنت کی
لغات کا کیا اعتبار صدہا برس بعد بنائی گئی ہین جو معنے مناقض سرداری تھے
لکھ دیئے گئے ہان محاورہ عرب مولے غلام کو بھی کہتے ہین ۔ مگر یہان غلام
سے مراد ہو ہی نہین سکتی کیونکہ ایسا سمجھنا خبط سراپا بے ربط ہے ۔ پس
سردار اور مالک کے معنے مناسب حال ہین سو وہی لئے جاوینگے ۔

ہم دعوے کرتے ہین کہ جب رسول ؐ خدا نے صدہا حدیثون مین دوستی
کے لفظ کو احب ۔ لا یحب ۔ لا یحبہ من احبنی ۔ احبک یا
بھی فرمایا ہے تو بجز اس حدیث غدیر کے مولے کا لفظ بھی دکھانا چاہیئے
جس کے معنے دوست کے لئے گئے ہون ۔ جس کا یہ کلام ہے اُسی کے
قول کی نظیر چاہیئے ۔ لغت کس جانور کا نام ہے ۔ ہم کو مخبر صادق کے کلام معجز
نظام پر عمل چاہیئے جس سے صاف اور صریح مولے کے معنے مالک

اور سردار کے ظاہر ہوتے ہین اور بیشک و شبہہ یہی ہین۔

سوال ۔ آپ لکھتے ہین اس حدیث کو مورخین اور اہل سیر نے اسطرح لکھا ہے کہ صحیح قصہ صرف اسقدر ہے کہ حضرت رسول خدا نے جب حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور آپنے قیام بمقام خم غدیر مین کہ یہہ موضع درمیان مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے واقع ہے کیا وہان بعض اشخاص نے ہمراہیان جناب امیر سے جو بسر گروہی جناب موصوف کے یمن پر مامور ہوئے تھے شکایت جناب امیر کی حضور مین رحمۃ العالمین کے کی حضرت نے بنظر دور اندیشی کے اپنے دل مبارک مین خیال فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیان کرینگے تو انتظام اسلام مین یقیناً خلل واقع ہوگا اور بسبب پیش بینی کے حضرت نے یہہ بھی مصلحت سمجھا کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ متنبہ نہوینگے اس لئے خیر خواہ عالم و برگزیدہ عالمیان نے خطبہ عام فرمایا تاکہ تمام حضار کو معلوم ہوجاوے کہ جو کوئی اپنے افسر کے نسبت ذرہ برابر بھی گستاخی کرے گا وہ مصداق حدیث موصوفہ بالا کا ٹھہرے گا۔

جواب ۔ واہ میان جوہر صاحب آپنے خوب ہی کہانی چرب زبانی سے سنائی بہت دل خوش ہوا۔ مگر جبکہ کسی راوی کا نہ نام ہے نہ کتاب کا حوالہ پھر کیونکر ایسی کہانیون پر لوگ اعتبار کرینگے ۔ مرد خدا کبھی تو سچ بولو لعنت اللہ علی الکاذبین۔

امام احمد عمرو بن شارش سے روایت کرتے ہین کہ مین حضرت علی کے

ساتھ یمن کیطرف گیا اُنھون نے مجھ پر کوئی زیادتی کی بات کی جب مدینہ مین آیا تو علیؑ کی
شکایت مسجد مین لوگون سے کی اور اس شکایت کی خبر رسول اللہؐ کو پہونچی اس کے
بعد مین ایک دن مسجد مین گیا اور رسول خداؐ مسجد مین اپنے یارون کی جماعت کے
ساتھ تشریف رکھتے تھے مجھے آپ گھورنے لگے اور فرمایا اے عمرو خدا کی قسم
تو نے مجھے ایذا دی مین نے کہا اے رسول خداؐ مین آپ کے ایذا دینے سے خدا سے
پناہ مانگتا ہون فرمایا کیا تجھے معلوم نہین کہ جس نے علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھے
ایذا دی۔

امام احمد بن عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے ایک لشکر بھیجا
اور اُس پر علیؑ ابن ابیطالب کو امیر بنایا اور وہ لشکر مین گئے پھر غنیمت کے مال مین
سے اُنھون نے ایک لونڈی لے لی لوگون نے اُسے بُرا جانا اور چار صحابیون
نے آپسمین معاہدہ کیا کہ جب رسول خداؐ کے پاس جائینگے تو اس کی خبر کرینگے پھر جب
وہ آپ کے پاس آئے تو اُن چارون شخصون مین سے پہلے نے کھڑے ہوکر کہا
اے رسول خداؐ دیکھئے علیؑ ابن ابیطالب نے ایسا ایسا کیا آنحضرتؐ نے اُس سے منھ
پھیر لیا۔ پھر دوسرے نے کھڑے ہوکر اُسی طرح کہا آپ نے اُس سے بھی منھ پھیر
لیا۔ تیسرا اور چوتھا کھڑا ہوا آپنے اُن دونون سے بھی اعراض کیا۔ پھر رسول خداؐ اُنکی طرف
متوجہ ہوئے اور غصہ کے آثار آپکے چہرۂ مبارک مین پہچانے جاتے تھے پھر فرمانے
لگے تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو اور یہہ کلمہ تین مرتبہ فرماکر کہا علیؑ مجھ سے ہے اور مین علیؑ سے
اور علیؑ کے سوا کوئی میرا قرض ادا نہ کرے۔

کیون بیان جوہر صاحب یہہ قصہ تو مدینہ طیبہ اور مسجد نبویؐ کا ہے آپنے خم غدیر

مین کہان جا کھینچا ہے بیین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ دروغ گو را حافظہ نباشد بس سنا فقین نے انھین دو سو قعون پر حضرت علیؑ کی شکایت کی ہے حد شیعون سے یہی پایا جاتا ہے۔ اگر کسی سورخ متعصب نے مثل آپ کے کوئی جھوٹی روایت لکھ دی ہو تو بمقابلہ حدیث کے سورخ کے قول کا اعتبار نہین ہوسکتا۔

آپ کا یہہ قیاس صحیح ہوگا کہ بسبب پیش بینی کے حضرتؐ نے یہہ مصلحت سمجھا کہ اگر خاص سنا کیون سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ بے تنبیہہ ہونگے اس لئے خطبہ عام فرمایا۔ الحمد للہ کہ ان عام مین آپکے خلفائے ثلثہ بھی شامل تھے نہین تو جناب عمر خطاب نے حضرت علیؑ کو مبارکباد دے کر کہا کہ اے ابیطالب کے بیٹے مبارک ہو کہ تم ہر صبح وشام ہر مومن مرد و ہر مومن عورت کے ہوئے ہو جس مین جناب عائشہ صدیقہ وحفصہ بھی داخل ہونگی۔

سوال ۔ آپ کہتے ہین اس کی مثال ایسی کہ کوئی تحصیلدار چند چپراسیون کے ساتھ اپنے جمعدار کو تحصیل مال کے لئے بھیجے چپراسی کام مین غفلت کرین یا تحصیلدار سے جمعدار کی جھوٹی شکایت کرین تو تحصیلدار کو ضرور ہے کہ اپنے ماتحت کے کل ملازمان کو جمع کر کے عام حکم سنا دے کہ اگر کوئی اپنے افسر کی اطاعت مین کمی کرے گا تو وہ مجرم قرار پاوے گا۔ اس لئے کہ اہانت جمعدار عین اہانت تحصیلدار سے ہے مگر مراتب فیمابین مین زمین آسمان کا فرق ہے اسی طرح سے مراتب رسولؐ خدا اور حضرت مرتضےٰ مین بعد المشرقین کا فرق ہے۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین آپ یہہ رائے اپنی حکام بورڈ کے پاس بھیجئے وہ قانون مال مین داخل کر دینگے آپ کو کچھ انعام بھی ملجائے گا۔

آپ سن چکے ہین کہ شکایت کرنے والون کو رسول خدا کے دربار عالی سے کیا سزا ملی اور شکایت بیجا کر کے موذی و مغضوب رسول خدا بنے یہہ کسر البتہ باقی رہ گئی کہ منھہ پر دو چار جوتیان تڑاتڑ پڑ جاتین۔

حضرت علیؑ کا شرف دوبالا ہو گیا یعنی علیؑ مجھ سے ہی اور مین علیؑ سے جس نے علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی قول مخبر صادق۔ پھر اب بھی مراتب مین بعد المشرقین رہا یا دو چار منزل اور قریب آگیا۔

اللہ اکبر آپ نے فرق مراتب اور بعد المشرقین کہنے کو یہہ مثال دی ہی۔ ورنہ اس سے کچھ مناسبت ہی نہین۔ خاص کی شکایتون پر عام کو تکلیف دیجاوے اور ایک ایسا مجمع کیا جاوے جس مین بروایت اہل سنت ستر ہزار اور بروایت اہل حق ایک لاکھ چند ہزار اور پھر بات وہی جو صدہا مرتبہ لوگ سن چکے تھے یعنی علیؑ کو دوست رکھنا مجھے دوست رکھنا ہے نہ خاص شکایت کا مذکور نہ اُن شاکیون پر کچھ عتاب و خطاب معاذ اللہ اس سے تو معلوم ہوتا ہی کہ رسول خدا صاف بات کہنے اور مسلمانون پر عتاب کرنے سے ڈرتے تھے جسے تقیہ کہتے ہین۔ کیون ایسی لغو و پوچ باتین لکھ کر اپنے مذہب کو ہنسواتے ہو خدا سے ڈرو اور رسولؐ خدا پر تو بیجا اتہام نہ کرو۔ مگر تم کو شرم کہان۔ دیکھو تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی جو تمہارے پیر و مرشد ہین لکھتے ہین۔ نقل کفر کفر نباشد۔ رسول اللہ کا مرتبہ خدا کے سامنے مثل ایک چمار کے ہی۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

(شیوہ کفر بھی ہی دعوے اسلام بھی)

سوال۔ آپ لکھتے ہین کہ شیعہ جناب امیرؑ کو نفس رسولؐ سے مناسبت

نکلی دیتے ہیں اُس کی تردید مُلّا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر خلاصۃ المنہج سے بخوبی ہوتی ہے آخر سورہ توبہ میں تفسیر آیہ کریمہ اَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ بہ کی اس طرح پر لکھی ہے ایشان گروہے اند کہ در نمی یابند حق را و فہم نمی کنند از غایت نفاق در سینہ کفر و عناد در باطن ایشان و در ان تدبیر نمی کنند تا حق را در یابند۔ بعد از ذم اہل کفار و نفاق و وعید ایشان بہ عقاب بر سبیل عموم خطاب بجمیع بندگان می کند کہ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ ترجمہ کاشانی بر تحقیق و یقین کہ آمد بہ شما اے کافہ مسلمانان فرستادہ بحکم خدا یعنی از جنس شما در بشریت تا بواسطہ جنسیت با او مخالطہ نمائید و بر وجہ سہولت افادہ و استفادہ در وجود گیرید۔

یا آمد اے اہل عرب رسولے از شما متکلم بہ لغت شما یا از قبیلہ شما۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ عام مسلمانوں کو بسبب بشریت و ہم جنسیت کے رسول خدا سے مشابہت تھی اُس میں تخصیص جناب امیر کی کیا باقی رہی۔

جواب ہم کہتے ہیں تفسیر میں تین باتیں ہیں از جنس شما در بشریت۔ یا رسولے از شما متکلم بہ لغت شما۔ یا از قبیلہ شما۔ پھر تخصیص بشریت و ہم جنسیت کی کہاں رہی اور لو فرضنا بشریت و جنسیت ہی ہی تو اس سے یہی ثابت ہوگا کہ جنس انسان سے ہم نے رسول بھیجا تاکہ تم بھی انسان ہو اُس کے ساتھ مکالمت و مجالست و مخالطت کرو اور اُس کی باتیں سنو۔ یعنی تم کو عذر نہ ہو کہ رسول ہمارا غیر جنس تھا۔ اُس کی باتیں ہم نہیں سمجھ سکتے نہ اُس کے ساتھ ہماری مخالطت و مجالست ہو سکتی ہے اور کوئی بات اس تفسیر سے نہیں نکلتی۔ حالانکہ سوائے از شما متکلم بہ لغت شما۔ و از قبیلہ شما بھی موجود ہے مگر چونکہ تم کو حضرت علیؑ کے

ساتھ صبر سچا گدو کاوش ہی جہاں لفظ انفسکم دکھائی دیا جھٹ ٹھونک کر موجود ہو گئے
کہ اس مین تخصیص جناب امیر کی کہاں ہے - اب ہم سے سنو جہاں تخصیص ہے آیہ مباہلہ
مین انفسنا و انفسکم و ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم بولاؤ اپنے نفس کو اور
لڑکون کو اور عورتون کو جب مشرکون سے یہہ خواہش کی تو رسول خدا حضرت علیؑ و فاطمہؑ
و حسنؑ و حسینؑ کو مباہلہ کرنے لے گئے پس ابناءنا مین حسنؑ و حسینؑ و نساءنا مین حضرت
فاطمہؑ و انفسنا مین حضرت علیؑ قرار دیئے گئے باقی تمام دنیا کے مسلمان رسولؐ
خدا کی ہمجنسیت سے خارج ہو گئے اور کسی کو دعوے نرہا کہ رسولؐ خدا کے ہم نفسیت کی
غبار راہ سے بھی مشابہت کرے پس اسطرح حضرت علیؑ کو رسولؐ خدا کے نفس سے
مناسبت کلی ہو گئی - کیون صاحب آپنے اس انفسکم کو قرآن مجید مین نہ دیکھا
اور تفسیر فریقین پر توجہ نہ کی جس سے بعد المشرقین کا حال ظاہر ہو جاتا مگر آپ تو عام پر فریفتہ
ہو رہے ہین خاصان خدا و رسولؐ سے کیا غرض -

سوال آپ کہتے ہین ملا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر سورۂ مائدہ پارہ لا یحب اللہ مین مرقوم ہے
بسیار کہ مولے رسول بود یا چند نفر از عقب ایشان رفت - دیکھو بخوبی ثابت ہو گیا
کہ مولے بمعنی اولے نہین ہے بلکہ بمعنی غلام کے ہین -

جواب - ہم کہتے ہین مولے بمعنی غلام صحیح و درست و بجا مگر حدیث من کنت
مولاہ سے اور غلام سے کیا مناسبت ہے اگر تم اس طرح معنے اس حدیث کے
فرض کرو کہ جو میرا غلام ہے وہ علی کا غلام ہے تو چونکہ کل مسلمان مرد و عورت
سبھی حضرت رسولؐ خدا کے غلامان غلام مین سے ہین ہم بھی تسلیم کرینگے کہ جیسا
کل امت رسولؐ خدا کے غلام ہوئے ویسا ہی حضرت علیؑ بھی ان غلامون کے

مولے ہوئے چلو جھگڑا طے ہوا۔ اگر یہ کہو کہ معاذ اللہ جس کے رسول خدا غلام ہین اُس کے حضرت علیؑ بھی غلام ہوئے تو صریح کفر ہوگا پھر آخر اِس لفظ مولے بمعنی متصرف اولے کو کہان اور کسطرح کہا فرمایا جس سے مخبر صادق کے قول کی پوری تصدیق ہو پس اب وہی سردار و مالک ہوئے اب تصرف اولے کے معنے قبول کرنے پڑینگے جس سے تم کو مشرق سے مغرب تک گریز ہے مگر مجبوری ہے سنو اہل عرب نے غلام کو مولے اِس وجہ سے کہا ہے کہ محض بے بس و بیکس نہ مان نہ باپ نہ عزیز نہ آشنا بذریعہ خرید و فروخت قبضہ مین رہتا ہے ہر طرح پابند اور مقید پس اُس کے دل افزائی و خوش کرنے کو مولے کہدیا یعنی جو سردار و مالک کو کہا جاتا ہے وہی غلام کو بھی اور غلام و بندہ کا لفظ انسان کو گرچہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے پس ایسے لقب سے مخاطب کیا جو ناگوار بھی نہ ہوا اور اُس کی خوشی کا بھی باعث ہو۔ ہندوستان ہی کے محاورہ پر خیال کرو کہ نائی و درزی وغیرہ کو بالعموم خلیفہ کہتے ہین پس کیا وہ آپ کے ماتی ہوئے خلیفہ کی برابر ہو جاینگے یا خاکروب و بھٹیارون کو عموماً مہتر و مہترانی کہتے ہین یا انگریزون کے خدمتگارون کو سردار کہتے ہین پس کیا یہ لوگ واقعی مہتر و سردار ہو گئے نہین بلکہ نائی درزی خاکروب بھٹیارہ کہنے سے اُن کو ایک طرح کی حقارت معلوم ہوتی ہے اسی لئے خلیفہ و مہتر وغیرہ الفاظ استعمال کیئے جاتے ہین جن سے وہ خوش رہتے ہین۔ اور کام بھی اچھا کرتے ہین۔

سوال۔ آپ کہتے ہین اگر اِس پر بھی قدح کیجائے تو مولے بمعنی اولی نہین بلکہ اولے ترین سہی مگر شیعہ صرف اس بات کو حدیث موصوفہ سے ثابت کر دین کہ حدیث مین کونسا لفظ ایسا ہے جس سے جناب امیرؑ خلیفہ

بلافصل سمجھے جاتے ہیں

جواب - ہم کہتے ہیں تم بالکل بچون کی سی باتین کرتے ہو فعلیؓ مولاہ کا لفظ خلافت بلافصل جناب امیر ثابت کر رہا ہے یا اس میں بھی مثل حدیث تشبیہ ہارونی کچھ استفسار ہے - صرف دو لفظ ہین من کنت مولاہ فعلیؓ مولاہ پس ان سے زیادہ اتصال اور بجنسیت بلافصل ہین کیا چاہتے ہو - تم کہو گے ابوبکر کی امامت نماز مرض الموت جس سے ڈہائی تین سال کا فصل سمجھا جاتا ہے مگر آپ دیکھ چکے کہ اُس امامت کے ایسے دہوئین بکھرے کہ نہ زمین کے رہے نہ آسمان کے - بعد ازان ثانی وثالث کی خلافت کا فصل جو بتیس اکتیس ۳۱ سال ہوا جسے استخلاف وشورہ پر حمل کرو گے جسکا اس حدیث میں ذکر ہی نہین پس یہی ماننا پڑے گا کہ جو امر اس حدیث مقدس کے منافی وخلاف ہے وہ مردود وسطرود عند اللہ وعند الرسول - کیون صاحب من کنت مولاہ فابوبکر مولاہ فعمر مولاہ فعثمان مولاہ فعلی مولاہ یہ فصل تو پسند کرو گے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک

وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک

من الناس ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین

اس آیہ کریمہ کے اوصاف اور

سیدہی لفظی معنے یہ ہین کہ ای رسول پہونچا اُسے جو نازل کیا گیا ہے تیرے رب کیطرف سے اور اگر نہ پہونچایا تو نے تو تبلیغ رسالت نہ کی اور اللہ نگاہ رکھے گا تجھے شر مردمان سے تحقیق اللہ نہین راہ دیتا کافرون کو - پس اس آیہ کریمہ کے الفاظ مختصر ہین کے معنے اور

مطالب صاف طور پر آفتاب عالمتاب کی طرح چمک رہے ہیں یعنی اللہ جل
شانہ نے اپنے رسول مقبول کی طرف خطاب کر کے ارشاد کیا ہے کہ جو حکم
تم کو دیا گیا ہے اُسے اپنی اُمت کو پہونچا دو اگر تم نے وہ حکم نہ پہونچایا گویا رسالت
ہی ادا نہ کی ۔ اللہ تم کو آدمیوں کے شر سے محفوظ رکھے گا کیونکہ تحقیق اللہ کافرون
کو راہ نہیں دیتا یعنی اُن کی مجال نہیں کہ دخل در معقولات کریں ۔ میاں جوہر صاحب
نے بلّغ ما انزل الیک من ربک سے مراد احکام شرعیہ
مثل صوم و صلوٰۃ حج و زکاۃ لیا ہے اور تفسیر کاشانی کا حوالہ دیا کہ اُس میں (احکام
شرعیہ) لکھا ہے حالانکہ تفسیر میں احکام شرعیہ کا لفظ ضرور ہے مگر صوم و صلوٰۃ
حج و زکوٰۃ جوہر صاحب کی رائے ہے نہ کاشانی کی کیونکہ کاشانی نے اس آیہ کریمہ
کا خم غدیر میں نازل ہونا اور حضرت علیؑ کا خلافت پر منصوب ہونا بھی تفسیر میں لکھا ہے
پس ظاہر ہو گیا کہ کاشانی نے احکام شرعیہ میں خلافت کو جزو اعظم قرار دیا ہے
جیسا اہل حق اصول دین میں امامت کو رکن اعظم سمجھتے ہیں اور واقعی ہے بھی یہی ۔
اب اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایقان حدیث من کنت مولاہ فعلی
مولاہ و اس آیہ کریمہ کے معنے و مطالب و مضامین پر غور کریں اور جیسا خدا و رسول نے
اس آیت سراپا خیر و برکت و حدیث من کنت مولاہ سے خلافت کی بابتہ
فیصلہ ناطق صادر فرما دیا ہے ویسا ہی وہ بھی بمصداق اطیعوا اللہ و اطیعوا
الرسول حق بحقدار پہونچائیں ۔ ناحق تاویلیں بیجا توجیہیں جو لوگ کر رہے ہیں تھوڑی
توجہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ حق پرست کون ہے اور باطل پرست
کون ۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ یہہ آیہ کریمہ کب نازل ہوا اور اِس کی شان نزول کیا ہی
فریقین کی تفسیرین روایتین دیکھی جاتی ہین تو اُن سے صاف طور پر یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ حجۃ الوداع کے زمانہ مین یہہ آیت نازل ہوئی جو قریب وفات زمانہ رسولؐ خدا کا
تھا - اہل سنت کہتے ہین کہ مین حج کے ایّام مین اس کا نزول ہوا شیعہ کہتے ہین خم غدیر
مین وقت مراجعت حجۃ الوداع سے پس ظاہر ہوا کہ اِس آیہ کا نزول غلبہ اسلام مین ہوا
اور اِس بات پر بھی سب کو اتفاق ہے کہ جو احکام شریعت خدا کی جانب سے رسولؐ اللہ
کو وقتاً فوقتاً پہونچتے رہے وہ بجنسہ او بعینہٖ بلا تامل و توقف آنحضرتؐ امّت کو پہونچاتے
رہے کسی حال مین آنحضرتؐ نے تبلیغ رسالت مین توقف ہی نہین کیا کیونکہ رسالت
آپ کی احکام رسانی خدا پر منحصر تھی حالانکہ شروع بعثت مین کفار قریش نے
اللہ اکبر کیسی کیسی ایذائین اور تکلیفین آپ کو دین اور ہر وقت آپ کا جسم و جان خطرہ مین
رہتا مگر اُن شداید و تکالیف پر بھی آپ تبلیغ رسالت سے باز نہ رہے اور جو حکم خدا
کی طرف سے بلا عذر اً بلا تامل پہونچا دیا اگر ہم مثل جوہر صاحب کے صوم و صلوٰۃ
حج و زکوٰۃ احکام شریعت کو اِس آیہ سے مناسبت دین تو لعد المشرقین کے مصداق
بنجائینگے کیونکہ قبل نزول اِس آیہ کریمہ کے یہہ سب کچھ ہوتا تھا لوگ نماز بھی پڑھتے
روزہ بھی رکھتے زکوٰۃ بھی دیتے حج بھی کرتے تھے اور بھی اوامر و نواہی داخل
شریعت ہو چکے تھے چنانچہ اِن باتون کے لئے متعدد آیتین قرآن مین موجود ہین -
ان احکام شریعت اور اِس آیہ کریمہ سے کچھ لگاؤ ہی نہین پایا جاتا - وان لم تفعل فما بلغت
رسالتہ اگر نہ پہونچایا تو نے تبلیغ رسالت نہ کی - تو اِس سے صاف پایا جاتا ہے
کہ کوئی حکم رسولؐ خدا کو بجانب خدا پہونچا آپ نے مصلحتاً کچھ تامل فرمایا تھا

خداوند جل و علی کیجانب سے یہہ خطاب ہوا - دوسرے واللہ یعصمک من الناس
اللہ نگاہ رکھے تجھے شر مردمان سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کو
اس حکم کے پہونچانے مین شریرون کی شرارت کا بھی اندیشہ تھا تب ہی تو
خدائے پاک نے حفاظت و نگھبانی کا وعدہ فرمایا - پھر صاف فرما دیا -
ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین تحقیق اللہ نہین راہ دیتا کافرون کو - یعنی اس
حکم کے پہونچانے مین کافرون کو کچھہ دخل نہین - مصلحتاً تامل فرمانے پر
آپ کہینگے کہ جبکہ آنحضرتؐ نے احکام خدا کے پہونچانے مین کبھی تامل ہی نہین
کیا تو یہہ تامل کیسا - یہہ تامل ایسا ہے کہ یہہ حکم ایک خاص امر کے واسطے تھا -
اور حضرت جبرئیل کی زبانی روزہ نماز وغیرہ کے لئے نہ تھا کہ تامل کرنے سے قضا
وکفارہ لازم آئے گا - پس آنحضرتؐ کو یہی مصلحت انسب واحسن نظر آئی کہ اگر کچھہ
وقفہ ہوا تو کچھہ ہرج نہین اور یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ خاص حکم خداوندی ایسا نازل
ہو کہ داخل کلام اللہ سمجھا جاوے پس اس تامل مین کچھہ مضائقہ نہین - ہان جب یہہ
آیہ کریمہ نازل ہوا فی الفور آپ نے تعمیل کی - جس کی تفصیل یہہ ہے کہ جب حجۃ الوداع
سے آنحضرتؐ نے معہ کل ہمراہیان رکاب فیض انتساب مراجعت فرمائی تو حضرت
جبرئیل وکیل رب جلیل خدا کا تحفہ درود و سلام لیکر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض
کی کہ خدائے عز شانہ فرماتا ہے کہ اب زمانہ وصال قریب ہے آپ اپنے نفس اور
بھائی علیؑ کو بہ نفس نفیس وصی و خلیفہ و جانشین فرمائین اور کل اُمت کو حاضر و
غائب آگاہ کردین کہ بعد میرے میرا بھائی علیؑ ابن ابی طالب میرا خلیفہ و جانشین
ہے یعنی جیسا مین کل اُمت کا سوائے بہ تصرف اولے ہون اسی طرح

بعد میرے علیؑ کل اُمّت محمدیؐ کا چہ مرد چہ عورت مولےٰ یہ تصرف اولےٰ ہی۔
چونکہ یہ حکم فوری نہ تھا کہ اسی وقت تعمیل کیجاتی نہ کسی آیہ کا نزول تھا پس
آپنے توقف کیا کہ کسی وقت خاص پر اِس کا اعلان کر دیا جاوے گا اور یہہ بھی
خیال مبارک مین آیا کہ علیؑ ابن ابی طالب کی جانب سے یارون کے دل صاف نہین
منافقین صحابہ حاضر و غائب اُن کے شاکی رہتے ہین اور ایک جماعت کثیر
اصحاب اُن کے مراتب و مدارج پر حسد و بغض رکھتے ہین (جس کا علم خدا و
رسولؐ ہی کو تھا) (منافقین کا حال دیکھو حدیث نمبر ۴۲ و حدیث شاکیان
لشکر یمن) پس کیا عجب کہ شککین و حساد یہہ سمجھین کہ اپنے بھائی کو ہم پر امیر
بناتے ہین اور اپنی طرف سے منصب خلافت و امامت دیتے ہین عجب نہین
کہ کچھ شرارت کرین کیونکہ فقرہ واللّٰہ یعصمک من الناس خدا نگاہ رکھے گا شر
مردمان سے) اِسی پر دلالت کرتا ہے کہ رسولؐ خدا کو شر مردمان کا ضرور خیال
تھا) اب یہہ امر کہ ایک جگہہ من الناس فرمایا دوسری جگہہ کافرین پس ظاہر ہوتا ہے
کہ من الناس سے کل ہم اہیان مراد ہین اُن مین سے جو لوگ خدا و رسولؐ کے
حکم کو نہ مانین کا من الکافرین آب انحضرتؐ منزل بہ منزل سمت مدینہ طیبہ تشریف
لے چلے ۔ جب غدیر خم پر مقام ہوا تو یہان سے کئی راستے اطراف و جوانب
کو نکلے تھے پس اِس مصلحت سے کہ مجمع منتشر نہ ہوا اور سب کے سب اِس حکم
ربانی کو کانون سے سن لین اور علیؑ ابن ابی طالب کو آنکھون سے دیکھ لین
یہہ آیہ وافی ہدایہ نازل ہوا کہ اے میرے رسولؐ پہونچا اُس حکم کو جو تیرے
پاس زبانی جبرئیلؑ کے پہونچا ہے اگر تو نے وہ حکم نہ پہونچایا تو گویا تبلیغ رسالت

نہ کی اللہ شر دمان سے تجھے محفوظ رکھے گا - کافرون کو دخل درمعقولات کرنے کی صورت مین وہی سزا کفر کی -
بس اب توقف وتامل کیسا ـــ حیَّ علیٰ خیرِ العمل کی صدائین بلند ہوئین - آن واحد مین بیروانیئے ستر ہزار ویروایتے ایک لاکھ چند ہزار کا مجمع ہوگیا تبلیغ رسالت کے لئے ممبر کا ہونا ضرور تھا - اونٹون کے کجاوے ایک دوسرے پر رکھکر بلند ممبر نصب کیا گیا جناب سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ اُس پر رونق افروز ہوئے - بعد خطبۂ حمد و ذکر اکرام وانعام خدا آیہ یا ایھا الرسول کی تلاوت فرمائی اور حضرت علیؑ ابن ابی طالب غالب کل غالب کا ہاتھ تھام کر بلند کیا تاکہ سب حاضرین مجمع دیکھ لین کہ یہہ بعد رسول خدا ہمارے سولے بتصرف اولے ہین - دیکھو حدیث غدیر بسند رجہ رسالہ ہذا) اخذ بید علیؑ بعدہٗ آنحضرتؐ نے کل حاضرین سے مکرر وسہ کرر عہد لیا فقال الستم تعلمون انی اولےٰ با المومنین من انفسہم قالو بلےٰ - قال الستم تعلمون انی اولےٰ بکلؐ مومن من نفسہ قالوا بلےٰ کیا مین تمہاری جانون سے اولیٰ یعنی بہتر وبرتر نہین ہون - کیا مین کل مومنین کی جانون سے اولےٰ نہین ہون - حاضرین نے جواب دیا بیشک آپ ہماری جانون سے عزیز تر ہین یہہ اُس قسم کا عہد ہے جس سے بڑھ کر ممکن ہی نہین یعنی جان سے کوئی چیز عزیز نہین مگر آنحضرتؐ نے اُس جان سے بھی اپنے کو اولےٰ یعنی بہتر و برتر فرمایا اور کل حاضرین نے قبول کرکے کہا بیشک آپ ہماری جانون سے بہتر وبرتر و عزیز تر ہین - آنحضرتؐ کا مقصد ایسے عہد لینے سے

یہ تھا کہ جبکہ اپنی جانون سے مجھے عزیز تر قبول کر لین گے پھر تو میرے قول وفعل کو راست سمجھینگے اور انحراف نہ کرینگے - پس فرمایا من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ اللہم فانصر من نصرہ واخذل من خذلہ واحب من احبہ والبغض من البغضہ جنکا مین مولےٰ ہون یعنی جنکی جانون تک پر بھی مین اولے بتصرف ہون فعلیٌ مولاہ اُنکا علیؑ بھی مولےٰ بتصرف اولےٰ ہے - خداوندا علیؑ کے دوست کو دوست اور علیؑ کے دشمن کو دشمن رکھ اور جو علیؑ کی نصرت کرے اُس کی تو نصرت کر اور جو علیؑ کو مخذول کرنا چاہے تو اُسے مخذول کر اور جو علیؑ کا دوست ہو اُس کے ساتھ تو بھی دوستی کر اور اُس کے دشمن کے ساتھ دشمنی -

فلقیہ عمر بعد ذالک فقال ھنیئًا یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولے کل مومنٍ ومومنۃٍ پس ملاقات کی عمر نے اور کہا مبارک ہو لے علیؑ ابن ابی طالب کہ تم ہر صبح وشام کل مرد مومن اور کل عورت مومنہ کے مولے ہو - ہم نے اصلی معنے جو حدیث کے ہین لکھے ہین - اہل سنت بیجا ہیر پھیر معنون کے کرتے ہین مگر کچھ بن ہی نہین پڑتی - اب جوہر صاحب بقول خود احکام شرعیہ صوم وصلوٰۃ حج و زکوٰۃ وغیرہ سے اِس آیت کو مناسبت دیدین اور بتلائین کہ کن احکام شرعیہ کے پہونچانے مین رسولؐ خدا نے تامل کیا جس پر وان لم تفعل فما بلغت

رسالتہ کا فقرہ موزون و مناسبت کلی رکھتا ہو جیسا ہم نے ثابت کیا ہے۔
اللہ عز و جلالہ و عم نوالہ اگر اس کی نظیر اسلام کیا تمام عالم کی تاریخ مین دکھادو کہ کبھی کسی کی خلافت امامت وصایت کی بابتہ یہہ اہتمام یہہ انتظام یہہ عہد و پیمان یہہ خدا کا آیہ یہہ حدیث یہہ دستگیری و ہمبازگی یہہ سوئے واوسطے کی الفاظ یہہ دعا رسول خدا کی یہہ عمر خطاب کی مبارکباد کبھی کانون نے بھی سنا ہے انکھ تو مشتل دیدار خدا دیکھہ ہی نہین سکتی اب آیہ یا ایھا الرسول و حدیث غدیر سے مناسبت کلی ہوگئی یا کچھہ کسر باقی رہ گئی۔ شپرہ چشم کو اگر دن مین نہ دکھائی دے تو چشمۂ آفتاب کا کیا گناہ ہی۔ اگر تم کہو مفسرون نے باہم اختلاف کیا ہے کوئی کچھہ لکھتا ہے کوئی کچھ لکھینگے اپنی اپنی رائے مفسر کا قول آیہ و حدیث تو ہے نہین کہ خوانخواہ مانا ہی جاوے ہم کو بھی اللہ نے عقل عطا کی ہے ہم ایسے مختصر الفاظ کے صاف و سیدھے معنے چھوڑکر کیون اختلاف مین پڑین اور تاویلون کے مقلد ہون۔ یہہ آیہ محکمات مین ہے متشابہات مین نہین کہ ادھر ادہر بھٹکتے پھرین۔

سوال۔ آپ کہتے ہین خدا تعالے نے آیہ موصوفہ مین وان لم تفعل فرمایا یعنی اپنی ذات سے انجام دے (احکام شرعیہ ہون یا کچھہ بھی) اگر آیہ کریمہ کو کچھہ بھی مناسبت بلا فصل جناب امیر سے ہوتی تو خدائے تعالے بجاے وان لم تفعل کے وان لم تبلغ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا آیہ موصوفہ کو خلافت سے کوئی تعلق نہین۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں بیشک وان لم تفعل فرمانا درست و بجا ہے یعنی اپنی ذات خاص سے اس کام کو انجام کر اگر ایسا نہ کرے گا تو گویا تو نے تعمیل رسالت نکی ۔ دیکھو آنحضرتؐ نے اسی ارشاد خداوندی پر عمل کرکے بہ نفس نفیس خود ہی جناب امیرؑ کو خلیفہ مقرر کیا تھا و ان لم تبلغ کی ضرورت نہیں ۔ ہم کلام اللہ میں اصلاحین کیا کرو جیسا تمہارے سلف نے کیا ہے۔

سوال آپ کہتے ہیں دوسری روایت میں مفسر نے یوں لکھا ہے کہ عیاشی از جابر بن عبد اللہ نقل کردہ کہ حضرت رسولؐ مامور شد بہ نصب امیر المومنین ۔ ترسید کہ اگر مردمان را بہ آن خبر دہند گویند پاپسر عم خود محابا میکند و از نزد خود منصب ولایت میدہد و اورا طعن کنند ۔ خداوند این آیہ فرستاد در غدیر خم و حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت و این خبر بخاص و عام رسانید۔

اگرچہ روایت جابر میں بھی صرف یہی دعوے ہے کہ حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت ۔ نہ یہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت ۔ جب بقول جابر جناب امیرؑ کی خلافت بلا فصل ثابت نہ ہوئی تو فقط خلافت فی وقت من الاوقات پر اسقدر اصرار و تکرار کیوں ہے اس کا تو اہل سنت کو بھی بدل و جان اقرار ہے۔

جواب ہم کہتے ہیں اہل انصاف جوہر صاحب کی اس نادانی و کم فہمی و کج بحثی کو خود ہی خیال کرلیں اس کا کیا جواب ہے کہ خلیفہ خود ساخت نہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت کیوں صاحب جابر کی روایت سے یہ پایا جاتا ہے کہ بعد ابوبکر عمر عثمان فی وقت من الاوقات خلیفہ خود ساخت ؏

گر ہمین مکتب و ہمین ملا   کار طفلان خراب خواہد شد

سوال ۔ آپ کہتے ہین اگر کلام ہی تو صرف اولے بتصرف پر ہے سو یہ گمان بھی
شیعون کا غلط ہی کیونکہ یہہ سب کلمے ایک ہی مصدر سے مشتق ہوئے ہین پھر
تصرف کیسا اگر تصرف ہوتا تو بجائے اولے لابنات کے مولے بنات بولا جاتا
چونکہ یہہ تصرف بالاجماع باطل ہی لہذا مولے بہ تصرف اولے بھی باطل ہی ۔ دیکھو
جب جابر کی روایت سے خلافت بلافصل جناب امیرؑ کی ثابت نہ ہوئی تو آیہ یاایھا
الرسول بھی جناب کی شان مین بلافصل راست نہین آتی بلکہ چند آیہ کا منسوخ ہونا
لازم آتا ہی ۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین یہہ اعتراض تمہارا رسولؐ خدا پر ہے کہ بجائے اولے
بنات مولے لابنات بولا جاتا وہان کلام اللہ مین اصلاح کی یہان حدیث نبوی مین
تینون کلمے ایک مصدر سے مشتق ہون یا ہزار سے تم صرف و نحو اسی پر ختم کر دو
اور تمام عمر مصدر و مشتق بکا کرو رسولؐ خدا نے خدا کے حکم سے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ
وجانشین مطلق کیا ۔
جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی مقبولہ اہل سنت نے شہادت
علیؑ دی کہ خلیفہ خود ساختہ ۔ افضل چھبیس سالہ چہ معنی ہان اگر ابوبکر عمر عثمان کی
نسبت بھی ایسی کوئی حدیث ملے تو کہا جا سکتا تھا کہ غیر چار کی بابت جب ایک
ہی قسم کی حدیثین موجود ہین تو مقدم و موخر پر کچھ خیال نہ کرنا چاہئے آپ نے نعمت خان
عالی کی یہہ رباعی سنی ہی **رباعی**

اصحاب نبیؐ کہ چار یار اند — چون چار کتاب در شمار اند
در رتبہ شان نہ شک نہ ریبے — زان چار یکے نداشت عیبے

پھر تو تمھارے مطلب کی ہے آئندہ فی وقت من الاوقات کام مین لانا۔

سوال ۔ جوہر صاحب نے اسرار الہدیٰ صفحہ نمبر اکسٹھ ۶۱ مین لکھا ہے کہ اگر اہل بغض کا اطمینان آیات بینات سے نہو اور یہی کہے جاوین کہ اہل سنت جب تک کوئی حدیث بفصل بلافصل خلافت حضرت صدیق برحق نہ دکھاینگے شیعہ کتاب عثمانی کی کسی آیت کو نہ مانین گے اور اُس مین بھی یہہ تفصیل ہو کہ خلافت یکے بادیگرے ہو تو بسم اللہ اس قسم کی بھی صحیح حدیث لیجیئے ۔ وہ حدیث پاک یہہ ہے۔

ترجمہ ۔ بخاری مین بلّی کے باب سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تھا کہ مین نے اپنے تئین دیکھا ایک کنوئین پر کہ اُس پر ایک ڈول پڑا ہے سو مین نے اُس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا پھر اُس کو ابن قحافہ نے لے لیا سو اُس سے ایک یا دو ڈول نکالے اُس کے کھینچنے مین کچھ سستی و آہستگی تھی اور خدا اُس کو معاف کرے گا پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا پھر اُس کو ابن خطاب نے لیا سو مین نے تو آدمیون سے ایسا عجیب و غریب بڑا زور آور کسی کو نہین دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہانتک اُس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگون نے اپنے اونٹون کو پانی سے آسودہ کر کے اُن کے ٹھکانون پر بٹھا دیا۔

ف رسول خدا نے یہہ تعبیر فرمائی کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہونگے وہ ایک یا دو ڈول آہستگی سے نکالین گے بعدہٗ عمر جنکی خلافت مین اسلام کو خوب ترقی ہوئی ۔ اور بہت سی باتین اُن کے فتوحات کی لکھی ہین جنکو ہم نے بوجہ طوالت ترک کیا۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین تعبیر رسول خدا حدیث مین نہین ہے آپ کا جوڑ پیوند ہے۔

اگر یہہ رویائے صادقہ جو رسولؐ کو ہوتا ہے سمجھا جاوے تو پھر خلافت عثمان کا استثنا رہے نہ کنوئیں پر موجود تھے اور نہ کوئی ڈول پانی کا کھینچا حضرت علیؑ تو کنوئیں پر کیوں ہوتے کیونکہ ابوہریرہ سے یہہ خواب آنحضرتؐ نے بیان کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا ہی حدیث ترتیب خلافت کی لکھی ہے۔ ہاں پھر کیا ہوا بس آنکھ کھل گئی اور کچھ نہ تھا معلوم نہیں ہوتا تھم کس خواب خرگوش میں پڑے ہو کہ آنکھ ہی نہیں کھلتی رویائی صادقہ رسولوں کے ایسے ہوا کرتے ہیں کہ ابتدا کی خبر نہ نکلی۔ یہہ حدیث مصنوعی ہے اور رسولؐ خدا پر تہمت۔ ابوہریرہ کو عثمان سے بھی کاوش تھی اُن سے صرف آدھا ہی ڈول کھنچوا دیا ہوتا اور حضرت علیؑ کو ان لوگوں کے ساتھ ہی بیان کیا ہوتا تاکہ ترتیب پوری رہتی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ جب بیداری کی حدیثوں سے خلافت کی بنیاد اکھڑ گئی تو یہہ حدیث خواب کیا مفید ہو گی۔

چلئے خلافت کی حدیثوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اب آپ آیات قرآنی پیش کرتے ہیں بقول شخصے ؎

تو کار زمین را نکو ساختی کہ بر آسمان نیز پرداختی

چونکہ خلافت جمہور اہل سنت آپ نے خلافت ابوبکر کو نص حدیث نبویؐ سے قرار دیا ہے جو ایک نئی بات ہے اس لیے ہم آپ سے مخاطب ہوئے ہیں ورنہ آپ کی بے سروپا کہانیاں لن ترانیاں فضول گوئیاں کج بحثیاں اس قابل نہیں ہیں کہ کوئی عاقل ایسی مجنونانہ بڑ و مجذوبانہ لفاظیوں پر توجہ کرے جبکہ آپ کو ابھی معلوم ہی نہیں کہ اہل سنت کا اتفاق اجماع و شورہ پر ہے اور خلافت کی اصل اجماع ہی سے قرار دیتے ہیں منجانب خدا و رسولؐ ہونا ضرور نہیں سمجھتے نصب خلافت

نہ خدا پر فرض نہ رسولؐ پر واجب مسلمان لوگ جسے چاہیں انتخاب کر لیں وہی سردار ہوگا۔ نیک و بد کی شناخت و تمیز کی ضرورت نہیں جیسا آپ نے صفحہ ستائیس ۲۷ اسرار الہدےٰ میں جناب امیرؑ کا قول فصیل سے فی نہج البلاغت۔ دربارۂ اثبات شورہ و اجماع درج کیا ہے۔ ترجمہ چارہ نہیں ہے آدمیوں کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد (عربی میں براو فاجر ہے) کہ عمل کرے اس کی حکومت میں مومن اور بہرہ پاوے اس میں کافر اور پہونچ جاوے اس حکومت میں تا زیست اور امن ہوں اس حکومت میں راہیں اور پکڑا جاوے واسطے ضعیف کے حق قوی سے یا آرام پاوے نیکبخت بدبخت سے اور راحت پائی جاوے دور کرنے بدبختی سے بلفظہ۔ پھر کیوں نص حدیث و قرآن پر جان دیئے دیتے ہو۔ ناظرین ذرہ اس قول مرتضوی پر خیال کریں جو شورہ کے استحکام کی غرض سے پیش کیا گیا ہے کہ مرد فاجر بھی امیر مسلمانوں کا ہوسکتا ہے فاجر کے معنی لغت میں تلاش کرو تو ملجاینگے مگر بد کے معنے بھی جو تم نے ترجمہ کیا ہے برے نہیں ہیں۔ اس قول مرتضوی کے چار پانچ سطر اوپر ایک اور قول جناب امیرؑ کا اسی صفحہ میں درج ہے۔ ترجمہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ وہ شخص بالتحقیق امام شورے سے ہے اور اس کی بیعت مہاجرین اور انصار نے کی جیسے بیعت کی خلفائے۔ فی نہج البلاغت یہ اقوال جناب امیرؑ ثبوت خلافت ابوبکر و اثبات شورہ میں جو سر صاحب نے پیش کیئے ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جیسا جناب امیرؑ نے امام شورے ہونا فرمایا ہے بہت صحیح و درست ہے اور مہاجرین و انصار کا بیعت کرنا بھی بجا ہے بیعت خلفاء میں عمر نے بیشک سب سے پہلے سبقت کی پھر عثمان نے بھی کی ہوگی یہ سبقت بیعت سے

مراد ہے مگر استغفر اللہ کہ جناب امیرؑ نے بیعت کی ہو۔
تم نے صفحہ اٹھائیس ۲۸ اسرار الہدیٰ میں بروایت مصنف روضۃ الصفا صفحہ ایکسو نوے ۱۹۰
کا حوالہ دے کر بیعت جناب امیرؑ جو تسلیم کی ہے وہ محض غلط ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے
کہ تم کو کتب حدیث پر بالکل عبور نہیں ہے اسی لیئے اپنی تصنیف میں ہر جگہ روضۃ
الصفا کا حوالہ دیتے ہو کیونکہ وہ ایک سنی متعصب کی تاریخ ہے جسے تم نے براہ
تعصب شیعہ قرار دیا ہے اور اپنے مطلب کی کہانیاں و بے سروپا افسانے انہیں
دیکھ کر دے تے اچھلتے ہو کہ یہ شیعہ کی کتاب ہے۔ جاہل شیعہ بھی تو ایسی لغو حکایتیں
نہ لکھے گا جیسا مصنف روضۃ الصفا۔ پس حق پسند فوراً ہی شناخت کرلیں گے
کہ اخوند شاہ متعصب سنی تھا یا شیعہ۔ ہمیں چوگان ہمیں میدان ہمیں گو ہے۔
روایت روضۃ الصفا وھو ھذا۔ بعضے گفتہ اند کہ بعد از چہل روز بیعت کرد و جمعے
برانند کہ بعد از وفات فاطمہ زہراؑ و فرقہ بعد از شش ماہ گفتہ اند و در تاریخ مستند
مذکور است کہ چون علیؑ استماع نمود کہ مسلمانان بر بیعت ابوبکر اتفاق نمودند بہ تعجیل
از خانہ بیرون آمد چنانچہ ہیچ در بر نداشت بغیر از پیراہن نہ ازار نہ ردا ہمچنان نزد صدیق
رفتہ با او بیعت نمود بعد ازان کس فرستاد تا جامہ بہ مسجد آوردند بلفظہ۔
حدیث بخاری میں عروہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراؑ
رسول اللہ کی صاحبزادی نے کسی شخص کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ رسول اللہ کے
مال میں سے جو اللہ صاحب نے فدک اور مدینہ میں بدون جنگ کے رسول اللہ کے
واسطے ارزانی فرمایا تھا اور جو خیبر کے خمس میں آپ کا مال باقی رہا تھا میرا ترکہ دینا
چاہیئے ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں جو

مال ہم نے چھوڑا صدقہ ہے۔ یعنی وقف۔ ہان اِس مال مین سے آل محمدؐ کا کفاف جاری رہےگا۔ بخدا مین رسول اللہؐ کا صدقہ اُسی حال پر رہنے دونگا جسطرح آپکے زمانہ مین تھا۔ ذرہ بھر تغیر نہ کرونگا غرضکہ ابوبکر نے انکار کیا اور فاطمہ زہراؑ کو اُس مال مین سے کچھ نہ دیا۔ حضرت فاطمہؑ کو ابوبکر پر اِس درجہ غصہ آیا کہ گو کامل چھ مہینے بعد رسولؐ کے زندہ رہین مگر نہ ابوبکر سے مال کی بابتہ کلام کیا نہ اُن سے ملین پس جب حضرتؑ کا انتقال ہوا تو اُن کو حضرت علیؑ نے بدون اطلاع ابوبکر کے دفن کردیا اور خود ہی نماز پڑہی۔ حضرت فاطمہؑ کے انتقال کے بعد لوگون کا آپسے روکنا اور انکار کرنا اچھا نہ معلوم ہوا۔ ابوبکر سے مصالحت اور بیعت کی جستجو کی کیونکہ بیعت کے وقت تک تو آپ موجود تھے نہ اِن ایام مین حضرت فاطمہؑ کے اشتغال سے آپ کو فرصت ہوئی پس آپنے ابوبکر کو بلوایا اور کہلا بھیجا کہ آپکے ساتھ دوسرا شخص نہ آوے کیونکہ آپ کو خوف تھا کہ اگر عمر تشریف لائینگے تو عتاب زیادہ کرینگے اِسی وجہ سے عمر کے حضور کو مکروہ جانتے تھے یہان حضرت عمر نے فرمایا اے ابوبکر بخدا آپ وہان تنہا نجاوین ابوبکر نے کہا کیا تمہین گمان ہے کہ وہ میرے ساتھ کچھ برائی کرینگے بخدا مین اکیلا ہی جاؤنگا پس ابوبکر علیؑ کے پاس آئے۔ آپنے خطبہ پڑھکر فرمایا ہم آپ کی فضیلت کے قائل ہین۔ اور بغض و حسد ہم مین نہین ہے۔ مگر چونکہ ہم قرابت رسول اللہؐ کی وجہ سے مشورہ خلافت مین شریک ہونے کے مستحق تھے اور آپنے ہمین علحدہ کردیا اِس سے خیال تھا یہ سنکر ابوبکر کی آنکھین بہہ نکلین اور فرمایا خدا کی قسم اپنے اقربا کے صلہ رحمی سے زیادہ رسول اللہؐ کے اہل قرابت مجھے محبوب ہین ہان مجھ مین اور تم مین تنازع و اختلاف اموال مین ہوا سو مین کبھی بھلائی مین تقصیر نہ کرونگا اور جو

رسول اللہ کو کرتے دیکھا ہے وہی کرونگا اور تجاوز نکرونگا حضرت علی نے ابوبکر سے کہا بیعت کا وعدہ کل زوال کے بعد ہے۔ حضرت ابوبکر چلے گئے اور ظہر کی نماز کے بعد منبر پر چڑھ کر خطبہ فرمایا۔ اور کچھ حضرت علی کا تذکرہ آپ کا بیعت سے تخلف اور وہ عذر جو ابوبکر سے کیا تھا سب بیان کیا پھر حضرت علی نے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور حضرت ابوبکر کی بڑائی اور استحقاق بیان کر کے فرمایا جو تخلف بیعت ہوا ہے حسد کی راہ سے نہ تھا لیکن ہم اس مشورہ میں اپنا بہت بڑا حصہ خیال کرتے تھے اُس کی علحدگی نے البتہ ہم کو رنج پہونچایا۔ اس گفتگو سے تمام مسلمان خوش ہوگئے اور اصبت (یعنی آپ سیدھی راہ پر ہیں) کے نعرے مارنے لگے۔ پس جس وقت حضرت علی نے امر معروف (یعنی تمام صحابہ کی موافقت کی طرف مراجعت فرمائی تو تمام اصحاب کے نزدیک آپ قریب اور محبوب تھے ترجمہ بلفظہ۔ آپ معلوم نہیں کہ آپ صدق وکذب پر کیا فتوے دیتے ہیں مگر عام اہل سنت تو حدیث ہی کو صادق سمجھینگے کیونکہ صدیقہ کا کلام ہے اور اخوند شاہ مورخ و داستان گو کو کاذب۔ پس اخوند شاہ کی شیعہ گری تحقیق ہوگئی اور ظاہر ہوگیا کہ آپ دھوکے باز آدمی ہیں ہم مطلب کیواسطے لوگوں کو شیعے سے سنی اور سنی سے شیعہ بناتے ہیں بلکہ خود بھی کسی غرض خاص سے شیعے سے سنی ہوگئے ہیں۔ اب فرمایئے آپ کی باتوں کا کیا اعتبار رہا اور جو تفسیر و اقوال و روایتیں آپ نے لکھی ہیں اُن پر کیونکر وثوق ہوسکتا ہے۔ ہاں خوب یاد آیا آپ نے طبری کو بھی تو شیعہ سمجھ لیا ہے پس معلوم ہوا آپ کو ایسے ہی لوچ و لغو خیالات نے شیعے سے سنی بنایا ہے اور اُستاد ہیں مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی جنھوں نے اظہار الہدے اپنی تصنیف میں ایسی ہی بے سروپا باتیں و روایتیں لکھی ہیں جناب امیر علیہ السلام نے بیعت

کی نسبت سخت و ناسزا الفاظ لکھے ہین اور عمر خطاب کے اسلام کا زور اٹھارہ ہزار آدمیونکا
مسلمان ہونا شوکت فاروقی کی وجہ سے لکھدیا ہے۔ مگر آپ اُن سے بھی بڑھ گئے
ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدے مین تحریر فرماتے ہین وہو ھذا
بالخصوص خلفائے ثلثہ اگر تمام کافران عرب و گبران عجم کو مسلمان نہ کر دیتے اور اسلام
کو مشرق سے مغرب تک نہ پہیلا دیتے تو آپ کو رسول صلعم اللہ کون کہتا بلکہ بعثت بھی
آپکی عبث سمجھی جاتی اور وعدہ صادق خدا کا بھی کذب سے بدل جاتا بلکہ تمام روئے زمین
پر خدا کا نام لیوا بھی نہ ہوتا۔

صفحہ چوالیسویں ۴۴ اسرار الہدے مین لکھتے ہو وہو ھذا۔ اگر شروع سے جناب امامت
دستگاہ خلیفہ بلا فصل بنائے جاتے تو ترقی تو در کنار بلکہ اسلام کا نام و نشان بھی دنیا
سے مٹ جاتا۔ صفحہ ساٹھ ۶۰ اسرار الہدے مین وہو ہذا البتہ رسالتمآب پر جناب امیر کا آرام
فرمانا مصلحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہین تھی۔
صفحہ ستاون ۵۷ اسرار الہدے وہو ھذا نہ وہ کہ صرف آدہ پاؤ بیرائین چہیتا جو پر اپنے حقیقی بھائی
پر ذو الفقار کھینچی۔
صفحہ پچاس جب جناب امیر نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہوئے
صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدے وہو ھذا ہمیشہ مغلوب رہے یہانتک کہ جناب نے
اپنے دین کو غلبہ دشمنون سے برباد کر دیا۔ صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدے فلان صاحب
کو خلافت جناب امیر پر کیون ناز ہے حضرت کی ذو الفقار تو کبھی کسی کافر کے گرد بھی
نہین پھری۔ صفحہ ۱۲۴ اسرار الہدے وہو ھذا اگر حسنین و نیز دیگر ائمہ بھی کفار
عرب کو فی النار کرتے اور اشرار عجم کی جوروؤن اور بچون کو لونڈی غلام عرب کا بناتے

تو البتہ قابلیت امامت کی رکھتے جب یہ صفت حضرات موصوف مین نہ تھی تو دائرہ امامت سے قطعی خارج سمجھے گئے۔ صفحہ اکتیس ۳۱ اسرار الہدیٰ وہو ہذا اس درجہ حرص تھی کہ آنجناب بروز بیعت حضرت صدیق اکبر حضرت زہرا کو دراز گوش پر سوار کرکے ایک ہاتھ مین حضرت امام حسن کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ مین امام حسین کا ہاتھ پکڑکے بحالت پریشان کس ناودیہ صورت دیوانگان کس بہر ساو ہر ایک مہاجرین وانصار کے دروازون پر جاکے بہ حفظ پاس و ننگ وناموس استعانت کی درخواست کرتے پھرتے تھے۔ صفحہ چودہ ۱۴ اسرار الہدیٰ وہو ہذا مصداق ان آیتون کے وہی لوگ ہین جنھون نے بفضل خدا کفار عرب واشرار عجم سے روے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ مین اہل کامل رہا نہ وہ کہ جنھون نے بہ طمع خلافت اپنے ہاتھ سے امتیت کا خون کیا۔ صفحہ چودہ ۱۴۵ اسرار الہدیٰ وہو ہذا جناب امیر بقول علامہ حلی ۲ الجبان لایستحق الامامۃ۔ یعنی جبن جس کے معنے بے ہمت بے جرأت جسے ہندوستان مین نام دکھتے ہین خلافت کا مستحق نہین ہے۔ جوہر صاحب جناب امیر کو جبن قرار دیکر خلافت کا مستحق نہین بتاتے۔ اور بھی ایسی ہی ناسزا کلمات بدتر از کفر تمام رسالہ مین لکھے ہین ہم نے صرف چند بطور نمونہ از خروارے ناظرین کے روبرو پیش کیے ہین۔

پس اب اہل انصاف خود ہی غور کرلین اور دیکھین کہ اس عقیدے کا بھی آدمی اہل سنت کی جماعت مین داخل ہوسکتا ہے شاید بخوبیہ جو رسول اللہ کی شان و منزلت گستاخی ہین۔ بدیگران چہ رسد۔ پند کرین مگر چونکہ وہ بھی خلیفہ چہارم رسول اللہ کی نسبت ایسی کلمات کفر کیونکر سن سکین گے۔ باقی رہا گروہ نواصب وخوارج سو اس مین داخل ہونا ہم پہلے ہی تصدیق کرچکے ہین۔ لس سیان جوہر صاحب اور جو آپکے دل مین

ہو کہ ڈالیئے جواب الجواب کا انتظار نہ کیجیئے قیل ان اللہ ذو ولد قیل ان الرسول
قد کہنا ۔ زمانہ سلف سے یہ فعل تمہارے یہاں محمود سمجھا گیا ہے ۔ کفار قریش نے
رسول صلعم اللہ کی نسبت کیا کیا نہیں کہا معاذ اللہ کاہن ساحر مجنون ابتر وغیرہ ۔ بعدہ جناب
عمر نے رسول صلعم اللہ کی نسبت ہذیان کا لفظ مرض الموت میں استعمال کیا کہ معاذ اللہ
یہ شخص ہذیان بک رہا ہے حدیبیہ میں صلح کے بعد انہیں صاحب نے فرمایا کہ آج کا سا
شک نبوت میں کبھی نہیں ہوا ۔ دونوں روایتیں بخاری و مسلم میں دیکھو ۔ جناب
عائشہ نے عثمان بن عفان کی نسبت حاشیہ میں اقتلوا نعثلا ۱۲ النعثل یعنی اس لمبی
ڈاڑھی والے یہودی کو قتل کرو ۔ محمد ابن ابوبکر اپنے باپ کو ناسزا و غاصب کہتے
رہے ۔ اور معاویہ شامی بھی ابوبکر و عمر کو غاصب اور ظالم کہتا ہی رہا جس کا مفصل
حال ایک جواب خط سے معلوم ہوگا جو اپنے موقع پر درج کیا گیا ہے ۔ بنی امیہ و
مروانیہ نے صدہا سال تک حضرت علی ع کو بر سر منبر ناسزا و برا کہا خطبوں میں لعن
و تبرا پڑھا جاتا ۔ بیچارے عمر ابن عبد العزیز نے خطبہ سے وہ الفاظ نکلوا کر
بجائے اُس کے آیت کلام اللہ داخل کی ۔ واضح ہو کہ جو الفاظ جوہر صاحب نے جناب
امیر ع کی نسبت استعمال کیئے ہیں بنی اُمیہ و مروانیہ علیہم اللعین والعذاب نے اسی قسم
کے الفاظ خطبہ میں داخل کیئے تھے کیونکہ لعن و تبرا سے بیزاری مراد ہے پس ان
فقرات سے بھی بیزار ہونا ثابت ہے یہاں تک کہ (دین بھی برباد کر دیا) ۔ اب اس
سے زیادہ لعن و تبرا کیا ہوگا بنی اُمیہ و مروانیہ تو یہی کہتے تھے ۔ قال اللہ تعالیٰ
ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ و اعد لہم عذاباً مہیناً
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ اللہ و رسول صلعم کو ایذا دیتے ہیں اُنپر اللہ لعنت کرتا ہے اور انکے

سے لیئے بڑا عذاب تیار کیا ہے ۔ صاحب کشاف مفسر مقبولہ اہل سنت نے یہہ تفسیر کی ہے کہ یہہ آیت مروان کے حق مین نازل ہوئی کیونکہ اُس نے حضرت علی کو سخت ایذا دی پس مروان علیہ اللعنہ کی ایذا صرف جناب امیرؑ کی بُرائی اور طعن و تشنیع کرنے کی تھی جس سے آپ کو سخت ایذا پہونچتی تھی ۔ اب یہان مروان اور اُس کے باپ کے بارہ مین ایک دو حدیثین جناب رسول مقبولؐ کی سُنلو تا کہ تفسیر مین جائے کلام نہ ہو ۔ طبرانی کبیر مین ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرتؐ نے مروان کے باپ کے حق مین فرمایا ہے قریب ہے کہ کتاب اللہ مین وہ مخالفت پیدا کرے گا اور پیغمبر خداؐ کے طریقہ مین مفسدہ ڈالے گا ۔ اس کی پشت سے ایک فتّان یعنی فتنہ انگیز شخص پیدا ہوگا جس سے صحابہ کو سخت تکلیف پہونچے گی آسمان و زمین پر گرد و غبار پیدا ہوگا وہ تمہارے گروہ مین سے نہ ہوگا ۔ ابن عساکر نافع بن جبیر بن مطعم سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ ہم آنحضرتؐ کے یارون کی جماعت مین حاضر تھے ۔ مروان کا باپ رسول اللہؐ کے آگے سے گزرا آپ نے فرمایا کہ میرے یارون کو اس شخص سے از حد تکلیف پہونچے گی جو اس شخص کی پشت مین ہے ۔ واقدی عمرو بن مرہ سے روایت کرتے ہین مروان کے باپ حاکم نے ایک دن رسول اللہؐ کی خدمت مین آنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اُسے یہان نہ آنے دو خدا اُسپر لعنت کرے اُس کی پشت سے بدترین شخص پیدا ہوگا اُس کی اولاد مین مومن پیدا نہ ہونگے ۔ یہہ حدیثین اہل سنت کی کتب معتبر کی ہین ۔ پس یہہ تین حدیثین تجرِ صادق کی کافی ہین ۔ ہائے کیسا غضب ہے کہ یہی مروان مردود و مطرود خدا و رسولؐ جناب عثمان کا جبا سے مصاحب ان نے جنکو شیعون نے محرق القرآن کا خطاب دے

رکھا ہے اسی مروان کی صلاح ومشورہ سے قرآن موجودہ کو جمع کروایا اور جسقدر قرآن خلفائے اوّل وثانی کے وقت مین زیر استعمال اور ارکان دین کے مرکز ومنبع تھے سب کو ایک جا کرکے جلوا دیا۔ پس بقول حدیث مخبر صادق کتاب اللہ مین اس نے مخالفت پیدا کی اور پیغمبر خدا کے طریقہ مین مفسدہ انداز ہوا۔ اس کی اولاد کا حال سنئے تاریخ ابی الحسن ذہبی مسعودی سنی المذہب مین لکھا ہے۔ حجاج بن یوسف نے بحکم عبد الملک بن مروان عبد اللہ بن زبیر پر چڑھائی کی ابن زبیر کعبہ مین پناہ گیر ہوا۔ شروع ذلقعد ۷۲؁ ہجری مین اکیاون دن یا پچاس رات محصور رہا۔ آخر حجاج بن یوسف مردود نے عبد اللہ بن زبیر کو کعبے کے اندر ذبح کیا۔ اسما بنت ابو بکر مادر ابن زبیر نے اپنے بیٹے کی نعش دفن کرنا چاہی حجاج نے دفن نہ کرنے دیا۔ حجاج نے جو جو ظلم مکہ ومدینہ وحجاز ویمن مین کیئے وہ کتابون مین مذکور ومشہور ہین۔ حجاج نہایت ظالم وسفاک خونریز تھا ڈیڑھ لاکھ بزرگ واولاد بندگان مقبول کو اس نے قتل کیا۔ ایک دن حجاج مذکور اپنے دوست عبد اللہ ابن ہانی سے ملا اور کہا ہم نے دو سردارون کی بیٹیان تجھے دلا دین اس سے زیادہ کیا سلوک ہوگا عبد اللہ نے کہا جناب عالی یہ تو نہ فرمایئے کیونکہ میرے وہ اوصاف جمیل ہین کہ عرب مین کسی کے بھی نہین اس نے کہا آپ مین کیا کمال وصفات ہین عبد اللہ بولا جنگ صفین مین امیر معاویہ کے ساتھ ہمارے ستر آدمی تھے اور ابو تراب کے ساتھ فقط ایک دن ایک تھا۔ حجاج نے کہا یہ بڑی صفت ہے۔ عبد اللہ نے کہا ہمارے قبیلہ مین سے کسی نے محبان ابی طالب کے ساتھ شادی نہین کی۔ حجاج نے کہا۔

بیشک یہ بھی بڑی تعریف کی بات ہی عبداللہ نے کہا ہم میں سے کوئی عورت
باقی نہین رہی جس نے حسینؑ ابن علیؑ کے قتل کی خوشی مین دس دس اونٹ
قربانی نہ کیئے ہون حجاج نے قسم کھا کر تحسین و آفرین کی۔ عبداللہ بولا ہم میں سے
کوئی عورت و مرد ایسا نہین کہ جس سے لعن و تبرا ابوتراب پر کہوایا گیا ہو اور
اُس نے نہ کہا ہو بلکہ ہم حسنؑ و حسینؑ اور اُن کی والدہ پر زیادہ کرتا ہون حجاج شقی
ملعون نے کہا خدا کی قسم یہ بڑی بزرگی ہے بلفظہ۔ اس سے پیشتر بنی اُمیہ
نے کتاب اللہ و خانہ خدا و رسولؐ کی نسبت جو عمل کیا وہ بھی ظاہر ہے۔
جنگ صفین میں معاویہ نے صد ہا قرآن نیزون پر بلند کروا کر عہد کیا اور حضرت علیؑ
سے پناہ چاہی۔ مگر عہد پر قایم نہ رہا اور خود امیر بن بیٹھا۔ کتب اہل سنت سے تاریخ
مین مذکور ہے معاویہ کے بیٹے نے قرآن مجید کو ہدف یعنی نشانہ بنایا۔ مدینہ
منورہ کی تخریب کی مسجد نبویؐ و روضہ مقدسہ رسول اللہؐ میں گھوڑے و اونٹ
بندھوائے کوڑا کچرا غلیظ کا ڈھیر ہو گیا۔ عرصے کے بعد حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنے
ہاتھون سے صاف کیا۔ اہل بیت رسولؐ مختار کی بیحرمتی کی۔ خانہ خدا کی بیحرمتی
ہی نہین بلکہ قسم قسم کی بے ادبیان اور گستاخیان کین صحابہ کبار سید ابرار کو ناحق
شہید کر ڈالا۔ زنا لواطت شرب خمر اور جملہ معاصی کو مباح کر دیا بھائی
بہنون ماں بیٹیون میں باپ بیٹی مین نکاح جائز کر دیا۔ ہر شخص سے اپنی عبودیت
کی بیعت لی۔ کئی ہزار بچے حرام سے پیدا ہوئے۔ غرض کہاں تک ظلم و
جور فسق و فجور لہو و لعب بنی اُمیہ و مروانیہ کے لکھے جاوین کتابین بھری پڑی ہین
تاریخ مذکورہ بالا مین ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان کا حال لکھا ہے

ایک روز اُس نے قرآن مجید مین یہہ آیت پڑہی) وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ
جَبَّارٍ عَنِيدٍ مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ ۔ یعنی فتح چاہی اُنھون نے حالانکہ ہر ایک ظالم
عناد رکھنے والا نہی ہے۔ اِس کم بخت نے یہہ آیت پڑھکر قرآن شریف منگوایا
اور اُسے نشانہ بناکر تیر مارنے شروع کیے اور یہہ کہتا جاتا تھا کہ تو ظالمون اور جابرون
کو ڈراتا ہے پس دیکھ یہہ شخص جابر و ظالم ہے۔ جب تو اپنے قرآن حشر مین آوے
تو کہدینا کہ مجھے ولید بن یزید نے نشانہ بنایا اور جلایا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اسی
تاریخ مذکورہ بالا سے ایک خط محمد ابن ابی بکر کا بنام معاویہ و اُس کا جواب بلفظہ
درج کیے ہین۔ جو ناظرین کو دلچسپ و پسندیدہ معلوم ہوگا وھو ھذا یہہ خط محمد
ابن ابی بکر کی طرف سے گمراہ معاویہ بن صخر کو بعدہ یہہ کہ اللہ نے اپنی عظمت اور غلبہ سے
خلقت کو بے عبث اور بے غرض اپنی قوت کے ساتھ پیدا کیا لیکن اکثر کو اُنہین
سے غلام اور کجرو اور غافل پیدا کیا۔ بہت کو بدبخت اور اکثر کو نیک کیا پھر اہل علم کو
مقبول کیا اور اُن مین سے محمد صلعم کو انتخاب کیا اُنھین اپنے علم اور رسالت کے
ساتھ منتخب اور برگزیدہ کیا اور رسول صلعم کر کے بھیجا اور اپنی وحی کا امین کیا اور بشیر و نذیر
و کیل فرمایا۔ پہلے جس نے اُنکا کہنا مانا اور ایمان لایا اور سچ بولا اور راہ اسلام
و تسلیم قبول کیا اُن کا بھائی چچازاد علی ابن ابیطالب تھے جنھون نے حاضر و غائب
نبوت کی تصدیق کی اور آنحضرت صلعم کو ہر ایک بھاری چیز پر مقدم رکھا اور ہر ایک دہشت کے
وقت اُن کی حمایت و حفاظت کی اُن کے دشمن سے لڑے اُن کے دوست
سے صلح رکھی اور ہمیشہ خوف اور بھوک اور سختی مین راتون کو بھی اپنی جان اُن پر
قربان کرتے رہے اور مصیبت مین اُن کے سپر ہوئے اُنکی نظیر کوئی بعد کو نہوا

اور کوئی اُس کا ہمچشم نیک افعال مین اُس کی برابری نہ کرسکا - اب مین دیکھتا ہون کہ تو اُس کی برابری کرتا ہی بھلا تو تو ہی ہے اور وہ وہی ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک - وہ تمام آدمیون مین از روے نیت یکتا راست گو ہے اور اُس کی اولاد سب لوگون سے افضل ہے اُس کی بیبوی سب عورتون مین بہتر تھے اُس کا سا پسر عم کہان اُس کے بھائی جعفر طیار نے رسول خدا پر جان قربان کرکے فرشتون کے ساتھ پرواز کیا اُس کا چچا امیر حمزہ سردار شہیدان ہوا اُس کے باپ ابوطالب نے آنحضرت سے کیساد شمنون کو دور رکھا اور بلاؤن سے محفوظ رکھکر پناہ دی تو تو ملعون ابن ملعون ہے تو اور تیرا باپ ہمیشہ رسول اللہ کو ٹیڑہی راہ بتلایا کرتے اور نور خدا بجھانے مین کوشش رکھتے تھے آنحضرت کے مقابلہ مین جماعتین جمع کرتے اور مال خرچ کرکے رسول اللہ پر دشمنون کو چڑہاتے تھے اور بہت قبیلون اور قومون کو تم نے آنحضرت پر برانگیختہ کیا اسی حال مین تیرا باپ مرگیا اور اسی حال پر تجھے چھوڑ گیا قریب اور بعید تمام گروہ ورؤسا ر نفاق تیری برائی کی گواہی دیتے ہین اور علی کی قدیم بزرگی کے سب شاہد ہین اُس کے ساتھی وہ انصار و مہاجر ہین کہ اللہ نے جنکا ذکر قرآن شریف مین بزرگی کیساتھ کیا وہ گروہ در گروہ تجھکو حقیر جانتے ہین اور حضرت علی کی خلافت کو نفاق و شقاق مانتے ہین بھلا تجھکو کب زیبا ہے کہ حضرت علی کی برابری کرے وہ وصی و وارث رسول مقبول ہے وہ فرزندان رسول کا باپ ہی اطاعت رسول مین سب سے اوّل ہے اور سب سے زیادہ قریب تر رشتہ دار ہے آنحضرت اُس سے اپنا بھید کہتے اور اپنی بات کی اطلاع دیتے تھے تو دشمن رسول اور عدو خدا و رسول کا بیٹا ہے جس قدر ہوسکے باطل طور پر دنیا کمالی اور پسر عاصی بد باتون مین تیری مدد کرے - تیرا وعدہ پورا

ہو گیا اور تیرا مکر ثبت ہو چکا - اب بعد تیرے وہ ہوگا جس کی عاقبت بخیر ہو -
واضح ہو کہ تو خدا کو فریب دیتا ہو جس کے پیچ سے تو اپنے تئین اس مین جانتا ہو مگر تو
رحمت خدا سے مایوس ہے اور اللہ تعالے تیری گھات مین ہے تو اُس کی جانب سے دھوکہ
مین ہو - بس تابعین ہدایت پر سلام - اس کے جواب مین معاویہ نے یہ لکھا -
کہ معاویہ بن صخر کی جانب سے یہ نامہ اُس شخص کے نام ہے جو اپنے باپ کو
عیب لگاتا ہے - بعد ازان تیرا خط میرے پاس پہونچا کہ اُس مین تو خدا اور رسول کی
عظمت و قدرت بیان کرتا ہے اور اُس کے ساتھ کلام ضعیف کہتا ہے جو
تیرے باپ ہی پر پڑتا ہے - یعنی تیرے باپ کو معیوب اور قصوروار ٹھہراتا ہی
تو نے جو علیؑ ابن ابی طالب کی بزرگیان اور قدیم احسانات اور قرابت رسولؐ
اور ہر ایک خوف و دہشت مین اُنکی جان نثاری بیان کی ہے اور مجھ پر
حجت لایا ہے اور عیب لگایا ہے کچھ مجھ پر اپنی بزرگی نہ ظاہر کی غیر کی بزرگی
پر ناز کرتا ہے تو نے اپنی فضیلت تو چھوڑ دی اور غیر شخص کی تعریف کرنے لگا
ہم اور تیرا باپ سب علیؑ کی فضیلت جانتے ہین اور اُس کا حق لازم مانتے
ہین - جس وقت اللہ نے اپنے نبیؐ کے لئے اپنی نعمت مہیا کی اور اپنے وعدہ کو تمام
کیا اور دعوت اسلام ظاہر فرمائی اور حجت قایم کی اور آنحضرتؐ کی وفات
ہوئی تو تیرا باپ اور فاروق سے اوّل غاصب حق علیؑ ہوا اور اُس کے حکم کے
خلاف کیا اسی بات پر وہ دونون متفق و مساوی رہے اُنھون نے علیؑ سے
بیعت طلب کی علیؑ نے بیعت مین تامل و توقف کیا تب اُنھون نے اُس کے
ساتھ مہم عظیم کا ارادہ کیا تب اُس نے نبوت کی اور خلافت سپرد کر دی وہ دونون

خلافت کے والی ہوئے۔ علیؑ کو اُمورِ خلافت مین اُنھون نے اپنا شریک نہ کیا اور اپنی باتون کی اُن کو خبر دی یہانتک کہ وہ دونون جہان سے روانہ ہوگئے پھر تیسیر اعثمان اُن کی جگہہ قایم ہوا اور بعینہٖ اُنھین کی راہ پر چلا۔ محمدؐ تو نے اور تیرے آقا علیؑ نے اُسے عیب لگایا اور اُدنے و اعلیٰ سب نے کسے معزول کرنا چاہا تم نے اُس کے لیئے بُری باتین سوچین اور اپنی عداوت ظاہر کی تا اینکہ تم اپنی آرزو اور طمع کو پہونچے۔ اے پسر ابی بکر سوچ اور سمجھ اور اندیشہ کر کہ یہہ تیری سب باتین نامناسب ہین۔ کیونکہ تیرے باپ نے بستر بچھایا اور اپنی سلطنت کے لیئے مسند مقرر کی۔

اگر ہم جنگ علیؑ مین غیر صائب اور خاطی ہین تو پہلے تیرے باپ ہی نے یہہ راہ نکالی اور ہم اُس کے ساتھ شریک ہوئے ورنہ تیرا باپ اگر یہہ نہ کرتا تو ہم کیون علیؑ سے مخالفت کرتے اور ضرور اُسے خلافت دیتے اور اُس کا حکم تسلیم کرتے لیکن ہم نے تیرے باپ کو دیکھا کہ اُس نے پہلے یہہ کچھ علیؑ کے ساتھ کیا ویسے ہی ہم ہوگئے پہلے اپنے باپ کو عیب لگا ورنہ اپنے کلام سے باز آ۔ سلام اُس کو جو توبہ و رجوع کرے۔ بلفظہٖ۔

میان جوہر تمسے ہم کو کوئی شکایت نہین ہے شاباش ایسا ہی چاہیئے حقوق آبا و اجداد ادا کرنا فرض ہے جو تم سے کار نمایان ہوا باعث خوشنودی ارواح بزرگان ہے۔ مگر ہان یہ دوغلاپن اچھا نہین۔ کہ زبان سے حضرت علیؑ کو فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق کہتے ہو اور دل سے بے دین اور غیر مستحق خلافت وغیرہ وغیرہ پس لازم ہے کہ زبان اور دل کو ایک کرو اور رکابیہ مذہب

کو چھوڑ دو۔

پھر زمانہ آزادی کا ہے اگر خدا اور رسول صلعم کو بھی علانیہ ناسزا و بُرا کہو تو کون تمہاری زبان روک سکتا ہی جیسا بنی اُمیہ و مروانیہ نے کیا حضرت علی علیہ السلام کو بر سر منابر بُرا کہتے اور مُخبر کرتے تصدیق خلافت کیسی۔ قرآن مجید کو نشانہ میں باندھ کر سیکڑوں تیر لگائی پھر اُس پر عمل کیا۔ خانہ خدا و رسول صلعم کو محاصرہ کرکے سیکڑوں بے ادبیان گستاخیان کین غلیظ کا انبار لگادیا پھر حرمت کجا۔ صدہا ہزارہا کتاب اللہ کو ڈھیر لگا کر جلا دیا پھر بزرگی کہان غرضکہ جو بات کی پوری کی اور مسلمان بنے ہی رہے۔ امیر المومنین کا خطبہ اُن کے نام مسجدون مین پڑھا ہی جاتا رہا اور خلیفہ اُمت کہلاتے ہی رہے۔ لیس تم کو بھی یکرنگ ہونا چاہئے اِس دخل فصل کی باتون پر لوگ چونکین گے اور اعتبار نہ کرینگے۔

اب ہم آپسے پوچھتے ہین کہ جو اسلام خلفاء ثلثہ نے مغرب سے لیکر مشرق تک پھیلایا تھا۔ یہی تھا۔ جو بنی اُمیہ و مروانیہ کے وقت مین جاری تھا یا اور کوئی نیا اسلام تھا جس مین رسول اللہ کہنے والے اور خدا کے نام لینے والے اور بعثت کے عبث نہ سمجھنے والے اور خدا کے وعدہ کو صدق سے بہ کذب نہ بدلنے والے اپنے ایمان پر قایم رہے ہون اور کسی نے ان جبار و قہار و ظالم خلیفون کو ان حرکات سے روکا ہو و قعات تاریخی سے تو کوئی معلوم نہین ہوتا ہان مثل مصنف روضتہ الصفا اگر کسی نے جھوٹی روایت لکھدی ہو تو خیر۔

ع اسلام گر یہی ہی تو اسلام کو سلام + اگر اسلام اسی کا نام ہے کہ قتل کرتے لوٹتے مارتے جبراً لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہلاتے عورتون و بچون کو لونڈی غلام

بناتے مغرب سے مشرق تک نکل گئے اور مال غنیمت سے جھولیاں بھر لیں تو چنگیز خان ہلاکو نادر شاہ تیمور وغیرہ کے فتوحات دیکھو خلفائے ثلثہ سے بدرجہا بڑے ہوئے ہیں ایسا ہی خالد سیف اللہ وغیرہ کا حال تواریخ میں دیکھو جدہر رخ کیا قتل و غارت مارو ہاڑ کر کے پس ماندوں کو یا مسلمان برائے نام ہونا پڑا یا خریہ دیکر پیچھا چھوڑایا۔ اسی نئے تو عیسائی اسلام پر بزور شمشیر اسلام قبول کرانیکا داغ بدنما لگاتے ہین جسکا جواب اکثر محقق و انصاف پسند نے یہہ دیا تھا کہ آنحضرتؐ کے عہد میں جس قدر جہاد ہوئے تحفظ اسلام کی غرض سے یعنی جب کفار نے خود ہی مدینہ پر حملہ کیا یا تخریب اسلام پر کمر باندہی اُسوقت حفاظت وحراست اسلام کے واسطے لڑنا بھڑنا ضرور ہوا اُس جنگ وجدال مین جو مال ہلا لڑنے والون کو تقسیم ہوا اور فتوحات محمدی کے دیکھنے سے واقعی ایسا ہی پایا جاتا ہے۔ آنحضرتؐ کے وقت مین بھی بہت سے طامع تھے جو صرف مال لوٹنے اور حصہ لینے کی غرض سے بظاہر اسلام قبول کر لیتے تھے مگر دل اُن کا وہی کافر تھا چنانچہ سورہ منافقون ہی کلام اللہ مین موجود ہے اور آنحضرتؐ کی حدیثین بھی۔ چنانچہ اسی رسالہ مین ایک حدیث مشورہ رسول اللہ با علیؑ غزوہ طائف مین لکھی گئی ہے جس سے منافقین صحابہ کا ہمیشہ غزوات مین ہمراہ رہنا ثابت ہوتا ہے اور حضرت علیؑ سے دشمنی رکھنا۔ رسول اللہ جب مال غنیمت تقسیم فرماتے تو بعض بندۂ زر و غلام نفس بر رو کہدیتے کہ یا محمدؐ تقسیم مین آپ انصاف کرین۔ اور آپ فرماتے وائے ہو تم پر اگر مین ہی نا انصافی کرونگا تو انصاف کی امید کس سے ہو گی۔

اکثر ان منافقون کے اقوال و افعال سے آپ درگزر کرتے اور فرماتے کہ

کفار کہین گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو سزا دیتے ہین مگر امر بالمعروف و نہی عن المنکر
مین در گزر نہین تھا۔ پس معلوم ہوا کہ جب آنحضرتؐ ہی کے روبرو منافق لوگ
جنگ و جدال مین بہ طمع نفسانی شامل رہتے تو بعہد خلفائے ثلثہ جس مین چھپا
خواہ ظاہرا تنگ تھا ہزار در ہزار منافق لوٹ کے مال اور لونڈی غلامون کی خواہش
مین دوڑ پڑے ہونگے اور جنگ و جدال مین شرکت کی ہوگی مفلس قلاش بدکار لوگون
کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔ لیجیئے لاکھون کی فوج تیار ہوگئی اور میان خالد سپہ
سالار بنگئے تب پھر گرم قتل و غارت لوٹ کھسوٹ نہ رائے نہ دہائے جس کی عورت
پسند آئی مرد قتل کیا گیا عورت پر تصرف بیجا خلاف حکم خدا و رسولؐ دیکھو مالک
بن نویرہ کا حال جسے خالد نے باوصف اسکے مسلمان ہونے کے صرف باغوائے نفس
شیطانی قتل کر کے بیچاری عورت پر تصرف یعنی زنا کیا۔
پس جن لشکرون کے ایسے سپہ سالار قلعہ شکن ہونگے اُس کا کیا ٹھکانا اور
تماشا تو یہہ ہے کہ ابوبکر صدیق کو باوجودیکہ خبرین صحیح پہونچین اور فاروق اعظم
بیچارے حد جاری کرنے کو بہت کچھ چیخے پکارے مگر خالد نے چوکیداران در
دولت صدیقی کو رشوت دیکر گانٹھ لیا تھا صاف بچ نکلا اور بال بھی
بیکا نہ ہوا۔
مورخ لکھتے ہین کہ اسلام مین یہہ پہلی رشوت اور اس ناشدنی کی ابتدا ہے
اوائل خلافت مین ابوسفیان نے پہلے حضرت علیؑ کو ورغلانا کہ تم خلافت لو ہم مدد کو
موجود ہین۔ مگر حضرت اس مکار کے کید عظیم مین کب آنے والے تھے۔ اُس نے
خلیفہ صاحب کو دھمکایا کہ تم خلافت کے مستحق نہین ہو چنین و چنان۔ خیر مصلحت

یہہ ہوئی کہ شام کی حکومت معاویہ کو دیکر پیچھا چھوڑاو۔ یہہ بنیاد معاویہ شامی
کی ہے جو پانچوان خلیفہ اہل سنت کی رائے مین سمجھا جاتا ہے او چھٹا یزید اسیطرح
بارہ ۱۲ خلیفہ کی تعداد پوری کی گئی ہی۔
واضح ہو جو لوگ بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے ہین وہ مولفتہ القلوب کہلاتے
ہین جو بنظر۔ تالیف قلوب و رونق اسلام مسلمانون مین شامل کیئے گئے مگر مثل
منافقون کے اُن کے ایمانون کا ٹھکانا نہین۔ اُنھین مین ابوسفیان و معاویہ
ہے ایک حدیث نبویؐ مروان کے حق مین پیشتر ہم لکھ چکے ہین کہ یہہ مروان کتاب
اللہ مین مخالفت پیدا کرے گا او پیغمبرؐ خدا کے طریقہ مین مفسدہ ڈالے گا۔ اب دوسری
حدیث خاص خلیفہ اول کی شان والا مین سنیئے۔ صحاح ستہ موطا مین ابی النضر
سولے عمر بن عبید اللہ سے روایت ہی کہ رسولؐ اللہ نے اُحد کے شہیدون کے
حق مین فرمایا مین قیامت کے دن اُن کی گواہی دونگا ابوبکر صدیق نے عرض
کیا یا رسولؐ اللہ کیا ہم اُن کے بھائی نہین ہین اُن جیسے ہم بھی مسلمان ہین جیسے
اُنھون نے جہاد کیا ہم نے بھی اپنی جانین لڑادین رسولؐ اللہ نے فرمایا یہہ
بات ٹھیک ہے لیکن خبر نہین کہ تم میرے بعد کیا کیا دین مین ایجاد کروگے یہہ سنکر
ابوبکر روئے اور بہت رونے کے بعد کہا کیا ہم بعد آپکے زندہ رہینگے۔ ترجمہ بلفظہٖ
ایک اور حدیث سنیئے اور داد دیجیئے اہل سنت کی صحاح دارمی مین جابر بن
عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ عمر خطاب رسولؐ اللہ کے پاس ایک
توراة کا نسخہ لائے آنحضرتؐ خاموش ہوگئے۔ عمر نے اُسے پڑھنا شروع
کردیا۔ رسولؐ اللہ کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا ابوبکر بے تاب ہوگئے

اور عمرؓ سے خطاب کر کے فرمایا روئین تجھے رونے والیان کیا تو چہرہ رسولؐ اللہ کو نہین دیکھتا۔

عمرؓ آپ کے چہرہ کو دیکھکر کہنے لگے مین اللہ سے اُس کے غصہ اور اُس کے رسولؐ کی خفگی سے پناہ مانگتا ہون ہم راضی ہین اللہ سے اور رسولؐ سے اور اسلام سے۔ بعدہ رسولؐ اللہ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تمہارے سامنے موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو تم مجھے چھوڑ کر اُن کی پیروی کرتے اور ضرور سیدھی راہ سے بہک جاتے لیکن اگر موسےٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے ضرور میری پیروی کرتے۔ بلفظہ۔

پس اب اہل انصاف غور کرین۔ اسلام برائے نام تو ضرور مشرق سے مغرب تک پھیلا۔ اور فتوحات عظیم حاصل ہوئین مگر اُس کے ساتھ بقول مخبر صادق یہہ بھی ضرور ہوا کہ اسلام مین صدہا ایجادین کی گئین اور کتاب اللہ کی مخالفت اور طریقہ رسولؐ اللہ مین مفاسد و منافقت جو ظاہر ہوئی اُسے آنکھ سے دیکھ لو۔ عیان راچہ بیان۔ بہتر ۷۲ فرقہ اسلامیہ تو ابتدا سے موجود ہی ہوگئے بعدہٗ وہابیّہ و نیچریہ و مہدویہ و احمدیہ وغیرہ یعنی ایک قادیانی صاحب نے اپنا سب سے نرالا مذہب نکالا ہے۔ اب ان فرقون کے اصول و فروع مین دیکھو تو زمین اور آسمان کا فرق ہے اور لطف یہہ کہ سب اسی قرآن و حدیث سے سند لیتے ہین۔ ایک کہتا ہے قرآن مخلوق ہے مثل داؤد ابن علی اصبہانی دوسرا کہتا ہے خدا مجسم ہے مثل ابن تمیمہ ظاہری۔ تیسرا کہتا ہے فرشتون و شیطان کا وجود نہین حضرت عیسٰیؑ بغیر باپ کے نہین پیدا ہوئے۔ قرآن

اعجاز نہین مثل سید احمد خان نیچری - چوتھا کہتا ہے مین مسیح موعود ہون مجھپر وحی آتی ہے مثل غلام احمد قادیانی - پانچوان کہتا ہے خالق خیر و شر کا خدا ہے اُسی کی جانب سے سب نیکیان و بدیان ہوتی ہین تقدیر مین جو لکھدیا گیا ہے وہ اٹل ہے مثل جوہر مصنف اسرار الہدیٰ - چھٹا کہتا ہے کہ رسول اللہ کا مزار مقدس معاذ اللہ صنم اکبر ہے مکہ و مدینہ پر جہاد واجب اُس کا قتل و قمع رسول اللہ کا روضہ انور قابل انہدام یعنی نیست و نابود کرنا فرض مثل عبدالوہاب نجدی - ساتوان کہتا ہے نعوذ باللہ تمہارا رسول اللہ کا مرتبہ خدا کے روبرو مثل ایک چمار کے تھا مثل مولوی اسمٰعیل دہلوی - آٹھوان کہتا ہے کان محمد رسول اللہ یعنی تھے محمد - اب کلمہ مین کان کا لفظ زیادہ کرنا چاہیئے مثل مولوی نذیر حسین دہلوی - غرضکہ جملہ فرقہائے اسلامیہ کے اعتقادات بہ نسبت خدا اور رسول و قرآن مجید مفصل کتابون مین درج ہین - مشتے نمونہ از خروارے ہم نے لکھدیا ہے - مگر عبدالوہاب نجدی کا مختصر حال لکھتے ہین - کتاب جواہر الایقان اہل سنت سے عبدالوہاب نجدی گوکہ دعوے حنبلی مذہب کا کرتا مگر عکومت کے زعم مین بے ادبی و گستاخیان بہ نسبت جناب رسالتمآب و اہل بیت اطہار و دیگر صلحائے مومنین کی کرنی شروع کردی اور گستاخی و بے حرمتی حرمین یعنی مکہ و مدینہ و قتل سادات و غارتگری اموال پر کمر باندہی - ۱۸ سنہ ۱۲ ا ایک لشکر جمع کیا لوگون نے سلطان روم کا نام خطبہ سے نکال کر اسی کے نام کا خطبہ جاری کردیا ایک کتاب التوحید تصنیف کرکے اطراف و جوانب مین مشتہر کیا اہل اسلام جوق جوق بہ قصد جہاد مکہ و مدینہ پر متفق ہوگئے -

سنہ ۱۲۲۱ میں مسعود نامی اُس کا نائب کعبہ کو روانہ ہوا اور قرن المنازل پر پہنچکر طائف پہونچا اور ایک جماعت کثیر کو بہ بہانہ ملاقات بلاکر قتل کرڈالا اور شہر کو لوٹ لیا بعدہ سیف زنان اور غارت کنان مکہ معظمہ میں آیا اور جو حق غارتگری وقتل کا تھا خاص بیت اللہ میں کیا تمام شریف سادات کو تہہ تیغ کر کے مال اسباب جو ملا سب لوٹ لیا۔ مساجد و مقابر و آثار صحابہ منہدم کرڈالے وہاں سے مدینہ پہونچا وہاں بھی قتل و غارت کر کے روضہ مقدسہ نبوی کے انہدام پر عازم ہوا مگر ایک اژدہائے خونخوار کے نکلنے سے روضہ مقدسہ کو منہدم نہ کر سکا۔ مدینہ میں اپنا نائب چھوڑ کر پھر مکہ کی طرف لوٹا اور تمام اطراف ملحقہ حجاز و عراق و نجد میں قتل عام شروع کیا کربلائے معلےٰ کو بھی خوب لوٹا اور قتل کیا۔ بلفظہ۔ ہیچ کافر نکند آنچہ مسلمان کردند۔ و میکنند۔

پس معلوم ہوا کہ یہی اسلام خلفاء ثلثہ نے مشرق سے مغرب تک پھیلایا۔ اور وہ وہ ایجادیں اور تصرفات بیجا قرآن مجید و حدیث نبوی میں واقع ہوئے کہ اسلام کا نام ہی نام باقی رہا خدا اور رسول کے احکام پر نہ ابتدا سے عمل ہوا نہ ہوتا ہے خدا نے جو رضیت لکم الاسلام دینا فرمایا وہ اور ہی اسلام ہے۔

خدائے قادر کا وعدہ سچا اُس رسول خاتم النبین کی بعثت لا نجم غیر زوال تا قیام قیامت مگر ایسے اسلام پر جسکا مختصر ذکر اوپر ہوا نہ خدا کے وعدہ نہ رسول اللہ کی بعثت کا اثر ہوا کیونکہ جب ایک ملت ایک دین ایک خدا ایک رسول پھر یہ انقلابات عظیم اور صدہا فرقوں کا جدا ہو جانا اور خدا و رسول کے احکام صاف صریح میں شاخیں لگانا اور تاویلات لایعنی و توجیہات بے معنی اپنے

قیاس سے پیدا کرنا چہ معنی دارد۔ اگر خدا و رسولؐ کے حکموں کے سید ہے اور صاف معنی و مطالب قبول کیے جاتے اور جو حکم خدا و رسولؐ نے دیئے تھے اُن پر پورا پورا عمل کیا جاتا تو اسلام میں کیوں رخنے اندر خرابیاں پیدا ہوتیں مگر نفسانیت و طمع حطام دنیوی سے انسان مجبور رہے ہے۔ اب سنیئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہ کبھی تلوار اٹھائی نہ کسی کو مارا صرف جہاد لسانی کرتے رہے تمام عمر میں صرف گیارہ یا بارہ یا کچھ زیادہ بہر کیف تنو سے کم اُن پر ایمان لائے اور وہ حضرت چوتھے آسمان پر تشریف لیگئے پھر کیا اُن کی بعثت عبث ہو گئی ہرگز نہیں بلکہ صاحب شریعت رسولؐ برحق تھے اُن کے بعد اُن اُمت کی تعداد دیکھو کہ اُن کی جہاد لسانی نے کیا فوائد بخشے۔ ایسا ہی ہمارے حضرتؐ سید الانبیا خاتم المرسلین دس گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ میں رونق افروز رہے اور لسانی جہاد فرمایا کیئے ایک تعداد کثیر صرف مواعظ و نصائح سنکر مسلمان ہوئے جب مدینہ والوں نے بعد قبول اسلام اپنے یہاں بلایا خدا کی مصلحت یہ ہوئی کہ ہجرت کریں مدینہ میں تشریف لائے کفار مکہ نے گروہ مسلمانوں کو تخریب میں سبقت کی خدا نے حکم جہاد بہ شمشیر دیا تحفظ اسلام اور خیر اندیشی قوم کے لیئے آپ کفار سے لڑے فضل خدا شامل حال تھا فتحیاب ہوئے اس بات پر تو سب کو اتفاق ہے کہ ہر قوم و ملت میں نسبت عام کے خاص ممتاز و برگزیدہ ہوتے ہیں چنانچہ اللہ جل شانہ نے خود ہی تصدیق کی ہے وقلیلا من عبادی الشکور قرآن مجید میں اور اکثر مقام پر قلیل کی تعریف فرمائی ہے چنانچہ نقل اور عقل اس بات کے شاہد عادل ہیں۔ ابتدائے آدم سے تا اینندم عام اور خاص میں تمیز ہوتی آئی ہے۔ رسولؐ اللہ کے عہد میں بھی

جو لوگ تصدیق بالقلب و اقرار باللسان کرکے ایمان لائے اُنھین کو مومنین کہا گیا۔

عام کو منافقین کیونکہ قلیلاً من عبادی الشکور خدا کا فرمان ہے۔

پس خاص بہ نسبت عام کے ہمیشہ و ہر حال مین تھوڑے رہے ہونگے۔ لہذا خلافت اول و ثانی و ثالث مین بھی یہی عملدرآمد ہوا کیونکہ اہل سنت افضل البشر بعد رسول اللہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان سمجھتے ہی ہین۔ پھر عشرہ مبشرہ کو انتخاب کرتے ہین باقی عوام۔ شیعہ حضرت علیؑ کو بعد رسول خدا افضل بشر و چند اصحاب مثل ابوذر و عمار و مقداد و سلمان وغیرہ و عباس و عبداللہ و فضل وغیرہ بنی ہاشم کو مختص شمار کرتے ہین۔ اب اگر انصاف اور ایمان سے ہم دیکھتے ہین تو حضرت علیؑ کا پلہ بہت ہی بھاری نظر آتا ہے یعنی اُن کو خدا کے حکم سے رسول اللہ نے خم غدیر مین باضابطہ خلیفہ و جانشین بنایا جن کی تفصیل و تشریح باب خلافت رسالہ ہذا مین درج ہے۔ ابوبکر صدیق کی نسبت جو حدیثین جوہر صاحب نے لکھین امامت نماز و خلافت کی بابتہ اُنکی کچھ اصل بنائی گئی نہ اُن کی تعمیل حیات رسول خدا مین ہوئی۔

ہان امام شورہ مین جس کی تصدیق حضرت علیؑ نے بھی کی ہے پس اب دیکھنا چاہئیے شورہ کسطرح کا تھا آیا چند معزز خاص لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور اپنی اپنی رائے ظاہر کین یا عوام کا مجمع ہوا۔ بخاری و مسلم مین جناب عائشہ سے ایک حدیث طولانی شورہ خلافت کی بابتہ لکھی ہے۔ مجملاً انصار و مہاجر سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوئے انصار کہتے تھے ہم مین سے مہاجر کہتے تھے ہم مین سے امیر ہو۔

ابوبکر عمر ابو عبیدہ جراح بھی پہونچے حضرت عمر غصہ والے تھے بولنے لگے ابوبکر

نے اُن کو روکا خود بولے ہم ہیں سے امیر ہو تم سے سے وزیر ہو جناب عمر کہتے ہیں میری بولنے کی یہہ وجہہ تھی کہ میں نے عمدہ عمدہ الفاظ جو مجھے نہایت درجہ مرغوب تھے سوچ کے لیئے سوچ چھے تھے اور اس کا بھی خوف تھا کہ ابو بکر نہ بول سکینگے مگر ابو بکر نے خوب ہی کلام کیا جناب ابن منذر نے کہا ہم کبھی راضی نہونگے جبتک ایک ہم سے ایک تم میں سے والی نہ ہو۔ آخر ابو بکر نے کہا کہ عمر خطاب و ابو عبیدہ جراح موجود ہیں اُنسے بیعت کرو مگر جناب عمر نے کہا یہہ آپ کیا کہتے ہیں آپ ہمارے سردار ہیں ہم سے بہتر ہیں رسول خدا کے محبوب ہیں ہاتھ بڑہاؤ بلکہ ہاتھ پکڑ کر بیعت کرلی پھر سب راضی ہوگئے ایک شخص بولا تم نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا عمر نے کہا منظور خدا یہی تھا یعنی وہ بگلر بہشت ہوا کہ سعد بن عبادہ پامال ہوگیا اور سخت چوٹ آئی۔

عمر خطاب کی خواہش اور آرزو پہلے ہی سے عمدہ عمدہ الفاظ مرغوب طبع جو سوچ کر منتخب کر رکھے تھے کہنے اور بولنے کے تھے پس معلوم ہوا کہ جب خم غدیر میں حضرت علیؑ کو آپنے کل مومن و مومنہ کے مولا ہونے کی مبارک باد دی اُسیوقت سے یہہ عمدہ و چیدہ الفاظ منتخب کر لیئے تھے کہ وقت پر استعمال کرونگا

پس ظاہر ہے کہ جیسا نماز جماعت کی امامت میں جناب عمر نے ابو بکر کو امام بنا دیا ویسا ہی یہاں بھی مدعی سست گواہ چست جبراً ہاتھ پکڑ کے بیعت کرلی اور نہ مشورہ ہوا نہ اجماع۔ عمر خطاب کی یہہ پولیٹکل چال تھی کہ یہہ حضرت تو ساٹھ سالہ ہو ہی چکے ہیں برس دو برس برائے نام آگو آگے رہو پھر ہم ہی ہم ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی کہ ابو بکر کی خلافت میں بھی حضرت مختار عام بلکہ اعلے رکن اسلام رہے جب وفات ابو بکر کا زمانہ قریب ہوا تو اُنھوں نے مصداق من تراحاجی بگویم

تو مر اچہی بگو۔ نہ شورہ پر خلافت چھوڑی نہ اجماع پر اپنی حیات ہی مین سند
خلافت بنام جناب عمر لکہا دی اور یہہ خیال کیا گمان بہی نہ ہوا کہ رسول اللہ نے
تو کسی کو خلیفہ کیا ہی نہین مسلمانون پر انتخاب منحصر کر دیا ہے پہر ہم خلاف فعل
رسول اللہ کیون اپنا آبائی مال سمجہکر سند خلافت و ولیعہدی لکہے دیتے ہین
صدقت یا رسول اللہ سچ آپ نے فرمایا کہ بعد میرے دین مین کیا کیا ایجاد
کروگے۔

اب جناب عمر جو مرنے لگے تو فرمایا کہ مین اگر کسی کو خلیفہ کر جاؤن تو مجہہ سے بہتر شخص یعنے
ابوبکر نے ایسا کیا اور نہ کر جاؤن تو مجہہ سے افضل تر رسول اللہ نے امت کو بے خلیفہ
کے چہوڑا۔ پس آپ نے یہہ دونون طریقے ناپسند کر کے چہہ اصحاب خاص پر جن مین
عثمان بن عفان کے طرفدار زیادہ تہے امر خلافت کو چہوڑا اور ایک ایجاد اپنی جانب
سے زیادہ کی۔ عثمان بن عفان کی بے اعتدالیان خلاف شریعت صحاح و
تواریخ اہل سنت مین مرقوم ہین جس کے باعث سے اُن کی جان عزیز برباد ہوگئی
مگر پہلے ایجاد مروان بن حکم مردود و مطرود رسول خدا و خلفائے ماسبق کو اپنا
وزیر و مشیر و مہمات مالی و ملکی کا مدار المہام بنایا۔ قرآن مروجہ سابق کو جو پیغمبر رسول خدا کے
عہد و ابوبکر و عمر کے زمانہ خلافت مین عملدرآمد ہوا کیا سبکو منگوا کر جلا دیا۔ اور اپنا
جمع کیا ہوا قرآن جاری کر دیا جو اب تک موجود و زیر قرأت ہے۔ یہہ دوسری
ایجاد ہوئی۔ ہمکو اس قرآن مین کمی الفاظ و آیات کا و غیر ترتیب ہونیکا اعتراض
ہے جس سے بقول مخبر صادق کتاب اللہ مین مخالفت پیدا ہو گئی ورنہ منزل من اللہ
ہونے مین شک و شبہہ نہین ہے۔

ان خلافتوں مین حضرت علیؑ وانکا گروہ ناپرسان حالت مین رہا مگر یہہ ضرور تھا کہ آپ امر بالمعروف ونہی عن المنکر بتلاتے رہے اور حق بات کہنے سے باز نہین آئے بہت سی مثالین کتابون مین مذکور ہین چنانچہ عمر خطاب سے آتش مزاج اور غصہ ور کے عہد مین بھی آپ نے احکام دینی مین اصلاح فرمائی۔ امام احمد ابو طبیان سے روایت کرتے ہین کہ عمر نے ایک زانیہ کو رجم یعنی سزائے شرعی دینے کا حکم دیا لوگ سزا کے واسطے لیچلے حضرت علیؑ راہ مین ملے حقیقت پوچھی اور فرمایا یہہ مجنونہ مرفوع قلم ہے اسے سزا نہ ہونی چاہیئے چنانچہ وہ رجم سے بچی اور جناب عمر نے ازراہ انصاف فرمایا لولا علی لھلک عمر اگر نہوتے علیؑ ہلاک ہوگیا تھا عمر۔ اسیطرح دوسری روایت ہے ایک حکم شرعی دینے مین عمر خطاب سے غلطی ہوئی حضرت علیؑ نے تصحیح کی عمر نے کہا اُس وقت سے مین پناہ مانگتا ہون جبکہ علیؑ موجود نہ ہون۔

جبکہ عموماً اہل سنت اور خصوصاً جوہری صاحب اپنی نادانی و کج بحثی سے یہہ بہت بڑا اعتراض اور سوال کرتے ہین کہ حضرت علیؑ اسد اللہ الغالب اشجع الناس کفار کش وغیرہ اگر تھے تو غصب خلافت پر کیون راضی ہوئے اور بزور ذوالفقار شرر بار خلفاء ثلثہ سے کیون نہ خلافت چھین لی نہ کہ ہمیشہ مغلوب و محکوم رہے۔

اس کا جواب مختصر یہہ ہے کہ قصص الانبیاء واوصیا اگر دیکھی جاوین تو ظاہر ہو جائے کہ خدا کی حکمت و مصلحت وحلم وبرداشت اپنے بندون کے اعمال و افعال قبیحہ پر باوصف قدرت وجبروت و عظمت و قہاری وجباری کے

کس درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ عموماً کل انبیاءؑ کا حال باستثنا ے حضرت سلیمانؑ جنکو نبوت و پادشاہی جن و انس ملی دیکھا جاتا ہے تو اپنے عہد کے بادشاہان جابر و ظالم سے مغلوب ہی رہنا اور اُن کی حکومت مین بسر کرنا ظاہر ہوتا ہے مگر تبلیغ رسالت و احکام خدا کا پہونچانا جو خدمات وقتاً فوقتاً اُن کے سپرد ہوئین اُن کی بجا آوری مین سر مو فرق نہین کیا کیسے کیسے ظلم و شدائد و عذاب و عقاب ظالمون نے اُنپر کیئے مگر وہ اپنی رسالت و خدائی یکتا کی وحدانیت ظاہر کرتے رہے اور بندگان خدا کو وحدہ لاشریک لہ کی پرستش و بندگی کی دعوت عام فرماتے ۔ جن لوگون نے اُن کو رسولؑ اور خدا کو واحد و یکتا مانا وہ خاص مین محسوب ہوئے باقی عام خلقت کافر کی کافر رہی حضرت داؤدؑ و حضرت موسےؑ وغیرہ بعض پیغمبرون کو جہاد بحرب و ضرب کا حکم ہوا اُس کی بھی تعمیل کی مگر نہ ایسا کہ مغرب سے مشرق تک عالمگیری کی ہوس مین قتل و قمع کرتے پھرین غرضکہ جہاد بھی محدود اور خاص قوم کے واسطے تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر نبیؑ کے ساتھ اُسکا وصی بھی ضرور ہوتا جو اُمور نبوت و رسالت مین اُس کے ہمراہ رہکر مدد کرتا جیسا حضرت موسےؑ کے بھائی حضرت ہارونؑ ۔ اور وہ بھی بحکم خدا انتخاب ہوتا مقبول و برگزیدہ شخص کیونکہ خدائے قادر مطلق اپنی مخلوق پر تصرف کامل رکھتا ہے اور اپنے بندون کی رہنمائی و ہدایت و پند نصائح کو ایسے ہی خاص الخاص اشخاص کو منتخب کرتا ہے جو اُس زمانہ مین وحید عصر و یگانہ روزگار ہون اور خدا کے حکمون کی تعمیل مین کامل اور عامل ہمہ صفت موصوف اور اُن کو خدا کی جانب سے ایک دستور العمل ملتا ہے جیسے صحیفہ یا وحی یا الہام جو چاہے سمجھ لو جسپر وقتاً فوقتاً عمل کیا جاتا ہے اگر وحی ہوا تو رسولؐ کے ذریعہ

ہے بہر کیف خدا کی جانب سب مدارج طے کر دیئے جاتے ہیں حضرت موسےٰ اور ہمارے
حضرتؐ سے مشابہت تام ہے اور خود ہی آنحضرتؐ نے اُمت موسوی سے اپنی اُمت
کو مشابہ ہونا فرمایا ہے عمر خطاب سے بھی آپ نے یہی فرمایا کہ اگر حضرت موسےٰ
زندہ ہوتے تو مجھے چھوڑ کر تم اُن کی پیروی کرتے اس پر خدا کی قسم بھی آپ نے
مزید کی ۔

پس دیکھو حضرت موسےٰ چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے فرعونیوں کے
ہاتھ سے کیا کیا اذیت سہی کیسی کیسی مصیبتیں جھیلیں جب معجزہ دکھلاتے ساحر و
کاہن وغیرہ الفاظ سے یاد کیئے جاتے ایک عرصہ دراز کے بعد قوم کا چھوٹا سا
گروہ فراہم ہوا اور فرعون سے مقابلہ کرنے کو حکم ملا حضرت جبرئیل مدد کے
لیئے ساتھ ہوئے حضرت ہارونؑ وصی و شریک فی النبوت قرار پائے دریائے
نیل سے آپ نے عبور کیا فرعون ملعون مع سپاہ و لشکر غرق ہوا ۔ آپ نے اپنی اُمت
کو حضرت ہارونؑ اپنے بھائی کے سپرد کر کے کوہ طور پر تشریف لیگئے ۔ یہاں
سامری مردود نے اور ہی کرشمہ کیا سب کو گئوسالہ پرست کر دیا حضرت
ہارونؑ سمجھاتے رہے ایک نے نہ سنی جب حضرت موسےٰ واپس آئے پھر قوم کو
جمع کیا اور راہ راست پر لائے اپنے بعد یوشع بن نون کو خلیفہ مقرر کیا زوجہ
حضرت موسےٰ نے اُن سے جدال و قتال کیا ۔

ہمارے حضرت خاتم النبیینؐ سید المرسلین ہیں سب انبیاؑ کے کمالات آپ کو
ملے ۔ اور آپ بھی اسی عمر میں رسالت پر مامور ہوئے سب سے پہلے حضرت
خدیجہ اور حضرت علیؑ نے تصدیق رسالت کی کفار قریش قوم و قبیلہ والے تکلیفیں

دینی شروع کین۔ اللہ اکبر ابتدائے بعثت مین جو اذیت مصیبتین آپنے برداشت کین
اور جو طعن و تشنیع استہزا ہنسی ٹھٹھہ توہین تذلیل قوم کیجانب سے آپ کی جناب مین
ہوئین اُن کے مفصل لکھنے سے روح کانپتی ہے کوئی اونٹ کی اوجھڑی گلے مین
ڈالتا ہے کوئی راہ مین کانٹے بچھاتا ہے کوئی کاہن و ساحر و مجنون کہتا ہے کوئی کہتا
ہے کوئی ناسزا باتین کہتا ہے یہانتک کہ عقبہ بن معیط مردود ملعون نے حالت
نماز مین آپ کے گلے مین چادر ڈالکر اس زور سے کھینچا کہ آپ کا گلا گھٹ گیا۔ ابوجہل مردود
علانیہ آپ کو برا کہتا ایکروز امیر حمزہ نے سن لیا اور اُسے ایسا سیدھا کیا کہ علانیہ بدگوئی
سے باز آیا۔ مگر آنحضرتؐ نے کبھی پروا نکی اور کلمہ حق زبان پر جاری رہا حضرت ابوطالب
آپکے چچا جنھون نے بعد وفات جناب عبداللہ پدر بزرگوار آپکو پرورش کیا اور ہر حال
مین آپکے مدد و معاون رہے جب یہہ حال سنتے سخت صدمہ گزرتا اور جتنی الوسع
اُن نااہلون سے انتقام لیتے۔

آپکے چند اصحاب مثل حضرت یاسر وغیرہ و انکی زوجہ بکریہ کو کفار نے ہر روز یہہ اذیت
دینی شروع کی کہ بطحا کی رتیلی زمین مین گرم ریت پر اُن کو لٹاتے اور پتھرون کی سلین
اُن کی چھاتیون پر رکھ دیتے عرصہ تک یہی ظلم و ستم جاری رہا مگر آپ ہر حال
مین صابر و شاکر رہتے اور تبلیغ رسالت فرماتے۔

ایک دن آپ تنہا طائف کو تشریف لیگئے اس اُمید پر کہ وہان کے باشندے
کلمہ حق سنکر رہ راست پر آوین مگر اُن نا عاقبت اندیشون نے جو مجسم شیطان
تھے آپ کو مجنون و دیوانہ کہکر نکالدیا اور دور تک مجنون و دیوانہ کہتے پتھر مارتے
پیچھے چلے آئے نعوذ باللہ من ذالک۔ پھر آپ مکہ مین تشریف لائے

ایک روز اپنے قبیلے کے آدمیوں کو جمع کیا اور دعوت کی فرمایا میں خدا کا وحدہ لاشریک ہے اُس کی پرستش کرو بتوں کو چھوڑ دو یہ لکڑی و پتھر ہیں اور دیکھوں انمیں سے کون شخص میرا مددگار و جان نثار خدا کے کاموں میں اعانت کرنے والا ہوتا ہے سب لوگ خاموش رہے مگر حضرت علیؑ گو کہ کم عمر تھے مگر اُٹھے اور عرض کی اے رسول اللہ میں آپ پر جان قربان کرونگا آپ کی مدد کرونگا خدا کے کاموں میں میں آپکا سپر ہونگا آنحضرتؐ خوش ہوئے اور فرمایا دیکھو یہ میرا وزیر اور جانشین و خلیفہ ہے۔ سب لوگ ہنسنے لگے کہ ایک چالیس سالہ جوان اور ایک لڑکا چاہتے ہیں کہ تمام جہان میں حکومت کریں غیرہ وہ لوگ ہنس ہنسا کر منتشر ہو گئے۔
اللہ جل شانہ نے آپکے کلام میں وہ برکت اور عظمت دی تھی کہ لوگ عش عش کرتے اور بجز استہزا وغیرہ کے جواب نہ دے سکتے۔
خیر ایک چھوٹا سا گروہ مسلمانوں کا ہو گیا اور کفار کی آتش غضب روز بروز مشتعل ہونے لگی آپ کو اور آپ کی اصحاب کو سخت ایذا دینے لگے۔ آپ نے بسرداری حضرت جعفر ابن ابوطالب حقیقی بھائی حضرت علیؑ کے بشتر یا اپنی اصحاب کو حبش کی جانب ہجرت کرنے کو فرمایا اور وہ گروہ حبش کو گیا وہاں بھی کفار قریش نے پیچھا نہ چھوڑا اور بادشاہ حبش سے درخواست کی کہ ہماری فوج کے کچھ لوگ ہمارے خداؤں سے انحراف کرکے آئے ہیں اُن کو ہمارے سپرد کر دو بادشاہ نے حضرت جعفر کو معہ اصحاب کے بلایا اور واقعات پوچھے حضرت جعفر نے خدا کی یکتائی اور وحدانیت اور رسول اللہ کی نبوت و رسالت کی نسبت وہ مدلل تقریر کی کہ

بادشاہ حبش کو بہت پسند آئی اور کفار قریش کو بے نیل مرام اپنے دربار سے نکلوا دیا۔

اکثر محققین اسلام نے اسی کو ہجرت اولے قرار دیا ہے اور قرینہ بھی اسی پر دال ہے۔

یہان بعد اسلام لانے عمر خطاب کے کفار نے وہ شورش اور کاوش کی کہ رسول اللہ کو شعب ابوطالب مین پناہ لینے کی ضرورت ہوئی یعنی گھر بار چھوڑ کر پہاڑ کی کھوہ مین جو اس نام سے مشہور تھا تشریف لیجانا پڑا۔ ابوطالب ایک اور دشمن قوم کی قوم کیا کرین۔ مکہ والون نے خرید و فروخت داد و ستد رسم معاملہ برادری سب ترک کردی اور ابوطالب سے درخواست کی کہ اپنے بھتیجے کو ہمین دیدو اور ہم مین سے جس کا لڑکا تصور لائق تر ہو جسے تم پسند کرو لے لو ابوطالب نے فرمایا استغفر اللہ میرے بھتیجے کے مقابل مین تمام جہان پاسنگ ہے۔

پھر ابوطالب کے رعب و داب اغہام تفہیم سے صلح ہو گئی مگر کفار ہمیشہ آپ کی تاک مین رہتے اسی عرصہ مین مدینہ والے جو ہر سال مکہ مین آتے جاتے تھے آپ کے کلام معجز نظام پر فریفتہ ہو کر اس بات کے آرزومند ہوئے کہ آپ ہمارے یہان تشریف لائین۔

یہان کفار قریش نے جب یہہ قول و قرار سنا تو اور بھی جل مرے ابوجہل مردود و ابوسفیان مطرود نے اوباشون کو جمع کر کے شورہ کیا کہ آج رات کو محمدؐ کا کام تمام کردو سب لوگ اس بات پر متفق ہو گئے اور صلاح ہوئی کہ ہر قبیلہ سے چند آدمی حملہ کرین تاکہ کوئی خاص قبیلہ قتل کا مجرم نہ تصور ہو۔ آنحضرتؐ کو بذریعہ جبرئیلؑ امین یہہ خبر پھونچی اور حکم ربی صادر ہوا کہ رات کو اپنے فرش مقدس و متعلی ہمپایہ عرش پر علیؑ اپنے بھائی کو سُلا کر آپ غار مین پوشیدہ ہو جائین اور یہان سے ہجرت فرمائین کیونکہ یہہ مقام خطرناک و آزار دہ ہے۔

آنحضرتؐ نے اپنے بستر پر حضرت علیؑ کو سلایا اور تشریف لیچلے ابوبکر کو بحکم خدا یا راہ میں ملجانے کے باعث جیسا شیعہ سنی میں جھگڑا ہے ساتھ لیا اور غار ثور میں پوشیدہ ہوئے تین شبانہ روز غار میں رونق افروز رہے۔ بعدہٗ مدینہ میں نزول اجلال فرمایا۔

یہہ خلاصہ جملہ تواریخ اہل سنت کا ہے جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کی بعثت ہوئی۔ اور اکیاونؔ سال میں ہجرت یعنی دس گیارہ برس بعد بعثت آپ مکہ میں رہ کر صرف لسانی جہاد فرمایا کئے۔ مدینہ پہونچنے کے بعد بھی جب کفار قریش نے آپ کا پیچھا کیا اور فوج جمع کر کے جدال و قتال پر آمادہ ہوئے تب جہاد کا حکم نافذ ہوا کیونکہ اُس وقت اصحاب کی جماعت میں کثرت ہو گئی تھی جس میں بہ نسبت مہاجر کے انصار زیادہ تھے۔

مگر بعد نفاذ حکم جہاد و کثرت مہاجر و انصار بھی آنحضرتؐ نے حدیبیہ میں جو باوجود زیادتی و سرکشی کفار مکہ کے صلح کی اور جدال و قتال نہ کیا مصلحت سے خالی نہ تھی خلاصہ حال صلح حدیبیہ یہہ ہے کہ آنحضرتؐ نے قصد حج بیت اللہ شریف کا کیا اور حدیبیہ تک پہونچے کفار مکہ مزاحم ہوئے اور آپ کو روکا آخر صلح پر دارومدار ہوا کفار نے جو شرطیں اپنے مفید و خاطر خواہ پیش کیں وہ سب منظور کیں جس میں اسلام کا ضعف اور کفار کا غلبہ صریح تھا یہانتک کہ تحریر صلحنامہ میں محمدؐ رسول اللہ کے الفاظ پر بحث ہوئی کفار نے کہا کہ اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے تو کیوں یہہ جھگڑا ہوتا صلحنامہ میں محمدؐ ابن عبد اللہ درج ہونا چاہیئے چونکہ رسولؐ اللہ کا لفظ تحریر ہو چکا تھا آنحضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا رسول کا لفظ کاٹ کر ابن عبد اللہ بنا دو حضرت علیؑ نے بپاس کمال ادب و ایمان عرض کی کہ

میرے ہاتھ مین یہ قدرت و جرأت نہین کہ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دون آنحضرتؐ نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ کاٹ کر ابن عبد اللہ بنا دیا صحیح بخاری مین مفصل واقعہ درج ہے عمر خطاب کا اس صلح کی بابت یہ کہنا کہ مجھکو ایسا شک نبوت آنحضرتؐ مین کبھی اور نہین ہوا جیسا آج۔

دیکھو تاریخ خمیس اور اسد الغابہ اور اصابہ فی معرفت الصحابہ اہل سنت ابن حجر عسقلانی جناب عائشہ سے ناقل ہین کہ اسلام نے جدائی ڈالدی تھی درمیان زینبؓ دختر رسولؐ خدا و ابو العاص شوہر انکے کے مگر رسولؐ خدا قادر نہ ہوئے کہ دونون مین جدائی کردین کیونکہ وہ حضرت مکّہ مین مغلوب تھے اور حلال و حرام مین فرق نکر سکتے تھے لشکر اسلام نے ابو العاص کو گرفتار کیا اور آنحضرتؐ نے رہا کر دیا مگر اس تفریق پر قادر ہوئے یعنی لا تنکحوا المشرکین پر۔ اور جناب عائشہ فرماتی ہین کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ اگر تیری قوم کا مجھے خوف نہوتا تو مین خانہ کعبہ کو ازسرنو تعمیر کرتا۔

دیکھو آنحضرتؐ خوف کی وجہ سے خانہ خدا تعمیر نہ کر سکے ابتداے بعثت رسولؐ مقبول مین سورہ قل یا ایہا الکافرون نازل ہوا تھا جس کے معنی یہ ہین نہ ہم تمہارے معبودون کی پرستش کرین نہ تم ہمارے معبود کی پرستش کرو تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر ہین۔

جوہر صاحب نے قول جناب علیؑ مرتضٰے صفحہ ۲۲ اسرار الہدٰے مین جو استحکام خلافت ابو بکر مین لکھا ہے ہم اوپر بحث خلافت مین لکھ آئے ہین کہ آپ نے نہج البلاغت مین فرمایا ہے انہ قال لابد للناس من امام بر او فاجر یعمل فی امرتہ المومن

لیستمع فیھا الکافر ویبلغ فیھا الرّ اجل و یامن فیھا السبل ولو یخذ بہ للضعیف من القوی حتی یستریح بر ویستراح من فاجر۔

ترجمہ چارہ نہین آدمیون کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد کہ عمل کرے اُس کی حکومت مین مومن اور بہرہ پاوے اُس مین کافر اور پہونچ جاوے اُس حکومت مین تا اجل اور راستے امن ہون اُس حکومت مین راہین اور ضعیف کا حق قوی سے دلایا جاوے اور آرام پاوے نیک بخت بد بخت سے اور راحت پائی جاوے اُس فاجر سے۔

پس انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہیے حضرت علیؑ کو اہل حق شیعہ اثنا عشری خدا نہین کہتے رسول اللہؐ نہین کہتے بلکہ بندۂ خدا۔

رسول اللہؐ کے بھائی وصی جانشین خلیفہ لہٰذا جیسا عموماً کل انبیاؑ سے مرسل کا طریقہ معاشرت دنیا مین رہنے اور بسر کرنے کا تھا خصوصاً جناب سیدنا محمد رسول اللہ کا ویسا ہی اُن کے خلیفہ برحق علیؑ ابن ابی طالب کا۔

آنحضرت بھی دنل گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ مین کفار اشرار سے مغلوب رہے اُن کی حکومت مین بسر کی اُن کی ایذائین سہین مصیبتین جھیلین انواع اقسام کی توہین تذلیل بدگوئیان گوارا کین ویسا ہی آپ نے پچیس چھبیس برس تک یہ سب صدمے اُٹھائے وہان رسالت تھی یہان خلافت جیسا اُس وقت رسول اللہ کو حکم جدال وقتال نہ تھا صبر وشکر ضبط وتحمل برداشت کرنے کی خدا کی جانب سے ہدایت تھی ویسا ہی آپ کو صبر وسکوت کی رسول اللہؐ کی طرف سے وصیت۔ جیسا آنحضرت کو بتدریج حکم جہاد ملا ویسا ہی آپ نے بھی اپنی خلافت حقہ مین نواصب وخوارج بصرہ وشام و نہروان وغیرہ پر جہاد کیا۔ جیسا رسول اللہؐ نے اپنے وطن سے ہجرت کی ویسا ہی

آپ نے مدینہ سے کوفہ کو ہجرت کی جیسا آنحضرتؐ باوصف ایذا رسانی کفار کلمۂ
حق ادا کرنے اپنے کو رسول اللہ کہنے سے باز نہ آئے ویسا ہی آپ بھی اپنا
استحقاق خلافت علانیہ ظاہر کیئے گئے۔ جیسا رسولؐ اللہ نے حدیبیہ میں کفار سے
دب کر بقول عمر خطاب مگر نہیں مصلحتاً صلح کر لی اور اپنے نام سے رسولؐ اللہ کا
لفظ خود کاٹ دیا۔ ویسا ہی آپ نے ابوبکر سے صلح کر لی۔
اور بقول جناب عائشہ خطبہ میں فرمادیا کہ ابوبکر مستحق خلافت ہیں دیکھو حدیث
بیعت مندرجہ رسالہ ہذا جس میں بیعت کا وجود مفقود ہے اور جبکہ اس حدیث
صدیقہ میں بیعت کا نہ کرنا ثابت ہے تو اور حدیثیں بمقابلہ قول صدیقہ مکذوب و مصنوعی
ہیں۔ جیسا جناب رسالت پناہ کے اعوان و انصار روز بروز بڑھتے گئے
ویسا ہی جناب امامت دستگاہ کے یاران جان نثار و سرفروشان وفاشعار
روز بہ ترقی کرتے رہے جنگ جمل و صفین میں بقول ابن الحسن ذہبی مسعودی سنی المذہب
نوے ہزار کا شمار تھا۔ دیکھو تشبیہ ہارونی کا تقیہ جیسا حضرت موسےٰ کے پہاڑ پر جانے
سے امت موسوی گمراہ ہوئی سامری ملعون کے اغوا سے ویسا ہی بعد وفات
رسولؐ خدا امت محمدی راہ حق سے پھر گئی بعض مخرب دین کی ترغیب و تحریص سے
مماثلت یوشع بن نون یا حضرت علیؑ صفرا بنت شعیب زوجہ حضرت موسےٰ نے
حضرت یوشع سے جنگ کی یوشع تیس سال تک زندہ رہے۔ ایک بادشاہ
کافر سے صلح کر لی ویسا ہی حضرت علیؑ سے عائشہ زوجہ رسولؐ خدا نے جدال و
قتال کیا۔ آپ بھی اسی عرصہ تک زندہ رہے اور ابوبکر و معاویہ سے صلح مصلحتاً
بہ تقلید رسولؐ خدا کر لی۔ اب اس سے زیادہ صاف و صریح تشبیہات حضرت

ہارون و یوشع کیا ہو سکتے ہیں۔
جیسا آنحضرتؐ کے اصحاب خاص مثل حضرت یاسر وغیرہ کو کفار مکہ نے مار تکلیفیں
دین ویسا ہی امامت دستگاہ کے یاران باوفا خلیفہ بلافصل تصدیق کرنے والے
حضرت عمار و ابوذر و مالک اشتر وغیرہ کو خلفائے ثلثہ کی حکومتوں میں ایذائیں و
مصیبتیں جھیلنی پڑیں دیکھو تاریخ اعثم کوفی سنی المذہب عمار یاسر کو خلیفہ ثالث نے
حق کلمہ کہنے پر اپنے غلاموں سے پٹوایا اور خود بھی انکے پیٹ و پیڑو پر اس قدر
لاتیں ماریں کہ وہ بیہوش ہو گئے اور نماز مغرب ان سے قضا ہو گئی حضرت ابوذر
غفاری شام میں تھے اور حق باتیں کہا کرتے معاویہ نے خلیفہ صاحب سے شکایت
کی اس پر حکم ہوا ابوذر کو ایک شتر برہنہ و لاغر پر سوار کرا کے مدینہ روانہ کرو
اور اس کے ساتھ ایک شخص وحشی و بد مزاج کریہہ منظر بد صورت کو بھیجو جو
رات دن اونٹ ہانکتا رہے ابوذر کو آرام نہ لینے دے چنانچہ اسی حیثیت سے
ابوذر مدینہ پہونچے شتر کی برہنہ پیٹھ اور تیز رفتاری سے رانوں کا چمڑا لٹک آیا
اور قریب الموت ہو گئے خلیفہ صاحب کے روبرو لائے گئے خلیفہ نے کلمات
ناملائم کہے ابوذر نے جواب ترکی بترکی دیا خلیفہ نے سزا دینی چاہی حضرت
علیؑ موجود تھے مانع ہوئے خلیفہ نے کہا خاک ہو تیرے منہ میں اے ابن
ابیطالب غرضکہ بڑی بحث و تکرار کے بعد ابوذر کو جلاوطنی کی سزا ملی اور ابوذر
ربذہ کو چلے گئے۔ اسیطرح مالک اشتر کو ولید مئے خوار حاکم کوفہ کے جھوٹی شکایتوں
پر جلاوطن ہونا پڑا۔ خلاصہ یہ کہ حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل سمجھنے والے خلفاء کی
عہد میں مخذول و مغلوب و مصیبت کش رہے جیسا رسول اللہؐ کہنے والے

مکہ مین جیسا آنحضرتؐ کے گلوے مبارک مین عقبہ بن معیط مردود نے چادر کا پھندا
ڈالکر خاص کعبہ مین کھینچا جس سے حضرت کا گلا گھٹ گیا ویسا ہی حضرت علیؑ کے گلے مین ریسمان
ڈالکر منافقون نے کھینچا مکان جلانے کو آگ و لکڑیان دروازہ پر جمع کین بضعۃ الرسولؐ
کے پہلو پر دروازہ گرا دیا گھر کے اندر جو یاران باصدق و صفا جمع تھے اُن کے قتل پر
آمادہ ہوے صحیح بخاری دیکھو عمر خطاب اِن سب مین پیش رو تھے جیسا آنحضرتؐ اپنی
رسالت و نبوت ظاہر کرنے طائف کو تشریف لیگئے اور شیاطین طائف آپ کو مجنون
و دیوانہ وغیرہ کہکر دور تک توہین و استہزا کرتے پیچھے چلے آئے ویسا ہی حضرت
علی بھی شب کو جناب فاطمہ زہراؑ کو دراز گوش پر سوار کرکے اپنی خلافت بلا فصل جو خم
غدیر مین ہوئی تھی استحقاقًا ظاہر کرنے کو مہاجر و انصار کے دروازون پر پھرے
اور فرمایا اے نا اہلو کور باطنو منافقو کل کی بات بھول گئے اور رسول اللہ
کی وفات ہوتی ہی خدا اور رسولؐ کے حکمون سے انحراف کرتے ہو۔ مین وہی علیؑ
ہون جسکا ہاتھ تھام کر اپنے برابر منبر پر بلند کرکے خم غدیر مین رسول اللہؐ نے بحکم خدا
فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔ اور یہہ تمہارے نبیؐ کی نور نظر
لخت جگر فاطمہؑ بنت رسول اللہ ہین جنکو گمراہان وادی ضلالت و شقاوت ایذائین
دیتے ہین اُن کا رزق چھینتے ہین جو میراث پدری ہے اُن کو اُن کے پدر عالی مقدار نے
بحکم خدا دیا تھا ۔ یہہ حسنؑ و حسینؑ رسول اللہ کے فرزند دلبند ہین جو اپنے جد بزرگوار
کے انتقال پر ملال و اپنے باپ و مان کی مصیبتین دیکھ کر روتے تڑپتے بلبلاتے ہین
اور کوئی نہین پوچھتا جیسا طائف والون نے آنحضرت کو دیوانہ و مجنون کہا اس وقت
مین بھی شاید حضرت علیؑ کی نسبت یہہ کلمات استعمال ہوئے ہون ۔ مگر جو مرحبا

شیاطین طائف کی سنت ادا کر رہے ہین (بصورت دلوانگان کس بہر پساد)
اور یہ حفظ پاس ننگ و ناموس کا بھی فقرہ جو مہر صاحب کی ایجاد ہے
خیر یہان تو شب کا پردہ حائل تھا اور مظلومیت کی حالت مگر جنگ جمل مین جناب
عائشہ اونٹ پر سوار روز روشن مین ہزارہا نواصب و خوارج کی صف مین حاضر ہوکر
زبان مبارک سے اقتلو العلی و انصار ہ کا نعرہ مارتی تھین ۔ اور معاذ اللہ بروایت
بخاری رسول اللہؐ کے کاندھے پر چڑھ کر رقاصون کا ناچ دیکھین ۔ وہان ننگ و ناموس
کا محافظ کون تھا ۔ نعوذ باللہ من ذالک ۔ جیسا آنحضرتؐ نے باوجود ظلم و جور
کفار مکہ و توہین و تذلیل خود حالانکہ صدیق اکبر و فاروق اعظم ذوالنورین ایسے مغرب
سے مشرق تک اسلام پھیلانے والے اشد علی الکفار وغیرہ مصاحب
خاص موجود تھے کسی کافر پر تلوار نہ اٹھائی نہ انکی تلوار کسی کافر کے گرد پھری یہانتک
کہ کفار کے خوف سے غار مین پوشیدہ ہوئے ویسا ہی حضرت علیؑ کی بھی تلوار
زمانہ معتین تک کسی مرتد و منافق کے گرد نہ پھری اور صبر و شکر جسکا حکم تھا فرماتے
رہے مگر ہان جیسا رسول اللہ کو بعد عرصہ دراز سرکشی و زیادتی کفار کی وجہ سے
حکم جہاد ملا ویسا ہی حضرت علیؑ کو بھی جنگ جمل و صفین و نہروان مین نواصب و
خوارج کو فی النار کرنے کا حکم ملا جو اسلام کی تاریخ مین بے نظیر اور عدیم المثال ہے
تاریخ ذہبی معتمد سنی المذہب دیکھو جنگ جمل مین تیرہ ہزار نواصب و خوارج قتل ہوئے
اور آپ کے ہمراہیان با ایمان مین سے صرف پانچ نفر نے شہادت پائی اللہ اکبر
دیکھو حق و باطل مین کیم فرق ہوتا ہے ۔ ایسا ہی رسول اللہؐ کی حرب و ضرب مین
ہوا ہے کہ اکثر فی ہزار ایک یعنے کافر اگر ہزار جہنم واصل ہوئے تو مومن ایک داخل جنت

جنگ صفین کا حال تاریخ مذکورہ مین دیکھو ستائیس ۲۷ لڑائیان ہوئین شامیون کے
کشتون کے پشتے اور انبار ہوگئے مگر یہان وہی معدودے چند نہروان مین
بھی یہی حال ہوا واقعات تاریخی دیکھنے سے لطف آتا ہے۔
پس اب غور سے دیکھو رسول اللہ کا دس گیارہ برس مکہ مین اُس طرز و طریقہ سے
رہنا جو اوپر مذکور ہوا۔ قل یا ایہا الکافرون کا نازل ہونا۔ بعد غلبۂ اسلام
بھی حدیبیہ مین شرائط کفار کو غلبہ سمجھ کر صلح کرنا اپنا رسول اللہ لکھنا بلکہ اس لفظ
کو خود محو کردینا۔ غار مین پوشیدہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔ بعدہ حضرت علی کا یہ فرمانا
کہ انسان کو چارہ نہین امیر سے نیک ہو یا بد ہو مومن کو اُس کی حکومت مین بسر کرنا
چاہئیے۔ پھر اب کیا اعتراض باقی رہا جیسا خدا نے اور اُس کے رسول نے
کیا بعینہ وہی حضرت علی نے اگر خدائے قادر مطلق کفار مکہ کا تختہ مثل قوم لوط الٹ
دیتا۔ رسول اللہ ابوجہل و ابوسفیان کی سرداری بزور شمشیر چھین لیتے اور خود امیر
مکہ بنجاتے شروع ہی سے جہاد شروع کردیتے تو حضرت علی بھی سب ہی کچھ
کر دکھاتے مگر یہان تو اطاعت خدا و رسول کا طوق گران گلوگیر تھا کیونکر خلاف
حکم دم مارتے۔ اگر کوئی کہے ابوبکر وغیرہ کی بیعت کی اُن کی اطاعت مین رہے
شورہ خلافت مین شریک رہے اُن کے پیچھے نماز پڑھا کیے۔ ہم کہتے ہین بیعت
کرنا قول عائشہ صدیقہ سے ثابت نہین۔ خلافت مین نہ شریک ہونا خط معاویہ
بنام محمد ابی بکر سے ثابت ہے (علی کو امر خلافت مین اُنھون نے یعنی ابوبکر و عمر
نے اپنا شریک نہ کیا اپنی باتون کی اُن کو خبر نہ دی) نماز کا پڑھنا بھی تحقیق نہین
لو فرضا اگر بقول اہل سنت رسول اللہ نے عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز

پڑھی ویسا ہی حضرت علیؑ نے بھی پڑھ لی ہوگی ۔ اور جب یہ مسئلہ حضرات شیعہ اعادہ کر لیا ہوگا اطاعت خدا اور رسولؐ میں بھی خلفار کی اطاعت کیسی وہ اپنی خلافت میں مصروف تھے اپنے گھر قرآن جمع کرنے میں دیکھو خلفار کے عہد میں صد ہا لڑائیاں ہوئی ہونگی کسی میں بھی حضرت علیؑ شریک ہوئے ہرگز نہیں ۔ پس جیسا اور لینا وخود رسولؐ اللہ غیروں کی حکومتوں میں بسر کرتے رہے ویسا ہی آپ بھی غرضکہ جیسا رسول اللہ کو حالت قیام مکہ و صلح حدیبیہ وغیرہ میں حکم تھا ویسا ہی حضرت علیؑ کو سمجھ لینا چاہیئے سر مو فرق نہیں ہے ۔

اب سنیئے اسلام برائے نام جو بعد انتقال جناب رسولؐ خدا خلفائے ثلثہ نے جاری کیا اور اب تک کثرت کے ساتھ باقی ہے اگر نظر انصاف سے دیکھا جاوے تو ایمان حقیقی کے ساتھ ہرگز مناسبت نہیں رکھتا جس سے تصدیق بالقلب واقرار باللسان کہتے ہیں کیونکہ جب کتاب اللہ میں مخالفت وطریقہ رسولؐ اللہ میں منافقت بقول مخبر صادق پیدا ہوگئی تو ان کی تبعیت وبجا آوری احکام میں بعد المشرقین کا فاصلہ رہا اور جبکہ اسلام حقیقی میں طرح طرح کی ایجادیں اور اختراعات حسب تصدیق رسولؐ اللہ کی گئی تو وہ اسلام کجا جو رسولؐ خدا کے عہد مبارک میں تھا پس ظاہر ہے کہ اسلام حقیقی جس سے خدا اور رسولؐ کی اطاعت مشتق ہے ہرگز نہ رہا ہاں سیرت شیخین وسنت جماعت یعنی جن امور پر عام نے اجماع واتفاق کر لیا ہے وہی سنت واجب التعمیل قرار پاگئی خدا اور رسولؐ کے حکموں کی ضرورت نہ رہی ۔ دیکھو بعد وفات عمر خطاب حضرت علیؑ اور عثمان خلافت کے لیئے جب منتخب کیئے گئے تو پہلا سوال ان سے یہی ہوا کہ سیرت شیخین پر عملدرآمد کرنا ہوگا حضرت علیؑ

نے انکار کیا وہ محروم رہے۔ عثمان بن عفان نے اقرار کیا اُن کو منصب خلافت
مل گیا۔ دیکھو صحیح بخاری و تاریخ اہل سنت۔ جملہ بنی ہاشم نے بیعت
نہ کی اور علحدہ رہے۔

پس ابتدا سے جو اسلام کی بنیاد بگڑی یعنی جس کی لاٹھی اُس کی بھینس ابتک
نہ سنبھلی۔ جس نے کچھ دنیا کے شعبدے و کرشمہ دکھائے لقمہ تر کی چاٹ
دی ہزاروں لاکھوں شہد کی سی مکھی ٹوٹ پڑے نہ خانہ خدا کو چھوڑا نہ مدینہ رسولؐ
کو کتاب اللہ میں مخالفت طریقہ رسول اللہ میں مفاسد عظیم ہو ہی چکے تھے۔

پھر اب کیا خوف تھا اسلام کے پردہ میں ہر مجدد و مقلد خود رائے و قیاس کوس
لمن الملک بجانے لگا اور اسلام کو جس طریقہ پر چاہا دہر گھسیٹا ہزار منھ ہزار باتیں
بیچارا اسلام عجب کشمکش میں پڑا ہے کس کی سنے اور کس کی مانے جس نے
علم خلافت و امامت بلند کیا اُسکے سایہ میں موجود۔ گزشتہ انقلابات کو جانے
دو اسی زمانہ کے اسلام پر غور کرو۔ ہندوستان ہی میں اسلام کی کیا کیفیت
ہے۔ شیعہ اہل حق تو اس اسلام کو دور ہی سے سلام کرتے ہیں اہل سنت
میں باہم خلفشار جو ہو رہا ہے تماشے کے لائق ہے۔

جس کا کچھ مختصر سا ذکر اوپر اس رسالہ کے کیا گیا ہے اور لطف یہ ہے کہ ہر
فرقہ اپنے کو ناجی اوروں کو ناری بناتا ہے اور رسولؐ خدا کا حدیث بھی
صرف ایک فرقے کے ناجی ہونے کی مصدق ہے پس اس حساب سے بھی بجز فرقہ
مخصوص کے کل فرقہائے اسلامی ناری ہونگے اور اسلام بدتر از کفر سمجھا جائگا
اب دیکھو ناجی ہونے کی بھی تخصیص خاص ہے پر قرار پائی نہ عام ہر اور دہ

اسلام جو مشرق سے مغرب تک پھیلا محض بے کار و بے سود رہا۔ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا انصاف اور ایمان سے اگر دیکھا جاوے تو یہ انقلابات و مفاسد و مخالفت و منافقت اسلام مین جو ظاہر ہوئے اُن کی بنیاد ابتدائی صرف حب جاہ و مناصب دنیاوی تھے جس نے خدا و رسول کے احکام صاف و صریح سے روگردان کر کے اختراعات و ایجادون پر آمادہ کیا۔ آیات بینات مین تاویلین عجب توجیہین رکیک الفاظ کے معنون مین اُلٹ پھیر زیر زبر پیش اعراب کے زور سے اپنے خاطر خواہ معنے نکال لینا غرضکہ کیا کچھ نہین ہوا۔ دیکھو ایک مختصر آیہ کریمہ وضو کا ہے۔ (فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔ صاف معنے یہ ہین۔ غسل دو اپنے منہ کو اور ہاتھونکو کہنی تک اور مسح کرو اپنے سرکو اور پیرون کو ٹخنون کے جوڑ تک۔ پس اس ارجلکم پر وہ چڑھائی ہوئی — اور زیر زبر پیش کے زور سے وہ تاویلین اور توجیہین نکالی گئین کہ پیرون کو دھونا جبراً قایم کر دیا گیا ہزارون دلیلین لاکھون توجیہین بنائی گئین حالانکہ دھونا منہ اور ہاتھونکا اور مسح کرنا سر اور پیرونکا بالکل علحدہ ہے نہ سیاق نہ سباق نہ ربط نہ ضبط مگر وہی مرغے کی ایک ٹانگ۔

رسول اللہ کے عہد مبارک مین اعراب زیر زبر پیش کہان تھا سب لوگ سیدہی طرح سے پڑہتے پڑہاتے رہے نہ اختلاف ہوا نہ بحث اور جب قرأت مین کسی کو شبہہ ہوا آنحضرت نے اصلاح فرمائی۔ اسی طرح عملدرآمد مدت تک ہوتا رہا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ وقتاً فوقتاً جو سورہ و آیت نازل ہوئی وہ تحریر کی گئی لوگ پڑہتے

پڑہا تے رہے ہان جمع ہو کر مجلد نہ کیا تھا متفرق تھا۔
دیکھو حدیث ترمذی اسلام عمر خطاب ابن سعد اور ابو یعلےٰ اور حاکم اور بیہقی انس سے روایت کرتے ہین۔ عمر خطاب بارادہ قتل رسول اللہؐ تلوار کمر سے نکال کر گھر سے باہر نکلے راہ مین بنی زہرہ مین سے ایک مرد ملا اور پوچھا کہان جاتے ہو عمر نے کہا محمدؐ کو قتل کرنا چاہتا ہون اُس نے کہا بنی ہاشم سے کیون کر اسن ملے گا عمر نے کہا شاید تو بھی بے دین ہو گیا وہ بولا اس سے زیادہ تعجب کی بات تم کو سناؤن تم کو خبر نہین تمہاری بہن اور بہنوئی دونون بے دین ہو گئے۔ عمر یہہ سنکر اپنی بہن کے گھر آئے اسوقت ایک انصاری خباب بن الارث سورہ طٰہٰ پڑہ رہے تھے عمر کی آہٹ پاکر خاموش ہو رہے اور کسی گوشہ مین چھپ گئے۔ عمر نے بہن اور بہنوئی سے پوچھا یہہ نرم آواز کس کی تھی دونون نے کہا آپس مین باتین کر رہے تھے۔ عمر نے کہا تم دونون بے دین ہو گئے ہو۔ بہنوئی نے کلمہ حق کہا عمر نے اُسے زمین پر پٹک کر خوب مارا بہن چھڑانے آئی اُسے بھی ایک طمانچہ رسید کیا تب اُس نے غصہ مین آکر کہا کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے اور محمدؐ اُس کے رسول۔ عمر نے کہا وہ صحیفہ جو تم پڑہ رہے تھے مجھے دکھاؤ۔ بہن نے کہا تو ناپاک ہے ایسی کتاب بجز پاک لوگون کے دوسرا نہین چھو سکتا۔ جا غسل کر۔ عمر نے غسل کیا بہن نے صحیفہ دیا پڑھنے لگے اور معقول ہو کر حضرتؐ کی خدمت مین آکر مسلمان ہو گئے۔

پس ثابت ہو گیا کہ ابتدائے بعثت سے قرآن کا لکھا جانا شروع ہو گیا تھا اور مسلمان دیکھ کر پڑہا کرتے تھے۔ حضرت علیؑ نے قرآن جمع کیا اور پیش کر کے چاہا مسلمان لوگ اسے استعمال کرین مگر پسند نہ ہوا جنکی نسبت حضرت رسول خداؐ کی حدیث بقولہ فریقین

موجود تھی (قرآن علیؑ کے ساتھ اور علیؑ قرآن کے ساتھ) پس آپ سے زیادہ قرآن کے رموز و نکات و معنی و مطالب کو کون جان سکتا ہے۔ رسولِ خداؐ کی پیشین گوئی پوری ہونی چاہیئے سو ہوئی یعنی کتاب اللہ میں مخالفت پیدا ہو گئی اور جبکہ مثل خلافت کے عام کا رجحان اس قرآن مروجہ پر ہو گیا تو پھر کوئی کوشش مفید و کارگر نہ ہوئی ہاں جو لوگ مصدق حکم خدا و رسولؐ تھے یا اب ہیں وہ مخالفت و منافقت سے دور رہکر آیات بینات کے معنی و مقاصد شان نزول صاف اور سیدھے طریقہ پر سمجھتے ہیں نہ تاویل کرتے ہیں نہ توجیہہ نہ وہم نہ قیاس۔

قرآن موجودہ بیشک منزل من اللہ ہے کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہے۔

بعض محقق علمائے حضرات شیعہ نے جو کمی الفاظ ہونا کتب اہل سنت سے ثابت کیا ہے وہ بہت صحیح ہے کیونکہ مثل عبد اللہ بن مسعود وغیرہ صحابی آنحضرتؐ نے قبول کیا ہے کہ عہد مبارک رسول اللہؐ میں ہم اسی طرح پڑھتے تھے جیسا آیہ کریمہ یا ایّھا الرّسول بلّغ۔ میں مُلا کاشانی کی تفسیر سے اِنّ علیاً مولےٰ المومنین۔ امام فخر الدین رازی نے بہ نقل سیوطی بیان کیا ہے کہ ابن مسعود سورہ قُل اعوذ برّب الفلق اور قُل اعوذ برب الناس کو داخل قرآن نہ جانتے تھے یہ روایت اکثر کتب اہل سنت میں مذکور ہے امام رازی کہتے ہیں کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانہ میں متواتر نہ ہو یا ان صحابیوں کو کافر قرار دیں کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا فر ہے اور دونوں صورتوں میں بدی فساد لازم آتا ہے پس دیکھو ابن مسعود کیسے صحابی ہیں اُن کے بیان کی کہانتک وقعت رہی کہ فخر رازی سا امام اہل سنت اُن کے رد قول میں فساد ظاہر کرتا ہے اور بیشی آیات بھی تسلیم کرتا ہے پس اہل سنت ہی کے یہاں کمی و بیشی

قرآن مین جھگڑا ہی۔
پھر کیف بیشی الفاظ پر علمائے شیعہ نے رائے نہین دی پس جو کچھ موجود رہا اور رہے
واجب التسلیم و تعمیل۔ ہمکو نہایت تعجب ہے کہ جو قرآن بعہد خلافت اول مین زید بن ثابت
صحابی نے بحکم خلیفہ اول جمع کر کے مجلد کیا اور زمانہ خلافت ثانی تک اسپر عملدرآمد
ہوا وہ کیون غیر مفید و بے کار تصور ہوا اور تمام جلدین اطراف و جوانب سے طلب ہو کر
جلا دی گئین۔ مروان کی وزارت مین جو قرآن بطرز جدید جمع کیا گیا جس کی ترتیب
شان نزول مین مستغرق رہا آیات مکی و مدنی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اگر خدا نے لوح محفوظ پر وعدہ
حفاظت کیا تھا تو یہہ حفاظت کیسی عہد رسول اللہ سے زمانہ خلافت ثانی تک جو قرآن رائج الوقت
اور مخزن دین و دنیا تھا وہ کیون غلط سمجھا گیا اگر صحیح تھا تو کیون جلایا گیا۔ اصل بات یہہ ہے
کہ مخبر صادق کا قول کیونکر نہ صادق ہو مخالفت کتاب اللہ کا بانی و موجد مروان مطرود
وزیر اعظم خلیفہ ثالث کو فرمایا تھا وہی ہوا بیچارے خلیفہ ثالث پر یہہ دھبہ تا قیام
قیامت باقی رہا اور انھین کے نامہ اعمال مین قرآن سوزی لکھی گئی اگر براہ نادانی
یہہ اعتراض کیا جاوے کہ حضرت علیؑ نے اپنی خلافت مین اپنا قرآن جمع کیا ہوا کیون نہ
جاری کیا اور مخالفت کتاب اللہ کو نہ مٹایا۔ جواب یہہ ہے کہ یہی اعتراض معاذ اللہ
رسول خدا پر بھی ہو سکتا ہی۔ آنحضرت نے قرآن کو جمع کیون نہ کیا اور کیون اسطرح چھوڑ
گئے کہ ہر خلافت مین بطرز جدید جمع کرنے کی نوبت پہونچی اور مخالفت پیدا ہو گئی۔
مگر نہین آنحضرت جسطرح قرآن نازل ہوتا رہا کاتب وحی سے لکھوا دیا کرتے جمع کر کے
مجلد کرنے کی ضرورت نہ سمجھی کیونکہ خود ہی قرآن ناطق تھے مگر ہان یہہ ضرور فرما دیا
کہ کتاب اللہ مین مخالفت اور طریقہ رسول خدا مین پیدا کرنے والا فلان مردود مطرود

سے ہے اُس سے ہوشیار رہنا اُس کے مکر و فریب مین نہ آنا دین مین ایجادین نہ کرنا مگر بجز خاص قدسی صفات کے عام نے نہ سنا اور وہی ہوا جو آنحضرتؐ نے فرمایا دیا تھا۔

حضرت علیؑ کو اتنی فرصت ہی کہان ملی کہ اپنا قرآن جاری کرتے ادہر خلافت ظاہری کی بسم اللہ ہوئی اُدہر جناب عائشہ بصرہ مین آگودین اور علم بغاوت و مخالفت بلند کرکے جدال و قتال پر آمادہ ہوئین مجبور اُنکا شر دور کرنا ضرور ہوا آپ اُس طرف متوجہ ہوئے اور لڑبھڑ کر اُنکا قصہ تمام کیا تھا کہ معاویہ شامی مدعی خلافت ہوکر صفین مین صف آرا ہوا اُس سے بہتر لڑائیان پے درپے ہوئین۔ دیکھو تاریخ ذہبی مسعودی بہنی النہ حضرت علیؑ نے قبل شروع ہونے لڑائی کے معاویہ کو پیغام بھیجا کہ مین نے کلام اللہ سے تم پر حجت ختم کی اور کتاب اللہ سے دعوت کی اور مین نے تمہارے لیئے صاف رستہ چھوڑدیا تحقیق اللہ مکارون کو نہین ہدایت کرتا۔ شامیون نے ایک نہ سنی او رجنگ پر تُل گئے عمار یاسر صاحب خاص رسولؐ خدا و علیؑ مرتضے اصف جنگ مین پہونچکر للکارے اے آدمیو کوئی خدا کی طرف چلنے والا ہے جو بڑا مرتبہ پاوے خدا کی قسم ہم قرآن کی تاویل پر تم سے لڑینگے جیسا کہ اُس کے نزول پر لڑے ہم نے تم کو پہلے قرآن کی حقیقت پر مار مار کر مقر بنایا آج ہم اُس کی تاویل کا اقرار مار مار کر تم سے لیتے ہین تاکہ حق جاری ہو۔ جب معاویہ مغلوب ہوا اور جنگ سے مجبور تو پانچسو قرآن نیزون مین باندہ کر بلند کیئے اور براہ فریب ہمراہیان حضرت علیؑ مین تفرقہ ڈالدیا چنانچہ اشعث بن قیس وغیرہ نے کہا کہ ہم تو کتاب خدا قبول کرتے ہین اُس سے نہین پھرتے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا زود ہو تم پر اُنھون نے یہہ قرآن اس لیئے نہین اُٹھائے

کہ وہ اُن کو جانتے اور مانتے ہین فقط مکر و فریب و جعلسازی سے یہ قرآن
نیزون پر بلند کیے ہین اور مین اسی واسطے تو اُن سے لڑتا ہون کہ وہ قرآن کا حکم مانین
اُنھون نے تو اللہ کی نافرمانی کی اور قرآن کو پیچھے چھوڑ دیا۔ مین قرآن ناطق
ہون پھر کہنا مانو اور سچ پر قایم رہو مین خوب جانتا ہون معاویہ اور عمرو عاص اور پسر ابی معیط
و حبیب بن مسلمہ و نبی تابعہ وغیرہ دیندار اور قرآن کے عامل نہین ہین اور مین اُن کو
خوب پہچانتا ہون اور اُنکے چھوٹے بڑون کو جانتا ہون کہ نہایت بدترین اطفال و
مردان ہین۔

آخر اس قرآن کی ضمانت و کفالت پر معاویہ نے جو عہد وفا کیا وہ ظاہر ہے
دیکھو کارروائی عمرو عاص و ابوموسے اشعری ~

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے — دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

بعدہ خوارج نہروان کو بزور ذوالفقار شرر بار فی النار کیا اور کوفہ مین واپس تشریف
لا کر جام شہادت نوش فرمایا۔ پس قرآن کا رایج کرنا ایسے انقلابات عظیم مین کیونکر ممکن
تھا اور اگر فرصت بھی ملتی تب بھی بتدریج اسی قرآن مروجہ کو مکمل فرما دیتے اور جو اختلافات
و منافقت معنی و مطالب و مقاصد مین ہوئے ہین اُن کو دور کر دیتے۔ نہ یہ کہ تمام دیار
و امصار سے جلدین قرآن کی منگا کر جلا دیتے نعوذ باللہ منہا۔ پس جیسا جناب رسول
خدا باوجود خواہش دلی و عزم قلبی خوف قوم عایشہ سے خانہ خدا کی تعمیر نہ کر سکے
ویسا ہی حضرت علیؑ اپنا جمع کیا ہوا قرآن نہ جاری کر سکے دیکھو کیسی بنا سقیفہ
کھلی ہے۔

اب حدیثون کا طومار و انبار دیکھو نہ حصر ہے نہ انتہا ہر فرقہ اسلامی اِن حدیثون سے اپنا

مطلب نکال لیتا ہے اور ہر ایک جدا مذہب قایم کرتا ہے قریب آتی فرقے کے تو شدہ ہو گئے ہین خبر نہین اور کس قدر ہونگے اور انہین حدیثون کے وسائل و ذرائع سے ہزار دو ہزار اور مذاہب قرب قیامت تک ظاہر ہو جائینگے ۔ حدیثین کیا ہین ایک بڑے دوا فروش کی دوکان کی دوائین ہین جو ہر مرض کے لیئے مل سکتی ہین خود علماء اہل سنت نے اقرار کر لیا ہے کہ لاکھون حدیثین مصنوعی و موضوعات سے ہین اہل سنت کی مسند ابو حنیفہ خوارزمی مین لکھا ہے کہ کہا یحییٰ بن معین نے کہ واقدی نے بیس ہزار حدیثین بنائین اور رسول خدا کی طرف اُن کی نسبت کی شافعی نے کہا کہ واقدی کی کتابین سراسر کذب و لغو ہین ۔ انہین واقدی صاحب کو امیر المومنین فے الحدیث کا لقب ملا ہے پس اہل سنت کے ایک عالم کا یہہ حال ہے کہ بیس ہزار حدیثین بنا کر رسول خدا پر تہمت لگائی اور وہ حدیثین مشہور اور شایع ہون تو کیا ٹھکانا ۔ ابو جعفر اسکافی نے بجواب حافظ عثمانی کیا خوب تقریر کی ہے یہہ سب جانتے ہین دولت و سلطنت اُنہین کے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے ہم آواز ہون اور قدر و منزلت اُنہین علماء و شیوخ کی ہوتی تھی جو فضائل ابو بکر بیان کرتے بنی اُمیہ کی اسباب مین کس قدر تاکید و سختی ہے کہ بدون اس کے کسی طرح دنیا سے تمتع ممکن نہین پس محدثین نے کوئی دقیقہ ایسی روایات کے بنانے مین اُٹھا نرکھا اور چونکہ یہہ امر بدون اخفائے مناقب علیؑ ابن ابیطالب ممکن نہ تھا ہر طرح درپے ہوئے کہ ذکر علی و اولاد علیؑ کو محو کرین اور اُن کے فضائل و مناقب و سوابق کو ہٹائین چنانچہ اسی لیئے سب کو برانگیختہ کیا کہ آنحضرت کو سب و شتم کرین اور فقیہ و محدث و قاضی و متکلم سب کے سب لوگون کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہین کہ اُن کے فضائل نہ بیان کرین پس

محدثین حضرت علیؑ کا ذکر ہی نہین کرتے نہ نام لے سکتے ہین اور اہل مذاہب جس قدر ہین
وہ سب اسی بات پر تلے بیٹھے ہین کہ فضائل و مناقب اہل بیت اطہار باطل کردین تاویلات
بعیدہ اور حیلہ و مکر سے کام لین - خارجی ہون یا ناصبی عثمانی ہون یا معتزلی یا
جو فرقے ان فرقون سے نکلے سب کی یہی خواہش ہے کہ فضائل اہل بیت کو مخفی
کرین - زمانہ معاویہ و یزید سے مابعد سلاطین بنی امیہ تک جو اسی حال تک
رہا کوئی دقیقہ سب و شتم لعن و تبرا کا اٹھا نہ رکھا اور یہ امر ظاہر ہے کہ سلاطین و ملوک
کوئی دین و مذہب یا بدعت جاری کرتے ہین تو اپنی رعایا کو اُس کی تعمیل پر ایسا
مجبور کرتے ہین کہ اُس دین و مذہب کے سوا دوسرے سے واقف تک نہ ہون
دیکھو حجاج بن یوسف نے جو عامل عبد الملک بن مروان تھا علاوہ اُن ظلم و
ستم کے جو اہل بیت اطہار و خانہ خدا و مدینہ رسولؐ پر کیئے لوگون کو اس بات پر
مجبور کیا کہ قرآن کو بقرأت عثمان پڑہین اور قرأت ابن مسعود و ابی بن کعب کو
ترک کرین جو رسولؐ خدا کے عہد مبارک سے جاری و ساری تھی بیس برس تک کی
سلطنت رہی مگر اُس کی زندگی ہی مین تمام ملک عراق قرأت عثمانی پر متفق ہو گیا
اگر ابن مسعود و ابی بن کعب کی قرأت پر کوئی پڑہتا تو اُسے وہ لوگ قرآن ہی نہ سمجھتے
بلکہ موضوعات سے خیال کرتے -

وضع حدیث کے مرض مین ایک بڑی جماعت مبتلا ہو گئی جن کے مقاصد و مطالب
جدا گانہ تھے بعض اُن مین زنادقہ ہین مثل مغیرہ بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی جنہون نے
صرف شک پیدا کرنے کی غرض سے حدیثین بنائین - ابو العینا خود مقر ہے کہ ہم نے
اور جاحظ نے حدیث فدک بنائی اور شیوخ بغداد کے روبرو پیش کی سب نے

اقبول کر لیا مگر ابن تیمیہ ھادی نے کہ وہ جان گیا کہ اول حدیث آخر سے نہین ملتی یعنے بے ربط ہے سلیمن بن حرب کہتا ہے کہ ایک شیخ مجہول الاسم کی خدمت مین گیا دیکھا وہ رو رہا ہے وجہ پوچھی اُس نے بیان کیا کہ چار سو حدیثین وضع کر کے کتاب مین داخل کردین اب کیا کرون اکثرون نے صرف درود دین و تحفظ قرآن مجید کے لیئے حدیثین بنائین تا کہ لوگ فضائل اعمال کیطرف رغبت کرین مثل ابی عصمہ و نوح بن مریم مروزی و محمد بن عکاشہ کرمانی و احمد بن عبداللہ جوئباری وغیرہ چنانچہ کسی نے ابی عصمہ سے پوچھا کہ تم اس قدر حدیثین ہر سورہ کی فضیلت مین ابن عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت کرتے ہو مگر اور شاگردان عکرمہ ایسے واقف نہین ہین تو ابی عصمہ نے کہا کیا کرون مین نے دیکھا کہ لوگ فقہ ابو حنیفہ و مغازی ابن اسحاق مین مشغول ہین اور قرآن سے بالکل روگردان ہو رہے ہین اسلیئے مین نے قربتاً اللہ یہہ احادیث وضع کین ۔ بہرکیف جب واضعین حدیث کی یہہ کثرت اور اُن کے مقاصد کی یہہ حالت ہو سلطنت کا وہ تقاضا مذہب کے وہ اغراض تو ایسی صورت مین مدح خلفائے ثلثہ اور توہین حضرت علی و اہل بیت اطہار مین موضوعات کا بنا اور مشہور ہونا کوئی بڑی بات نہین ہے ۔

مگر ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا رہا اور حضرت علیؑ و اہل بیت اطہار کے فضائل و مناقب بڑہتے رہے اور اُن کے اعوان و انصار جن کو جناب رسولؐ خدا نے بلقب مکرم و معظم شیعیان علیؑ مخاطب فرمایا ہے ابتدا سے علحدہ اور ان انقلابات اسلامی سے دور رہکر اطاعت خدا و رسولؐ و خلیفہ برحق مین ثابت قدم و راسخ دم رہے ۔ مگر وہ ہی قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۔

دیکھو ازالۃ الخفا در روایت بخاری جب خلیفہ دوئم عمر خطاب پر ابو لولو نے وار کاری لگا تو عبداللہ ابن عباس سے خلیفہ صاحب نے کہا کہ کیا یہ امر تم لوگوں کے مشورہ سے ہوا اور جب وقت موت اضطراب و قلق و بے چینی شروع کی تو ابن عباس نے تسکین دی کہ تم صحبت رسول خدا و ابو بکر میں رہے چنین و چنان اسپر آپ بولے کہ جو کچھ ہمکو خوف و الم ہے وہ سب بدولت تمہارے و تمہارے اصحاب کے ہے۔ لیس ثابت ہوا کہ ہاشم و اُن کے یاران باصدق و صفا ہمیشہ الگ رہے۔ اور حضرت علی کو خلیفہ برحق بلا فصل سمجھا کیئے ہر ایک عہد ہر ایک سلطنت میں شیعیان علی کی نہیر و حبت علی الاعلان ہوتی رہی اور بہ نسبت عام کے خاص لوگ خدا کے نزدیک عزیز اور برگزیدہ تھے حسب قاعدہ کلیہ ابتدائے آدم تا ایندم۔ دیکھو معرکہ کربلا میں کو لاکھ شامیان ناہنجار کے مقابلہ میں صرف بہتر ۷۲ نفر مقبول بارگاہ ایزد جل و علا قرار پائے بعدہ انتقام خون شہیدان راہ خدا کے لئے لاکھوں حق پرست کامل الایمان ظاہر ہوگئے بنی اُمیہ کے ظلم و جور تخریب خانہ خدا و رسول ص بیعت عبودیت کے زمانہ میں خدا کی شان اُس کا فضل شامل حال تھا خود یزید علیہ اللعن نے حضرت زین العابدین علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ آپ اس فتنہ و فساد سے علیحدہ ہو جائیں چنانچہ آپ معہ اہل بیت و اصحاب خاص مدینہ سے نکلکر ایک دیہہ میں مسکن پذیر ہوئے۔ مدینہ میں جو ہونا تھا ہوا گیا۔ اسیطرح ہر زمانہ میں آئمہ معصومین علیہم السلام و اُنکے شیعہ با ایمان و الیقان وہی قلیلاً من عبادی الشکور موجود رہ کر نور ہدایت سے اسلام حقیقی کو چمکاتے رہے اور خدا کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت وصی رسول کی بلا فصل خلافت پر منافقین امت کو رغبت دلاتے۔ تا اینکہ آج کروڑوں قدسی انفاس خدا کے نام لیوا رسول اللہ

کے کہنے والے بہشت کے بہشت نہ سمجھنے والے خدا کے وعدہ پر ایمان رکھنے والے تناسخ و انتقال بلا فصل کے قائل ہو بعد ہین اللہم ذر ذر جو خدا کو واحد یکتا قادر مطلق بے زوال اور محمد کو رسول صلعم مقبول خاتم الانبیا محبوب رب دو سرا البشیر و نذیر معصوم صلعم بعد از خدا بزرگ تو ای قصہ مختصر - اور علی علیہ السلام ابن ابیطالب کو ولی اللہ وصی و جانشین و خلیفہ بلا فصل رسول صلعم اللہ و آن کی اولاد امجاد کو یکے بعد دیگرے امام و ہوئے و سردار اُمت جانتے اور اس اعتقاد کو اپنا ایمان مانتے ہین پس اسلام حقیقی جس کی نسبت خداوند جل و علے نے رضیت لکم الاسلام دیناً فرمایا ہے یہی باقی ہوس - دیکھو علامہ تفتازانی نے تصریح کی ہے کہ شیعہ مذہب علی علیہ السلام سے مناسبت کلی رکھتے ہین اور شاہ عبد العزیز نے بھی شیعون کو محب اہل بیت اطہار ہونے کا اقرار کیا ہے بلکہ مولوی عبد الحلیم پدر فاضل معاصر مولوی عبد الحی لکھنوی فرنگی محل نے تو اس اقرار متابعت دوانی شیعہ کے ساتھ چار و ناچار حقیقت مذہب شیعہ کا بھی اقرار کیا ہے چنانچہ اپنی کتاب حل المعاقد فی شرح العقائد فی شرح العقائد مین جہان ملا جلال الدین دوانی نے حقیقت مذہب اشاعرہ و بطلان سائر مذہب کا دعوی کیا ہے اور تمثیل مین کہا ہے کہ مثل شیعہ جو تمسک کرتے ہین اُس چیز سے جو مروی ہے اُنکے ائمہ سے بسبب اعتقاد کرنے انھین شیعون کی عصمت کو انھین ائمہ مین فرماتے ہین اس کلام مین اختلاج ہے کیونکہ اگر مقصود دوانی یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی متابعت شیعہ اس وجہ سے کرتے ہین کہ اُن ائمہ کو مجدد دین و بنیاد دین بنانے والا جانتے ہین اور انکو ناقل دین ختم المرسلین جانتے تو ایسا دعوے شیعون پر محض افترا ہے اور بہتان - اگر مقصود اُس کا یہ ہے کہ شیعہ اس وجہ سے ائمہ اہلبیت کی متابعت کرتے ہین کہ وہ حضرات جناب رسالتمآب سے احکام دین کے ناقل ہین اور عادل تر ہین

اُنسّت ہین یہانتک کہ انکو معصوم جانتے ہین تو اب شیعو نپر طعن یا اس بنیاد پر ہے (معاذ اللہ) کہ ایمہ اہل بیت عادل نہین ہین اور اُن کی عدالت و عصمت کا دعوے غلط ہی تو ایسا گمان اور دعوے کرنا سوء سبب تزلزل ایمان ہے یا اس بنیاد پر شیعہ مورد طعن ہین کہ ایمۂ اہل بیت کی متابعت جائز نہین ہے گو وہ لوگ عدول اُنّت سے ہون پس ایسا دعوے محض ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ فرقۂ شاعرہ جو متابعت اشعری و شافعی کرتے ہین تو اسی وجہ سے کہ اُن کو عادل اور ناقل دین جانتے ہین پس اب کوئی فرق نرہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے انتہے کلامہ جزاک اللہ خیرا لس اس تقریر سے علاوہ احقیت شیعہ و متابعت ائمۂ ہدے علیہم الصلواۃ والسلام کی کمال حقیت مذہب شیعہ ثابت ہوئی (عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد) اب معلوم نہین جو مہر صاحب نے ان فرقہاے اسلامیہ مین سے کس فرقہ کو اسلام مین منتخب کیا ہی کیونکہ کل فرقے تو داخل اسلام ہو ہی نہین سکتے صرف ایک ناجی باقی کلہم فے النار پس شاید امام ابوحنیفہ کے فرقہ کو پسند کرین کیونکہ ہندوستان مین اسیکی کثرت ہے پس ابوحنیفہ کو دیکھنا چاہیئے اُن کی نسبت علماے متقدمین اسلام کا کیا فتویٰ ہی۔

علامہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین خود ابوحنیفہ سے بسند متصل ناقل ہین کہ کہا ابوحنیفہ نے جب مجھے شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریافت کیا کسی نے کہا علم قرآن سیکھو ہم نے فائدہ پوچھا لوگون نے کہا قرآن سیکھوگے تو مسجد و ان مین بیٹھکر لڑکون کو تعلیم کرنا کچھ دنون بعد کوئی لڑکا تم سے زیادہ یا تمہاری برابر حافظ ہو گیا ساری ریاست تمہاری جاتی رہیگی۔ تب ہم نے چاہا علم حدیث حاصل کرین

ایسے محدث نہین کہ دنیا مین ہماری برابر حافظ حدیث دوسرا ہو لوگون نے کہا شہرہا پہلے
مین مبتلائے اغلاط ہوگے آخر تم کو لوگ کاذب و خائن کہکر بدر کردین گے ۔ ہم نے کہا
ایسے علم کی مجھے حاجت نہین ۔ پھر کہا کہ علم نحو سیکھین لوگون نے کہا معلم ہوگے تنخواہ
آمدنی دو تین دینار ہوگی ۔ ہم نے شعر کے فن مین مہارت پیدا کرنے کو کہا لوگون نے
کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر تم نے کسی کی مدح کی اُس نے کچھ ندیا تو ہجو کہو گے اور پارسا
عورتون پر تہمت لگاؤ گے ۔ تب ہم نے کہا علم کلام مین کمال پیدا کرین لوگون نے کہا
نتیجہ یہ ہوگا کہ کفر و زندقہ کا تم پر الزام لگایا جاوے اور قتل کیئے جاؤ ۔ اگر بچ گئے تو
ہمیشہ مذموم و ملوم رہو گے ۔ آخر علم فقہ سیکھنے پر سب کا اتفاق ہوا کہ عام لوگ قدر کرینگے
فتوے لین گے قاضی بنائینگے ۔ پس ہم نے فقہ سیکھنا شروع کیا اور آخر سیکھ
لیا ۔ اِس تاریخ کی نسبت صرف یہی سند صدق کی کافی ہے کہ شاہ عبد العزیز دہلوی
نے بستان المحدثین مین لکھا ہے کہ اِس کی سماعت کو خود جناب رسالتمآب صلعم تشریف لایا کرتے
ابو حنیفہ نے پیشہ تجارت پر علم فقہ کے فوائد و منافع کو ترجیح دی کہ اِسمین فائدہ زائد ہے
اور اُس مین وہ فائز المرام ہوئے اہل سنت کے یہان علم کلام کے تین اُستاد مسلم الثبوت ہین یا
ابو الحسن اشعری منصور ماتریدی حنابلہ ۔ ابو حنیفہ کو کسی نے اس فن کا اُستاد نہین
مانا ۔ علم حدیث اِس سے ابو حنیفہ کو کلیۃً نفرت تھی دیکھو معیار الحق صفحہ سات لاہور
بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات و تہذیب الاسماء چار صحابی رسول صلعم خدا کے
اِن کے زمانہ مین تھے مگر کسی سے کوئی حدیث روایت نہین کی حال مین مولوی شبلی
صاحب بھی سیرۃ النعمان مین اِس بات کے مقر ہین پس حدیث سے کنارہ کشی اِس سے
بڑھ کر کیا ہوگی ۔ لسان المیزان مین امام احمد سے منقول ہے کہ محمد بن الحسن اور اُس کا اُستاد

ابو حنیفہ مخالف ہین حدیث کے اور امام شافعی سے سبکی نے طبقات کبرےٰ مین نقل کیا ہی
کہ حنفیون کی کتابین مثل فروع کی مشک کے ہین کہ ظاہر تو نام کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ کا لیتے ہین مگر دراصل سب مسائل ان کے خلاف ہین ۔ عمارۃ المساجد ولوی
محمد سعید مین لکھا ہے کہ یہ امام اہل سنت اکثر احادیث نبوی کے بارے مین
حکم دیتے کہ اس کو خنزیر یعنی سوئر کی دم سے چھیل ڈالو اور خلیفہ دوم کے بعض حکم
کو ہذیان و مجنون بتاتے تھے کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد علامہ ذہبی نے
جن کو شاہ عبد العزیز امام اہل حدیث کہتے ہین اپنی میزان الاعتدال مین لکھا ہی کہ نعمان
بن ثابت بن زوطی ابو حنیفہ کوفی امام اہل الرائے کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے
اسی طرح ابن عدی وغیرہ نے بلکہ اسی میزان مین ہی اسمٰعیل بن حماد بن نعمان بن
ثابت (ابو حنیفہ) کو کہا ابن عدی نے کہ تینون ضعیف ہین پشتی پس ضعف
اسی کو کہتے ہین ۔ ابن عدی کہتے ہین کہ کل روایتین ان کی غلطی اور تصحیف و زیادتی
سے مملو ہین اور عبد اللہ بن علی نے عبد اللہ مدینی سے نقل کیا کہ ابو حنیفہ کی روایتین
از حد ضعیف ہین کیونکہ اُس نے کل پچاس حدیثین روایت کین مگر سبھون مین غلطی کی
اور امام بخاری حمیدی سے ناقل ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے جب مین مکہ معظمہ کو گیا تو حجام
سے تین سنتین سیکھین کیونکہ جب مین حجامت کے لیے بیٹھا تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹھو و
دہنی طرف سے حجامت شروع کی اور دونون ہڈیون تک حجامت بنائی ۔ کہا حمید نے
کہ جو شخص ایسا ہو کہ سنت رسول و اصحاب رسول سے واقف نہ ہو بلکہ حجام سے
سیکھے اُس کی تقلید احکام خدا میراث و فرائض و زکواۃ و دیگر امور اسلام مین کیونکر کیجا سکتی
ہے ۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کی نہ رائے ہے نہ حدیث بلکہ

تاریخ صغیر بخاری مین ہے بروایت نعیم بن حماد کہ کہا فزاری نے ہم سفیان کے پاس بیٹھے تھے کہ خبر مرگ ابوحنیفہ آئے اُس پر سفیان نے کہا شکر خدا یہ شخص اسلام کو ٹکڑہ ٹکڑہ کرتا تھا اس سے زیادہ شوم کوئی مولود اسلام مین پیدا نہین ہوا ایک حکایت سننے کے قابل ہے۔ ابوحنیفہ کو دعوے تھا اور اُن کے چیلون کا گروہ بھی اس بات پر فخر کرتا ہے کہ امام اعظم کوفی حضرت امام باقر علیہ السلام کے شاگرد ہین مگر باوجود شاگردی ہمیشہ اُن کے اور اولاد امجاد کے مخالف اور منافق رہے ہے۔ قاضی القضات ابوالموید محمّد بن محمود خوارزمی جامع مسانید ابوحنیفہ مین لکھتے ہین کہا ابوحنیفہ نے کہ ابوجعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ لوگ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر مفتون و گرویدہ ہو رہے ہین تم ایسے چند مسائل انتخاب کرو جو نہایت سخت و دشوار ہون تاکہ امام علیہ السلام اُن کے جواب سے عاجز ہون پس مین نے حسب الحکم خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب کیئے اور خلیفہ کے پاس لے گیا دیکھا کہ منصور سریر خلافت پر بیٹھا ہے اور امام علیہ السلام پہلوئے خلیفہ مین جلوہ افروز ہین۔ مجھے وہ ہیبت و رعب معلوم ہوا کہ کبھی خلیفہ کے دربار مین نہوا تھا آخر خلیفہ کے حکم سے مین بیٹھ گیا منصور خلیفہ نے امام علیہ السلام سے مخاطب ہوکر کہا کہ یا ابا عبداللہ یہ ابوحنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہان مین پہچانتا ہون۔ خلیفہ نے مجھ سے مسئلہ دریافت کرنے کو اشارہ کیا پس مین نے وہ مسائل پوچھنے شروع کیئے امام علیہ السلام ہر مسئلہ کا وہ جواب مسکت فرماتے کہ مین لاجواب ہو جاتا آخر چالیسون مسئلہ کا جواب دیا اس وجہ سے مین کہتا ہون کہ حضرت امام جعفر صادق اعلم الناس ہین اور سب سے زیادہ فقیہہ۔

پس یہہ سلوک ابوحنیفہ کا اپنے محسن زادہ کے ساتھہ یادگار ہے کہ بطمع حطام دنیاوی انکو عاجز و حقیر کرنا چاہا - ایک لطیفہ بھی مومنین کی تفریح طبع کو درج کیا جاتا ہے - ایک روز ابوحنیفہ و مومن الطاق علیہ الرحمہ سے مسئلہ رجعت مین گفتگو ہوئی ابوحنیفہ نے طنزاً کہا تم لوگون کے عقیدے کے مطابق مومن و منافق پھر زندہ کیئے جاینگے اور اُنپر قصاص جاری ہوگا پس دوسو اشرفیان ہمکو قرض دو رجعت مین لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے فرمایا ہان لو مگر ہمکو یہہ کیونکر معلوم ہوگا کہ تم کس صورت مین مسخ ہوکر زندہ ہوگے جو ہم تم سے اپنا قرض وصول کرین اگر اسکا اطمینان ہم کو کردو تو قرض دینے مین کیا عذر - ابوحنیفہ شرمندہ ہوکر ساکت ہوگئے -

ہزارون موقع ایسے ہوئے ہین کہ ابوحنیفہ کا خاندان رسالت کے ساتھہ بغض و عناد و فساد ظاہر ہوا ہے کتابین دیکھنا شرط ہے -

امام اعظم کا خطاب آپ کو اس وجہ سے ملا کہ خلاف ائمہ اربع اہل سنت اپنی رائے و قیاس سے مخالفت قرآن و حدیث و اہل بیت کرکے حسب خواہش سلاطین وقت احکام جاری کردیئے - معاویہ و یزید و ہارون رشید وغیرہ جو اپنی مان بہن پھوپی کے ساتھہ مرتکب فعل شنیع ہوئے اُن کے لیئے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر اپنی محرمات شرعیہ کے ساتھہ بعلت حرمت مرتکب حرام ہو تو جائز ہے اور اپنی مان و بہن کے ساتھہ نکاح کرے تو کسی طرح اُس پر حد جاری نہوگی - اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ اگر وطی کرے اپنے غلام و لونڈی و عورت کی دبر مین تو اُس پر حد نہین اور اُس مین کسیکو اختلاف نہین ہے - قاضی یحییٰ بن اکثم جو بڑا

ہدایہ جلد اول صفحہ ۴۹۴
[illegible] صفحہ ۲۷۳
فتاویٰ عالمگیری صفحہ [illegible]

عالم اہل سنت لکھا ہے ہارون رشید کو شراب پلایا کرتا اُس کی خوشامد مین ابو حنیفہ نے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر نو پیالے تک شراب پیئے اور نشہ نہ ہو تو اُس پر حد نہین۔ اسی طرح نماز کی یہہ گت بنائی کہ نبیذ سے جو ایک قسم کی شراب ہے اُٹھا وضو کرے اور کتے کی کھال دباغت شدہ پہنے اُس پر بھی چوتھائی کپڑا نجاست سے آلودہ کرے اور اللہ بزرگ ست اور دو برگ سبز کہکر مرغون کی طرح دو چار ٹھونگین لگاکر بجائے سلام آخری گوز کردے تو نماز درست ہی۔ جیسی تفصیل اِس کی ظفر المبین صفحہ دو سو پچاس مین مذکور ہے۔ اُن سلاطین کو جن کو ایمان سے کوئی واسطہ نرہا تھا ابو حنیفہ نے کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑہتی ہے چنانچہ یہہ بھی کہا کہ ایمان ابوبکر و ابلیس واحد ہے اِسیطرح اگر بغرض تقرب خدا نعلین و کفش کی پرستش کرے تو جائز ہی۔ پس یہی وجہ خاص ہوئی کہ اہل سنت کو ابو حنیفہ کا مذہب نہایت درجہ مرغوب ہوا سع ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است۔ نہایت مضبوط اصول اہل سنت کا ہے چنانچہ ابتدا سے اِس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قایم ہے کہ سلطان وقت جو فعل کرے وہ قابل اعتراض نہین بلکہ محمود ہے پس اُصول کو تابع اِن سلاطین کا بنادیا نہ یہہ کہ خلفاء و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دیا۔
چونکہ ظالم کا ظلم سرکار کی سرکاری بے ظاہر ہوئے نہین رہتی لہذا ابو حنیفہ نے بھی اِس کا مزا چکھا اپنے کیفر کردار کو پہونچگئے جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کھو دیا پہلے اُنھون نے دو مرتبہ کفر زندقہ سے توبہ کرائی آخر ابن یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے جو مروان کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا حکم دیا کہ ابو حنیفہ کو ہر روز دس درے لگائے جائین چند روز تک کوڑے کھایا کیئے۔

[illegible]

زوال سلطنت مروانی و عروج سلطنت عباسی مین وہی منصور خلیفہ جس کی خاطر سے ابوحنیفہ نے امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے چالیس مسئلہ پوچھکر اُن کو زچ و حقیر کرنا چاہا تھا امام اعظم کو جیل خانہ مین ڈلوا کر زہر دلوا دیا کہ اپنے مقام مخصوص کو پہنچ گئے اب جنت مین نہ معلوم کس قالب مین تشریف لاوین ۔ مگر انکا فقنہ فرو ہوا اور لوگون نے اُن کی پیروی نہ چھوڑی ۔ کسی مولوی صاحب کسی شیخ صاحب کسی خانصاحب سے پوچھا آپ کا کیا مذہب ہے فرمائینگے حنفی ۔ مگر نہین جانتے کہ امام اعظم صاحب کی رائے و قیاس نے اسلام کو بدتر از کفر بنا دیا ہے لکیر کے فقیر بنے ہین اور انھین کے گُن گا رہے ہین ۔ حالانکہ امام بخاری کے اُستاد شیخ حمیدی نے صاف صاف کفر کا فتوےٰ دیا اور امام غزالی کا فتوےٰ ہے کہ ابوحنیفہ نے شریعت کو اُلٹ دیا تھا اکہ جن امام غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا جایز ہو وہ ائمہ سلف سے اپنے اہل سنت کی نسبت لعن نقل کرتے ہین اور علامہ خطیب کا حکم کہ ابوحنیفہ دجال ہے اور خود غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی کی شہادت ابوحنیفہ کی کفر و گمراہی و جہنمی ہونے پر حصہ اول ذوالفقار حیدر مصنفہ سید اظہر علی صاحب مین بشرح درج ہے ۔

مولوی شبلی سیرۃ النعمان کے صفحہ دوسو سولہ ۲۱۶ مین لکھتے ہین کہ لوگونکا خیال ہے امام ابوحنیفہ نے فقہ کی تدوین مین رومن لا یعنی رومیون کے قانون سے بہت مدد لی اور اُس کے بہت سے مسائل اپنے فقہ مین داخل کر لیئے ۔ اس عبارت کو مصنف نے ابوحنیفہ کی تعریف مین ذکر کیا ہے یعنی مثل قانون انگریزو نصارا اب فرمایئے شریعت کہا احکام خدا و رسول کی تبعیت کہا ؎

این چہ شوریست کہ در دور قمر مے بینم
ہمہ اسلام پر از فتنہ و شر مے بینم

خلفائے ثلثہ کے اسلام مشرق سے مغرب تک پھیلائے ہوئے کی کچھ مختصر سی کیفیت
آپ نے سنی اگر اور بمفصل و مشرح حالات دریافت کرنے منظور ہوں تو کتابیں دیکھو پھر کہو

ع کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست۔

اگر برائے نام اسلام کی کثرت پر ناز ہے تو سراسر بیجا اور خیال فاسد کثرت خدا و رسولؐ
کے نزدیک ممدوح نہیں نہ کوئی دین و مذہب کثرت پر منحصر کیا گیا ہے ہندوستان
ہی کی مردم شماری دیکھو اٹھائیس کروڑ بہتر لاکھ تیئیس ہزار چار سو اکتیس ہیں
۲۰ کروڑ ستر لاکھ ہندو پانچ کروڑ ستر لاکھ مسلمان تئیس لاکھ عیسائی پندرہ لاکھ جینی ستر
لاکھ بودھ ایسا ہی اور ممالک پر قیاس کرو پھر کہیئے بہ نسبت بودھ و عیسائی کے
مسلمان کتنے حصہ کم ہونگے۔ علاوہ اس کے جب مسلمانوں کا ایک ہی فرقہ کامل الایمان
ناجی قرار پایا باقی ناری تو پھر وہی قلت کی قلت پس کثرت کسی طرح قابل
ناز نہیں ہے

کجا بودم اکنون کجا آمدم زنہار ستم اتا بجا آمدم

اب جوہر صاحب کی فقرات شکنی منظور ہے تاکہ شکایت باقی نہ رہے۔ خلفائے ثلثہ
نے جو مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلایا اس کی دھجیاں تو یوں اڑیں کہ بدتر از کفر
ہو گیا ع گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔
دوسرا فقرہ۔ اگر امامت دستگاہ کو پہلے ہی سے خلافت ملتی تو اسلام کا نام
ہی نہ رہ جاتا۔
جواب۔ تعجب ہے کہ چوتھی خلافت ملنے سے تو کروڑوں ملکی صفات اسلام
حقیقی کی قابل ایمان و ایقان کے عامل خدا اور رسولؐ کو رسولؐ اور علیؑ کو افضل

خلیفہ برحق کہنے والے موجود ہین اگر اول ہی سے اُمت گمراہ ضلالت پسند خدا و رسولؐ کے حکم کو مانتی علیؑ کو خلیفہ بلا فصل جانتی تو تمام روے زمین پر آج اسلام ہی اسلام ہوتا کفر و شرک کا کوئی نام بھی نہ لیتا خلق خدا حق پرست ہوجاتی اسلام بدتر از کفر نہ ہوتا کتاب اللہ خانہ خدا و رسولؐ پر وہ ظلم و جور نہ ہوتے جو اسلام کے ہاتھ سے (تتمت بی ۱) ہوئے۔ دجال شریعت اُٹھنے والے سو لود شوم و بدبخت کافر مطلق امام اسلام نہ بنجاتے حدیث نبویؐ کو معاذ اللہ سور کی دم سے چھینے کو نہ حکم دیتے۔

اب ہم پوچھتے ہین ابتدائے آفرینش خلق سے خدائے قادر مطلق نے باوصف جباری و قہاری سب خلقت کو حق پرست کیون نہ بنالیا انکے اعمال و افعال پر کیون چھوڑ دیا از آدم تا ایندم خدا کو وحدہ لاشریک جاننے و ماننے والے کتنے ہین اور کفار مشرک کس قدر بلکہ کروڑون آدمی خدا ہی کے قائل نہین۔ مثل دہریہ وغیرہ۔ اور رسول اللہؐ نے ابتدائے بعثت سے قلع و قمع کفار عرب کیون نہ جاری کردیا اور اپنی رسالت کا اقرار انسے کیون نہ لیا۔

اُن کے ہاتھ سے تذلیل و توہین و تحقیر اپنی کیون گوارا کی اُن سے مغلوب کیون رہے حضرت کے عہد مبارک مین صدق دل سے رسول اللہ کہنے والے کتنے تھے اور اب کسقدر ہین۔ سوائے فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ اگر بتا دو تو ہم مانین۔

اصل یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اسلام حقیقی کی آبرو رکھ لی اور خدا و رسول کے نام لیوا تمام عالم مین پھیلا گئے۔ ورنہ ابو حنیفہ وغیرہ امام نے تو اسلام کو خیرباد کہکر آخری سلام کرلیا تھا۔

اگر خدا کا وعدہ سچا اور رسول اللہؐ کی بعثت بحق اور حضرت علیؑ کی خلافت مطلق نہ ہوتی تو آج اسلام حقیقی کا نام بھی کوئی نہ جانتا اور نہ خدا و رسول کو پہچانتا۔ حنفی۔ مالکی حنبلی۔ شافعی۔ اشاعرہ۔ معتزلہ۔ نواصب۔ خوارج وغیرہ کوس لمن الملک بجاتے۔

تیسرا فقرہ۔ بستر رسالتمآب پر آرام فرمانا مصلحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہیں۔

جواب۔ یہہ کمال خدا و رسولؐ و جبرئیلؑ ہی کو معلوم ہے اور جو اہلِ حق ہیں ہاں جاہلوں اور نادانوں کو اس کمال کا مزہ کیونکر آئے مصرع قدر جوہر شاہ داند یا بداند جوہری

اللہ اکبر دنیا سے انصاف ہی جاتا رہا کیا غضب ہے ابوبکرؓ کی حمایت و حفاظت حضرت رسولؐ خدا میں غار میں چھپے ہوئے کفار سے جان بچائیں اور پھر بھی رسولؐ خدا کی حفاظت پر صبر نہ کرکے روئیں پیٹیں چلائیں اور رسولؐ خدا تسلی دیں کہ مت گھبراؤ خدا ہمارے ساتھ ہے اسپر بھی اُنکا اضطرار و اضطراب کم نہ ہوا اُنکا تو کمال و جلال مصاحبت و جان نثاری یار غار ہونا خلافت کا استحقاق غرضکہ تمام دنیا کا فضل و کمال ظاہر کیا جاوے۔

حضرت علیؑ اپنی جان رسول اللہؐ پر قربان کرکے ایسے نازک وقت خطرناک میں جبکہ جان جانے کا قطعی یقین تھا (مگر خدا کا فضل کہ بچگئے) بستر رسالت پر رضینا بالقضا آرام فرمائیں اور کفار اشرار کے حملہ و شورش کا ذرہ بھی خوف و اندیشہ نکریں اُن کا یہہ فعل معمولی اور مصلحت وقتیہ سمجھا جاوے۔

کیوں صاحب جب کفار قریش نے مصمم ارادہ کرلیا کہ آج شب کو رسول اللہؐ پر سب قبیلے کے لوگ متفق ہوکر حملہ کریں اور شہید کر ڈالیں اور رسولؐ خدا جبرئیلؑ کے ذریعہ سے

خبر پاکر عازم غار ہوئے تو کیا ضرورت تھی کہ حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیں وجہ یہی تھی کہ کفار قریش کے مخبر ہر وقت و ہر لحظہ دیکھ جایا کرتے کہ رسولؐ خدا اپنے بستر پر آرام فرماتے ہیں اور وقت کے منتظر تھے اگر ذرہ دیر بھی بستر خالی دیکھتے تو تمام گلی و کوچہ میں فوراً دوڑ پڑتے اور ناکہ بندی وغیرہ کر کے رسولؐ خدا کو غار تک نہ جانے دیتے اور جو قصد تھا اُس میں کامیاب ہوتے پس اسی لیئے رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم بجائے میرے میرے بستر پر آرام کرو تا کہ کفار کی توجہ اسی طرف بنی رہے اور میں باطمینان غار تک پہونچ جاؤں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفار بستر ہی پر رسولؐ خدا کا آرام فرمانا سمجھے اور رسولؐ خدا باطمینان غار تک پہونچکر پوشیدہ ہوگئے جب حملہ کا وقت ہوا تو سب متفق ہو کر آئے اور حملہ کیا مگر حضرت علیؑ شیر غراں کی طرح اُٹھکر للکارے پھر کیا مجال تھی کوئی روبرو آتا آخر تین روز تک آپ کفار سے لڑتے جھگڑتے رہے اور رسولؐ اللہ کی وصیت مثل ادائے قرض وغیرہ بجالاکر مدینہ کی راہ میں شریک سفر رسولؐ خدا ہوگئے۔

جوہر صاحب نے صفحہ ایکسو اٹھتہ اسرار الہدے میں (ثانی اثنین فی الغار) کو ابوبکر کی نسبت خطاب سے عطا ہونا بلا شرکت اغیار بڑے طمطراق سے لکھا جس کے معنے ہیں ایک دوسرا تھا غار میں۔ مگر (لا تحزن) کے القاب مستطاب سے محروم رکھا ہے جس کے معنے ہیں (مت رو اور پیٹ اور شور کر) پس ایسی سمجھ کے آدمی کو کیا کہیئے مصرع جواب جاہلان باشد خموشی۔

ایک طفل مکتب سے بھی پوچھیئے کہ ایسے مصاحب غار کو کیا کہے گا جو باوجودیکہ رسولؐ اللہ کے ساتھ غار میں پوشیدہ ہے اور حصار سنگین میں محفوظ و نظر بند مگر کفار کے خوف سے جان نکلی جاتی ہے روتا ہے چلاتا ہے شور کرتا ہے رسولؐ اللہ جھڑکتے ہیں مت رو مت شور کر ہمارے ساتھ خدا ہے اس پر بھی اضطراب کم نہیں ہوتا سعدی شیرازی نے کیا خوب

کہا ہے ؎

ترا اژدہا گر بود یار غار ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار

ہمیشہ جاہلون کی صحبت سے ایسے ہی رنج و الم پہونچتے ہین جیسا رسول خدا کو ابوبکر کی صحبت سے ملال ہوا مگر کیا کرتے کفار بر سر غار موجود تھے ورنہ ضرور ہی بدر کر دیتے جب رسول خدا غار سے نکل کر مدینہ کی طرف تشریف لیچلے تو ایک سوار کفار کا تعاقب مین پیچھے چلا جب قریب پہونچا اور ابوبکر نے دیکھا تب بھی رو دیئے اور کہا ہمارا قاتل آپہونچا مگر خیریت ہوئی کہ سوار کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر کر بیکار یا نادم ہوا اب دیکھیئے رسول خدا کے ساتھ مین ہم دو اور وہ سوار اکیلا پھر بھی روئے دیتے ہین اور جان نکلی جاتی ہے۔

کیون جوہر صاحب یہی آپکے یعسوب الدین ہین۔ عبد الرحمن پسر ابوبکر کی خدمتین غار مین پوشیدہ رہنے کے وقت جو سراہے جاتے ہین وہ لپنے صرف لپنے بوڑھے باپ کے لیئے تھین نہ رسول خدا کی خاطر۔ اگر اُن کے باپ نہوتے اور رسول خدا تنہا یا اور کسی کے ساتھ ہوتے تو اس خدمت کی کچھ وقعت ہوتی اور اطیعوا الرسول مین شمار سمجھے جاتے۔

جوہر صاحب صفحہ باون و ترپن اسرار الہدے مین کہتے ہین کہ حضرت صدیق اکبر اسلام مین سبقت نہ کرتے تو رسالت رسول اللہ کی حقیقت ہرگز کسی پر ظاہر نہ ہوتی جب آپ حامی دین و یعسوب مومنین ہوئے تب ہی تو آپ کی شوکت فاروقی دیکھ کر ہیبت سے کفار عرب کی کمر ٹوٹ گئی اگر صدیق اکبر اپنی صدیقیت کا نمونہ نہ دکھاتے اور ایک جماعت کثیرہ صنادید عرب کو در پردہ کلمہ توحید نہ پڑھواتے اور پوری پوری دین محمدی و شریعت محمدی کی استعانت و حمایت نہ کرتے تو کفار عرب حضرت رسول خدا اور اُنکے تنہے سے بھائی

کو کب زندہ چھوڑتے لیے آخر اسی سبب سے تو کسی کا حوصلہ نہین پڑتا تھا کہ کوئی حضرت رسولؐ خدا سے آنکھ بھی ملا سکے۔

جب کفار اشرار نے باغوائے ابوجہل حضرت رسالت پناہ کے قتل کا ارادہ مصمم کیا تو حضرت نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین ہی کو اپنا یار غار و مصاحب جان نثار بنایا۔

ہم کہتے ہین جب بقول ابوحنیفہ ایمان ابوبکر و ابلیس برابر ہے تو سبقت ہو یا عالم ارواح مین بیعت ایسا اسلام جس کا ایمان شیطان کے مشابہ ہو بدتر از ہزار کفر و ضلالت۔

تاریخ اسلام دیکھو ابوبکر نے سفر شام مین ایک راہب یا کاہن سے سُنا تھا کہ مکّہ مین ایک نبی ہوگا اُس کی وزارت تم کو ملے گی اس لیئے آپ نے سبقت کی اور یہی سبب ہے کہ شب ہجرت رسولؐ خدا کا راستہ روک کر بانتظار ہمراہی کھڑے رہے اور حضرت کو چار و ناچار ساتھ لیجانا ہی پڑا۔ اگر تمہارے دعوے کے مطابق ابوبکر مین یہہ سب کمال تھے تو غار مین پوشیدہ ہونے ہجرت کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی ایسے یعسوب مومنین ہو کر خود رسولؐ خدا ہی کی مدد و اعانت نکرین اور اُن کے جوتیون کے صدقے مین اپنی جان بچائین۔ کفار قریش کا آنکھ ملانا کیسا اُنھون نے تو رسولؐ خدا پر ایسے ظلم کیئے اور ایذائین دین کہ گلے مین چادر ڈالکر کھینچا جس سے گلا گھٹ گیا ساحر و کاہن و مجنون ابتر وغیرہ الفاظ سے مخاطب کرتے راہ مین کانٹے بچھاتے اونٹ کی اوجھڑی گلے مین ڈالدیتے یہانتک کہ گھر بار چھوڑکر شب کے وقت غار مین پوشیدہ ہونا پڑا تمہارے یعسوب دین کو کچھ شرم نہین آتی کہ اپنے ہادی و پیشوا رسولؐ اللہ کا یہہ حال دیکھتے اور کچھ نہ کرتے نہ اپنی یعسوبیت دکھاتے لاحول ولا قوت الا باللہ۔

معلوم نہیں ایسے وقت میں مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے والے مثل ابوبکر
کس غار میں چھپے تھے اور کس اُدھیڑ بُن میں کہ رسول اللہ پر ایسی مصیبتیں پڑیں مگر اُن کو خبر تک
نہ ہوئی۔ حضرت علیؑ تو ننھے بچے تھے مگر خلفائے ثلثہ اچھے خاصے جغادری اور ہرکارہ
پھر اِنسے خدا کے رسولؐ کی کیوں نہ مدد ہو سکی اور نہ اُن کی تکلیفوں و ایذاؤں پر کسی کا
دل کڑہا افسوس ہزار افسوس رسول اللہ کے عہد میں تو یہ جبن اور نامردی کم ہمتی و بیخبری کہ غلبہ اسلام
میں بھی صف جنگ سے نوک دُم بھاگے تین تین روز پتہ نہ چلتا جب سن لیتے کہ لشکر اسلام
فتحیاب ہوا کامیں چور نوالے حاضر۔ آموجود ہوتے۔ احد میں حنین میں خیبر میں جن کے
افسانے طشت از بام ہیں اس پر بھی یعسوب دین کا خطاب ملے تو اختیار۔ تم ابو حنیفہ
ہی کو اپنا امام اعظم نے ہوئے ہو جن کی ساری قلعی علمائے اہل سنت نے کھولدی ہے
اور کوئی کرم اعظم نہیں رہا تو ہم مجبور ہیں ایسا ہی یزید کو بھی امام المسلمین و خلیفہ برحق
کا لقب مل رہا ہے تو اپنی اپنی سمجھ کسی کا کیا قصور۔
چوتھا فقرہ نہ وہ کہ آدہ پاؤ یا تین چھٹانک جو اپنے حقیقی بھائی پر ذوالفقار کھینچیں
یہ فقرہ رحماء بینہم پر چسپان کیا گیا ہے کہ سوتین کافر و نیز اشد ہیں اور آپس میں رحیم۔
ایک خطبہ روضۃ الصفا کا شروع خلافت ابوبکر میں جو اونہوں نے پڑہا اُس کی نقل
ہے آخر فقرہ یہ ہے۔
و من تا در متابعت آفریدگار جہان و جہانیان باشم انقیاد و اطاعت من بجا آرید و اگر
بخلاف حکم ایزدی امرے از من صادر گردد شما نیز از متابعت و اطاعت من تخلف
نمائید۔ دیکھو اِسکا نام رحماء بینہم ہے نہ وہ کہ آدہ پاؤ اِلے آخر۔
اِس کلام ابوبکر سے اور رحم سے کیا تعلق وہ ایک واقعی امر بیان کر رہے ہیں کہ

جب میں خلاف حکم خدا کوئی حکم دوں تو میری اطاعت نہ کرو۔ جوہر صاحب کو معلوم نہیں یہہ ایک پولٹیکل چال ہے کہ ابوبکر نے یہہ فقرہ سنا کر سب کو اپنی طرف گرویدہ کر لیا اور وہ چال قوم نہ سمجھی کہ جب اوّل تم نے خلاف حکم خدا خلافت لے لی اور رسول اللہ کی حدیث غدیر پر عمل نہ کیا تو آیندہ تم سے خدائی احکام کی کیا امید ہے مگر وہاں تو دنیا کی چاٹ تھی کون پوچھتا زیادہ پاؤ یا تین چھٹانک جو کا یہہ ذکر ہے کہ حضرت عقیل کے حصّہ میں کسی قدر جَو زیادہ آ گئے تھے اُس پر حضرت علیؑ نے کچھ عتاب و خطاب فرمایا جس کو جوہر صاحب نے ذوالفقار کھینچنے پر تعبیر کیا۔

ہاں یہہ امر سچ ہے وہ تو تین چھٹانک جو تھے اگر ایک دانہ جو بھی تقسیم بیت المال میں کوئی زیادہ لیتا تو ممکن نہ تھا یہی سبب تو ہوا کہ قوم طامع و حریص دانہ زر نے حضرت علیؑ کو اپنی گو نکانہ سمجھا اور نفع دنیاوی کی اُمید آپ سے منقطع کر کے دوسروں کو خلافت کے لیے منتخب کیا جن سے پوری پوری تمتع دنیا کی اُمید تھی چنانچہ اُن لوگوں نے بھی بال بچّہ دل بھر سمجھ کر انتخاب کا صلہ خاطر خواہ دیا۔

خلیفہ ثالث کی چند نظیریں ہم لکھتے ہیں اور خلافتوں کا حال اگر دریافت کرنا ہو کتابیں دیکھو ہزارہا بے اعتدالیاں نظر آئینگی۔ کتاب الفتوح خواجہ بن محمد کوفی المعروف باعثم کوفی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ جب خلیفہ صاحب کو پوری طاقت خلافت پر ملی تو خلیفہ دوئم کے عمال و کارکنان کو یکقلم موقوف کر کے تمام حکومتوں پر اپنے اعزا و اقربا کو مقرر کیا عبداللہ بن عامر کو امیر بصرہ ولید بن عتبہ شراب خوار کو حاکم کوفہ عبداللہ بن سعد کو حکومت مصر عمرو عاص کو حاکم فلسطین معاویہ کو ہمجنس ہونے کی وجہ سے بدستور حاکم شام تمام شہر و ممالک دست بردِ بنی اُمیہ میں آ گئے۔ بیت المال شیر مادر ہو گیا سبحان اللہ

عبد اللہ ابن خالد کو ایک لاکھ دینار حکم بن عاص کو ایک لاکھ دینار حارث بن حکم کو خلعت گران بہا وغیرہ وغیرہ مروان طرید رسول اللہ کو وزیر خلافت غرضکہ عثمان غنی کی داد و دہش یادگار ہے اور اسی لیئے آپ کو غنی کا خطاب ملا ہے اب حضرت علیؑ کا حال سنیئے بخاری و مسلم مین روایت ہی عمر بن مجلے سے کہ حضرت علیؑ کے لیئے چند مشکین شہد اور روغن کی آئین اور بیت المال مین رکھی گئین حضرت ام کلثوم نے تھوڑا لیکے اپنے صرف کیواسطے لے لیا کیونکہ آن کے پدر عالی مقدار کا مال تھا مگر جب آپ نے شہد وغیرہ کی تعداد کم دیکھی اور دریافت سے معلوم ہوا کہ آپ کی صاحبزادی نے لیا ہے تو پانچ درم قیمت اُن سے وصول کر کے پورا کر دیا اور فرمایا کہ یہہ تمام مسلمانوں کا مال ہے۔

اسیطرح حضرت قنبر سے روایت ہے کہ چند مشکین شہد کی بیت المال مین آئین حضرت امام حسینؑ نے قنبر سے کہا مہمان کی خاطر ہم کو ضرورت ہی ہمارے حصہ کا شہد لا دو قنبر بقدر معین لے گئے۔ حضرتؑ نے یہہ حال دریافت کر کے ناراضی ظاہر فرمائی۔ اور حضرت امام حسینؑ سے اُسی قدر شہد منگوا کر شامل کر دیا۔ علامہ ذہبی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین بعد خاتمہ جنگ جمل حضرت علیؑ کوفہ مین داخل ہوئے بیت المال کو ملاحظہ فرمایا بہت کچھ نقد و جنس تھا اُس کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ اے سونے چاندی تو اور کسی کو فریب دینا مین تمہارے مکر و فریب مین نہ آؤنگا بعدہٗ حکم دیا سب مال مسلمانون کو تقسیم کر دیا جاوے۔ وہ تقسیم ہو گیا۔ آپ نے اور آپ کی اولاد نے بھی بقدر ایک سپاہی کے حصہ لے لیا۔ بعد تقسیم ایک شخص نے آکر کہا کہ مجھے حصہ نہین ملا۔ آپ نے اپنا حصہ اُسے دیدیا۔

اسیطرح ہزارون نظیرین و مثالین ہین۔

پس جب آپکے عدل و زہد کا یہہ حال ہو کہ اپنے فرزندون کو بھی ایسا مال لینا گوارا نہ فرمائین اور روپیہ اپنے کہ بیت المال مین جمع کردین تو بھائی کیجا گو کہ حقیقی ہو -

آپنے فرمایا ہے کہ خلیفہ کو بیت المال سے صرف دو پیالہ لینے کا استحقاق ہے - ایک اپنے و اپنے عیال کے لیئے دوسرا مہمان کے واسطے -

پس ایسے عادل و زاہد ترین آدم کو آپ کیون رحماء بینہم مین تصور کرینگے - اس صفت سے موصوف تو آپکے غنی صاحب ہونگے -

پانچواں فقرہ جب جناب امیرؑ نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہوئے -

جواب - اہل سنت حضرت رسولؐ خدا کے والدین معظم کو معاذ اللہ کافر بتاتے ہین اور یہہ بھی کہتے ہین کہ آنحضرتؐ نے اُن کی مغفرت کے لیئے دعا کی مگر اجابت نہ ہوئی -

پس بقول و اعتقاد اہل سنت حضرت رسولؐ خدا بھی نعوذ باللہ منھا - اُسی طریقہ پر ہے اور بعد چالیس سال کے جب آپ کو نبوت ہوئی تو اسلام کے دائرہ مین قدم رکھا - اس حضرت علیؑ تو آٹھ سال سے بھی کم عمر بچہ تھے انکا کفر کیونکر ثابت ہوا کیونکہ اجماعی مسئلہ یہہ ہے کہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور غیر مکلف تک اسی حالت پر رہتا ہے پھر ماں باپ جیسی تعلیم دیتے ہین وہ مذہب قبول کرتا ہے -

صفحہ اکیاون اسرار الہدےٰ مین لکھتے ہین کہ جناب امیرؑ بہت ہی کم عمر تھے بلکہ آپ سن تمیز کو بھی نہ پہونچے تھے کہ تکلیف شرعی سے آپ مصداق ٹھہرتے پھر آپ کی شان مین یہہ الفاظ موصوفہ بالا کیونکر راست آسکتے ہین اسلیئے آیۃ و السابقون الاولون من المہاجرین کی تفسیر بالا کا شاملی کی ہے -

اوّل کسے از مردان مہاجر کہ تصدیق نبوت کرد امیر المومنین بود - و از زنان خدیجہ کبریٰ -

ابوطلحہ گفت من در پیش ابوذر رفتم در موسم حج و گفتم در میان مردمان اختلافے پدید آمد من اقتدا بکہ کنم گفت متمسک بکتاب خدا و بعلیؑ ابن ابی طالب و بلازم این ہر دو شو بدرستیکہ من گواہی میدہم کہ رسولؐ خدا فرمودہ کہ علیؑ ابن ابی طالب اول کسے است کہ بمن تصدیق کردہ و او کسے باشد کہ روز قیامت با من مصافحہ کند و او صدیق اکبر است و فاروق اعظم میان حق و باطل و یعسوب مومنین۔ پس یہہ فقرات حضرت علیؑ کی نسبت دیکھکر آپ جل مرے اور تن بدن میں آگ لگ گئی سے کہتے ہیں کیونکر یہہ الفاظ جناب امیرؑ کی شان میں صادق آسکتے ہیں وہ تو طفل ہشت سالہ تھے۔ جوہر صاحب کا یہی طریقہ ہے ملا کاشانی کی تفسیر و خلاصۃ المنہج کی تحریر لکھتے جاتے ہیں جہاں مہاجرین و انصار کا نام آیا جھٹ ابوبکر عمر عثمان کو سب کا سقدم بنادیا اور کہا دیکھو شیعہ تمہارے ملا صاحب اور اخوند صاحب یہہ لکھتے ہیں حالانکہ اُن میں نشان تک ان حضرات کا نہیں ہے تاہم تو محالات سے ہی۔ مگر ملا کاشانی نے حضرت علیؑ کا نام لیا اور آپ بگڑ بیٹھے ملا صاحب کو صلواتیں سنانی شروع کردیں۔ ابوطلحہ صاحبابی حضرت ابوذر غفاری سے راست گو صادق الایمان ہے جس کی صدق گفتاری پر رسولؐ خدا کی شہادت موجود ہے یہہ روایت بیان کرے کہ رسولؐ خدا نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین کے خطاب معظم و معلے سے حضرت علیؑ کو سرفراز فرمایا مگر آپ اُس کی سند میں صرف قیاس پر اِن القاب کو ابوبکر سے نسبت دیں یہہ کیا انصاف ہے کوئی جھوٹی ہی حدیث اپنے دعوے کے ثبوت میں لکھدی ہوتی کہ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے یہہ خطاب منتزع کرکے ابوبکر کو دیدیا۔ غضب تو یہہ ہے کہ ابوبکر کے جوش الفت میں عمر خطاب کو بھی بھول گئے کیونکہ اہل سنت انہیں کو فاروق اعظم کہتے ہیں پس انہیں پر رحم کرو کیوں انکی روح کو بیزار کرتے ہو۔ تم کو یہہ بھی معلوم نہیں کہ ہجرت او نے الحدیث کیطرف حضرت

جعفر طیار وغیرہ کے جانے کو اہل سنت نے اقرار کر لیا ہے اور السابقون میں وہ گروہ منتخب ہوا ہے ۔
دیکھو خطبہ جناب علی مرتضے وقت تقرر خلافت عثمان مندرجہ کتاب الفتوح تاریخ اعثم کوفی سنی المذہب ۔
اے عزیزان و سرداران اسلام اے صحابہ رسول مالک علام تم سب کو معلوم ہے کہ ہم کیا ہیں اور ہمارے مدارج کیسے ہیں ۔ ہم اہل بیت نبوت ہیں ہم سبب نجات امت ہیں سورۂ دہر انعام رب جلیل ہیں مہبط جبرئیل ہیں وحی ہمارے ہی گھر میں نازل ہوئی بنائے دین ہم سے ہی کامل ہوئی رسول خدا سے قرب و حق سب پر ظاہر ہے خرد و بزرگ اس امر کا ماہر ہے پس اگر ہمارا حق ہمکو ملے تو حق بحقدار رسید کا مقالہ صادق آوے اور اگر امر ناحق منظر ہے اور غصب حق میں بدستور اصرار تو میں صبر کرتا ہوں ۔ خدائے پاک کی قسم ہے کہ اگر اس کے پیغمبر برحق اعنے محمد نے مجھ سے عہد نہ لیا ہوتا اور پایان کار خلافت کی خبر مجھ سے نہ کہی ہوتی تو میں حق کو کبھی نہ چھوڑتا اور ہرگز روا نہ رکھتا کہ زید و بکر اسپر قابض ہوں ۔
اے عزیزو تم کو خوب معلوم ہے کہ سابق اسلام میں ہوں قبول رسالت میں میرا پہلا درجہ ہے معین رسول میں ہوں کعبہ میں پہلے رسول خدا کے ساتھ میں نے نماز پڑھی میں نے ایام صبا میں بھی کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا خیبر و خندق احد و حنین وغیرہ میں جنگ سے منھ نہیں موڑا ۔ پس میرے خلاف اگر امر خلافت قرار پایا تو جیسا صبر کرتا چلا آیا ہوں ویسا ہی اب بھی کرونگا کیونکہ مجھے خرابی و بربادی اسلام کا اندیشہ ہے مگر تم کو چاہیئے کہ حق پر لحاظ کرو اور خدا سے ڈرو نفسانیت و جنبہ داری کو چھوڑو آئین اختیار ۔

پس معلوم نہین اب بھی جوہر صاحب اپنی یاوہ گوئی او بیہودہ سرائی سے باز آئینگے اونشرم کرینگے یا نہین مگر شرم کجا بے شرمی و بے حیائی تو رگ و پے مین مثل خون فاسد سرایت کر رہی ہے۔

چھٹا فقرہ ہمیشہ مغلوب رہے یہانتک کہ جناب نے اپنے دین کو بھی غلبۂ دشمنون سے برباد کردیا۔

جواب۔ یہہ فقرہ جوہر صاحب نے غالب علیؑ کل غالب کے الفاظ پر جناب امیرؑ کی نسبت کہا ہے۔

ہم کہتے ہین نعوذ باللہ منھا ہزار بار توبہ کرکے کہ خدائے قادر مطلق با وصف عظمت و جلالت جباری و قہاری بر جمیع مخلوق و اشیا غالب ہے ابتدائے آدم سے تا ایندم غلبۂ کفار اشرار و مشرکان ناہنجار کس درجہ مغلوب ہے کہ اُسی کی پیدا کی ہوئی خلقت نہ اُسے خدا سمجھتی ہے نہ اُس کی اطاعت کرتی ہے نہ اُس کے حکمونکو مانتی ہے نہ اُس کے رسولون کو پہچانتی ہے بلکہ انکو انواع و اقسام کی تذلیل و توہین و تحقیر کرکے قتل کرتی ہے اور صد ہا طرح کی ایذائین دیتی ہے اور خدا مجبور و معطل ہے کچھ نہین کرسکتا انبیائے مرسل تا حیات اپنے ہر حال و قال مین ظالمون اور خود سر لوگون سے مغلوب اُن کے ظلم شدید سے مضطر و پریشان کوئی آگ کے حوالی ہوتا ہی کوئی تلوار کے کوئی آرہ کے کوئی دار کے مگر دم نہین مار سکتے۔ دیکھو حضرت لوطؑ نے غلبۂ کفار ناہنجار سے حالت اضطرار مین با وصف مشاہدہ قوت و طاقت جبرئیل امین جو اعانت کو موجود تھے اپنی دختران پاکیزہ پیش کرکے کفار اشرار سے فرمایا کہ یہہ میری بیٹیان پاکیزہ ہین اگر ہو کرنے والے جس کی خبر قرآن مجید سے ملتی ہے

حضرت موسیٰؑ نے حالت قلق و اضطرار میں اپنی بی بی سفورہ کو اپنی بہن ظاہر کیا۔ مومن آل فرعون ہمیشہ اپنا ایمان چھپاتے رہے۔ حضرت رسولؐ خدا بحالت مغلوبی میں کیا کیا ایذائیں و مصیبتیں سہتے رہے یہاں تک کہ باوجود نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین) ابوالعاص مشرک و زینب و عثمان تک اخر خود میں جدائی نہ کرسکے۔ باوجود غلبہ اسلام صلح حدیبیہ میں اپنا لقب خداداد رسولؐ اللہ خود اپنے ہاتھ سے محو کر ڈالا۔ وقت وفات تک قوم عائشہ سے خوف ظاہر کرکے خانہ خدا حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی نہ تعمیر کرسکے

وغیرہ وغیرہ۔

پس اگر بحالت مغلوبی خدا کی خدائی و انبیائے مرسل کا دین مسلم ہے تو جناب امیرؑ کا بھی دین مسلم ورنہ خیر نہ وہ نہ یہ اس اسلام برائے نام کے ابوبکر خدا ابوحنیفہ رسول تم ان کے حواری چلو فیصلہ ہوا تو خوش ہو گئے۔

معلوم نہیں حضرت علیؑ کے کس فعل سے تم نے دین کا برباد کرنا خیال کیا ہے۔
اگر کہو ابوبکر وغیرہ کی حکومت رہی پس باشد جناب امیرؑ خود فرماتے ہیں چارہ نہیں امیر کی حکومت سے نیک ہو یا بد کہ اس میں مومن بسر کرے پھر اگر امیر بد سمجھکر جو واقعی ایسا ہی ہے آپ نے ان کی حکومت میں بسر کی تو کیا قباحت جیسا کل انبیا و رسولؐ اللہ کا حال ویسا ہی جناب امیرؑ کا۔ اگر کہو ان کے پیچھے نماز پڑھی تو فرضاً پڑھی خدا کی نماز پڑھی یا ابوبکر کی اور جبکہ خود رسولؐ خدا نے اکثر کے پیچھے نماز پڑھ لی ویسا ہی جناب امیرؑ نے۔ اگر کہو ان کو مستحق خلافت جان کر بیعت کی لا نسلم کیونکہ حدیث عائشہ صدیقہ سے صرف یہہ ظاہر ہے کہ آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ ابوبکر کو استحقاق ہے جیسا مصلحتاً رسولؐ خدا نے رسولؐ اللہ کا لفظ خود محو کر دیا اس میں دین کی بربادی چہ معنی۔

بیعت رسول صلی اللہ کا طریقہ و سنت نہیں دیکھو ابتدائے اسلام مین صرف یہہ کہدینا کافی تھا کہ
مین خدا اور اُس کے رسول محمدؐ پر ایمان لایا نہ ہاتھ پر ہاتھ رکھا جاتا نہ مصافحہ ہوتا -
ہان بیعت تحت شجرہ مشہور ہے کہ رسول اللہ نے مرنے مارنے پر عہد لیا مگر اُس پر بھی صحابا
با صدق و صفا قایم نرہے اور جنگ حنین سے بھاگ نکلے پس یہہ بیعت بطور عہد علام قرار
حفظی اسلام سے اور بیعت پیری و مریدی سے کیا مناسبت مگر ہان یہہ ایجاد تو ابوبکر یا عمر
کا ہے جسکی خبر رسولؐ خدا نے دی ہے -
اب ہم سے بے دینی کی تفصیل سنو - بے دین وہ ہین جنھون نے بقول مخبر صادق دین
مین خلاف طریقہ رسولؐ اللہ ایجاد دین کین بے دین وہ ہین جو کہتے جب مجھ پر شیطان غالب
ہو اور خلاف حکم خدا کوئی بات کہون تم نہ مانو - بے دین بلکہ اخوان الشیاطین وہ ہین جنکا
ایمان بقول ابوحنیفہ ابلیس کے برابر ہو - بے دین وہ ہین جن کی نسبت رسولؐ خدا
نے بحلف بیان کیا کہ میرے وقت مین اگر حضرت موسےٰ زندہ ہوتے تو تم اُنکی
کی پیروی کرتے - بے دین وہ ہین جو ہمیشہ رسالت محمدی مین شک کرتے رہے
بلکہ صلح حدیبیہ مین صاف اقرار کر لیا کہ آجکا سا شک نبوت مین کبھی نہین ہوا -
بے دین وہ ہین جنھون نے بضعۃ الرسولؐ کو ایذائین دین اور موذی خدا و رسولؐ کے ہوے
بے دین وہ ہین جنھون نے خلافت پاکر ارتداد کیا اور توبہ کر کے کل صحابہ کو توبہ نامہ
لکھ دیا - اور اپنے مرتد ہونے کا صاف صاف اقرار کیا پھر بھی قایم نرہے اور اسی
حالت ارتداد مین قتل ہوے دیکھو تاریخ اعثم کوفی کتاب الفتوح جب تمام صحابی رسولؐ
نے عثمان کو خلاف حکم خدا و رسولؐ عمل کرتے دیکھا تو درخواست کی یا خلع خلافت
کرو یا اپنی کردار سے توبہ - چنانچہ عثمان نے یہہ تحریر پیش کی بسم اللہ الرحمن الرحیم مین

امیرالمومنین عثمان بن عفان برضا و رغبت اقرار تحریری روبرو اہالیان اسلام و معارف و اکابر ساکنان بصرہ و کوفہ و شام کرتا ہون کہ آج سے مین کتاب اللہ پر عمل کرونگا اور سنت و شریعت محمد مصطفےٰ سے عدول نہ کرونگا خلاف شریعت کوئی فعل مجھ سے نہ ہوگا جملہ اہل اسلام کی رعایت کرونگا مضطر و پریشان کو امن و امان مین رکھونگا مستحقین کا حق ادا کرونگا غیر مستحق کو مجھ سے کچھ سود نہ ہوگا جن کو جلا وطن کردیا ہے اُن کی نسبت پھر داخلہ وطن کا حکم دونگا جس کا مال و اسباب ضبط کیا ہے واپس دونگا عبداللہ ابن ابی شرح کو حکومت مصر سے معزول کرتا ہون مصری حسب خواہش جسے چاہین اپنا والی مقرر کرین۔ المرقوم ۵ ذیقعدہ ۳۵ سنہ۔ جب اقرار نامہ ہوچکا علی مرتضےٰ کو ضامن لکھکر زبیر طلحہ سعد بن مالک عبداللہ بن عمر زید بن ثابت سہیل بن حنیف ابوایوب بن زید کی گواہیان لکھوا دین۔ بعدہ جب مصریون نے محمد ابن ابوبکر کو اپنا والی تجویز کیا تو خلیفہ صاحب نے حاکم بصرہ کے نام خط خفیہ بھیجا اور لکھا اُقتلوا محمد ابن ابوبکر یعنی اسے قتل کرڈالو۔ پس یہ ایفائے عہد ہوا اور انہین کرتوت سے آپ کی جان عزیز گئی۔

ساتوان فقرہ ملا صاحب کو خلافت جناب امیر پر کیون ناز ہے حضرت کی ذوالفقار تو کبھی کسی کافر کے گرد بھی نہین پھری۔

جواب۔ ابوبکر نے تو تلوار اپنے باپ کافر کے گرد پھرائی تھی جو گلو بستہ قید تھا جس پر آپ نے اشد علی الکفار۔ کا خلعت فاخرہ انکو پہنا رکھا ہے مگر یہ کیسے آنحضرت نے اس فعل شنیع سے ابوبکر کو روکا اور باپ کو نہ ذبح کرنے دیا از وف باین اشد علی الکفاری کہ باپ رسن بستہ مجبور و بے بس محصور و بے کس پر تلوار اُٹھائین اور اس فعل مکروہ سے رسول خدا باز رکھین خیر اگر باپ کو حلال بھی کر ڈالتے تو کچھ شدت پائی جاتی مگر جبکہ ارادہ ہی تھا تو خدا کو علم ہے مارتے یا صرف ہجشمون مین مارتے خان مشہور ہونے کو ارادہ کیا مگر بہر کیف کامیاب نہ ہوئے

اور مسلم ہوا یہ فعل ہرگز محمود و لائق پسند رسول اللہؐ نہ تھا کیونکہ آپ نے منع کیا کہ باپ ہی اُسکے
حقوق پرورش پر نظر کرو اور اپنی تلوار غلاف میں کر لو ۔ جو ہر صاحب تم کو اشد علی الکفار
میں سمجھ لیں گے جو تمہارا مقصد و مدعا ہے ۔ بجز اس ارادہ قتل پدر کافر کے ابوبکر و عمر و
عثمان تینوں کو سمیٹ لپیٹ کر کسی روایت سے بتلا دو کہ فلاں جنگ میں فلاں کافر کے
مقابل تلوار پھیرنا تو درکنار وہ تو زرنگ و بدرنگ ہونے کے باعث اپنا قالب چھوڑتی
ہے نہ تھی کچھ تراع لفظی ہی سے پیش آئے ہوں اور دور ہی سے ڈانٹ ڈپٹ بتلائی
ہو کیا العہد مبارک رسولؐ معقول کیا زمانہ خلافت منصوبہ مارے تو خان کے پیچھے بھاگتی خان
کے آگے ہمیشہ ان کی یہی روش رہی ۔ کیوں صاحب خندق کی لڑائی میں جب نہنگ
قریش عمر بن عبدود جس کے مقابل شیر مرد جرار بھی نہ ہو سکتے تھے صف جنگ میں مبارز
طلب ہوا اور رسول اللہؐ نے اپنے اصحاب خصوص ارباب ثلثہ کی طرف دیکھا سب نے
گردنیں نیچی کر لیں اور اوپر سر نہ اُٹھایا جب آپ نے نام بنام پکار کر فرمایا کہ اس کے مقابلہ
میں جاؤ تو عمر خطاب نے عرض کیا کہ مجھے معاف رکھئے الساہی اور لوگوں نے جواب دیا یہ
ہو نہیں سکا اور ابن عبدود کا غرور بڑھا اور لاف و گزاف بکنے لگا آخر شیر بیشہ رسالت و نبوت
سر فروش و جانباز علیؑ ابن ابی طالب نے اجازت حرب حاصل کی اور پیادہ اُس نہنگ ہیجا کے
مقابل ہوئے ۔ چند رد و بدل کے بعد ذوالفقار شرربار صاعقہ کردار کا وہ وار رسید کیا کہ خندق
تن شقی کے لئے قبر ہو گئی ۔ کفار قریش کی کمر ٹوٹ گئی اور بھاگ نکلے کیونکہ اسی پہلوان
نامی پر جنگ کا دارومدار تھا ۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ایک ضرب علیؑ کی یوم خندق بہتر
ہے دونوں جہان کی عبادت سے یہ حدیث مشہور متفق علیہ ہے ۔ مجال انکار نہیں
جنگ خیبر میں اول روز ابوبکر کو نشان محمدی ملا اور امیر لشکر ہو کر یہودیوں کے مقابلہ کو گئے

اور مغلوب ہو کر بے نیل مرام واپس آئے مگر نصرت ہوئی نشان کو نہیں چھوڑا - دوسرے روز عمر خطاب کو نشان عطا ہوا آپ سردار لشکر ہو کر تشریف لیگئے چونکہ ترتیب خلافت کا خیال تھا لہذا قدم بقدم اپنے پیش رو کے انھین بھی واپس آنا ضرور ہوا - تیسرے روز کے لیئے آنحضرت نے اعلان فرمایا کہ کل یہہ نشان اُسے ملیگا جو کرار ہو غیر فرار ہو اور جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اُسے خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہین -

تمام اصحاب مین کھل بلی مچگئی اور ہر شخص متمنی تھا کہ خدا کرے کل مجھی کو نشان ملے -

عمر خطاب فرماتے ہین اُس رات مجھے نہایت بے چینی تھی کہ کاش کل مجھی مجھی کو یہ منصب عالی عطا ہو تو کیا کہنا - مگر فرار کا فقرہ آپ نسیاً منسیا کیے ہوئے تھے -

حضرت علیؑ کو آشوب چشم تھا اور نہایت تکلیف - خیر صبح ہوئی رسولؐ اللہ نے حکم دیا علیؑ کو لاؤ لوگ اُسی حالت مین لے گئے آنحضرتؐ نے آنکھون مین لعاب دہن اپنا مَل دیا آنکھین بفضل خدا و بہ فیض رسولؐ روشن و صاف ہوگئین - لواے احمدی علیؑ ابن ابی طالب کو ملا اور قلعہ خیبر فتح کرنے کا ارشاد ہوا - آپ ظل لواے سیّد لولاک مین تا زیر قلعہ پہونچے - حارث و مرحب پہلوانان روئین تن صف شکن جنکے زور و طاقت پر خیبر یونکو ناز تھا صف آرا ہوئے اسد اللہ غالب علی کل غالب نے دونون کو واصل بجہنم کیا اور خندق سے مع فوج عبور کرکے دروازۂ قلعہ کو جالیا -

کیواڑ آہنی جسے ستر آدمی ملکر کھولتے و بند کرتے اندر جانے کو حائل تھے اُسکو بزور ید اللّہی توڑ پھوڑ قلعہ مین داخل ہوگئے اور نشان محمدیؐ کا پھریرا بالاے قلعہ بلند کردیا -

آنحضرتؐ کو جبرئیل امین نے مبارکباد دی اور علیٰ رؤس الاشہاد باواز بلند فرمایا لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار اور سب نے یہہ آواز سنی ۔

حدیث خیبر ہم اوپر لکھ آئے ہیں دیکھو صحیح مسلم و بخاری سے ۔

جنگ احد میں تمام لشکر اسلام بھاگ گیا ۔ ابوبکر و عثمان پتھر دلکا آڑ میں چھپے دیکھے گئے ۔ عمر خطاب پہاڑ پر چڑھ بھاگے ۔ وہ خود کہتے ہیں میں اس روز بزکوہی کی مانند پہاڑ پر اچھلتا کودتا پھرا ۔ رسول اللہؐ کے دندان مبارک شہید ہوگئے ۔ شیطان نے خبر اڑادی محمدؐ قتل ہوگئے ۔ حضرت علیؑ صف جنگ سے آنحضرتؐ کے پاس آئے آپ نے فرمایا اے علیؑ تم بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ کیوں نہ بھاگ گئے آپ نے عرض کی لا اخوۃ بین الکرار والفرار ۔ میں بھاگنے کے لیئے آپ پر ایمان نہیں لایا ۔ پھر صف دشمن میں جاکر صدہا کافر فی النار کر دیئے ۔

تاریخوں کا اتفاق ہے کہ اسروز بجز حضرت علیؑ و ابودجانہ اور کوئی ثابت قدم نرہا ابودجانہ رسول اللہؐ کے پاس تھے اور حضرت علیؑ کافروں کو پسپا و فنا فی الدار البوار فرماتے تھے یہانتک کہ اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور سب بھاگی ہوئی خلقت جمع ہوگئی ۔

خیر اور کتابیں تو تم کرو ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب پدر بزرگوار شاہ عبد العزیز کو دیکھو صفحہ ۲۵۱ انا ما انزا سیر المومنین و امام الاشجعین اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب ۔ صفحہ ۲۵۵ نادی منادیوم احد لا سیف الا ذوالفقار و لا فتیٰ الا علی الکرار ۔ یہہ دوسری شہادت حضرت جبرئیلؑ کی ہے ۔

جنگ حنین میں بھی سب لوگ بھاگے اور حضرت علیؑ و چند بنی ہاشم جانثار ثابت قدم رہے اور لڑائیوں کا حال کتابوں میں دیکھنا چاہیئے کہ حضرت علیؑ نے کیا کیا کار نمایاں کیئے

آپ خود ہی فرماتے ہین مصرع دین نبیؐ کو دی ہی سری تیغ نے جلا + ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

اب معلوم نہین جوہر صاحب ان کاغران مقتول کو کیون کافر نہین سمجھتے ۔ اچھا صاحب انکو نہ سمجھیے ۔ جنگ جمل مین تیرہ ۱۳ ہزار ۔ جنگ صفین مین ستر ہزار ۔ جنگ نہروان مین بیس ۲۰ بائیس ۲۲ ہزار جو حضرت علیؑ نے سنکار کیئے وہ کافر ہی جسے تم سمجھو۔

آٹھوان فقرہ ۔ اگر حضرت حسنینؑ وغیرہ دیگر ائمہ بھی کفار عرب کو فی النار کرتے اور اشرار عجم کی جورون بچون کو لونڈی غلام عرب کا بناتے تو البتہ قابلیت امامت کی رکھتے جب یہ صفت حضرات موصوف مین نہ تھی تو دائرہ امامت سے قطعی خارج سمجھے گئے ۔

جواب ۔ تم کو روایت روضۃ الصفا پر بڑا ناز ہے جسے ہر جگہہ اپنے رسالہ مین بطور دلیل قطعی و ثبوت مین پیش کرتے ہو ۔ دیکھو اُسی تاریخ مین باب سید الشہدا جناب زین العابدین علیہ السلام مین صاف لکھا ہے کہ ملک عجم عہد مبارک جناب امیرؑ مین فتح ہوا جس لشکر کے حضرت امام حسنؑ سردار تھے ۔ حضرت شہر بانو اور اُن کی دونون بہنین بنت یزدجرد بادشاہ عجم کو نہایت اعزاز و احترام سے آپ اپنے ہمراہ لائے جن مین حضرت شہر بانو کا حضرت امام حسینؑ سے وہی لدھے الفد اسے عقد ہوا عہد خلفائے ثلثہ مین عجم کا فتح ہونا محض دروغ بے فروغ ہے اکثر شیعون نے بھی سنیون کی روایات بے سر و پا سے دہوکا کھایا ہے اور بحر شریف حضرت امام چہارم سے بھی جو کربلا کے معرکہ کے وقت تھی ثابت ہوتا ہے ۔ جہاد فی سبیل اللہ کی نسبت ہم پہلے لکھہ چکے ہین خدا کی جانب سے جو نبی و وہی امام ہوتے ہین وہ اُسی دستور العمل کے مطابق کاربند ہوتے ہین جو خدا کی جانب سے اُنکو ملتا ہے ۔

حضرات حسنینؑ علیہم السلام نے معرکہ جمل صفین نہروان مین خوب ہی جہاد کیئے اور کشتہ دکھو

پشتے لگا دئیے۔

تاریخین اِن محاربات کی دیکھو معلوم ہو جائے گا۔ بعہد خلافت خود حضرت امام حسن علیہ السلام نے بوجہ نہ ہونے اعوان و انصار و بہ لحاظ کشت و خون بندگان خدا اپنے جد امجد سید الانبیا کی تقلید صلح حدیبیہ کی اور معاویہ سے صلح کر لی۔ حضرت امام سیوم کا جہاد فی سبیل اللہ تاریخ عالم میں اپنا آپ ہی نظیر ہے دیکھو تاریخ چین جسکا مصنف ایک عالم محقق مورخ عیسائی ہے لکھتا ہے کہ رستم وغیرہ کو شجاع وجری وہ لوگ کہتے ہیں جو تاریخ عالم اور واقعات نبی آدم سے واقف نہیں اور بالکل بے خبر ہیں۔ اگر نوع انسان میں کوئی شجاع و بہادر جرار و کرار پیدا ہوا ہے تو وہ حسینؑ ابن علیؑ ابن ابیطالب قریشی ہو۔ یہ قول ضرب المثل ہے کہ دو ایک پر بھاری ہوتے ہیں مگر حسینؑ کو چند قسم کے دشمنوں سے سامنا تھا۔ اول بھوک و پیاس سہ روزہ جن سے بشل انسان کا دشمن صعب و سخت دوسرا نہیں۔

دوسرے عرب کے ریت گرم مئی جون کا مہینہ آفتاب کی حدت و تمازت نصف النہار باد سموم کے جھونکے جیسے شرار و چنگاریاں نکل رہی تھیں عالت اضطرار و اضطراب تیس ہزار فوج دشمن سے مقابلہ جو ہر ایک لہو کا پیاسا تھا پس ایسے دشمنوں کے مقابلہ میں جو شخص مستقل اور ثابت قدم و راسخ دم صرف اللہ پر بھروسہ و توکل کر کے دشمن کے مقابل ہو وہ شجاع ترین عالم و آدم ہے۔

مولوی امیر علیؒ صاحب جج ہائی کورٹ کلکتہ تنقید الکلام فی احوال شارع اسلام میں بمقابلہ عیسائیوں کے جو قایل ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ گناہوں کی فدیہ ہیں۔ لکھتے ہیں کہ اگر معاصی عباد کا فدیہ یعنی ذریعہ نجات و تقرب خدا کا وسیلہ درکار ہے تو امام حسینؑ کی شہادت کاملہ نے اس کی تکمیل کر دی اور اسلام تعلقات ارجاس و انجاس سے پاک ہو گیا۔

کیون جوہر صاحب محقق عیسائی کا شجاعت امام حسینؑ مین وہ قول اور مولوی امیر علی صاحب کا شہادت امام حسینؑ پر یہ افتخار اور باوصف ادعائی اسلام آپکا یہ کلام کچھ تو خدا سے شرم کرو ؎

پاک حسینے نیست کو گردد شہید ورنہ بسیار اند در عالم یزید

عرب و عجم کی عورتون بچون کو لونڈی غلام بنانا اس فعل وحشیانہ و ظالمانہ کو کون مہذب قوم پسند کرے گی۔ کہ بندگان خدا کو خرید و فروخت کیا جاوے اور اُن کو اسیر و مقید رکھا جاوے یہ طریقہ آنحضرتؐ کا ہرگز نہ تھا۔ آپکو اللہ جل شانہ نے مجسم خلق عظیم بنایا تھا آپکے مکارم اخلاق و محاسن اشفاق اس بات کو ہمیشہ مکروہ و معیوب سمجھتے رہے۔

دیکھو جب بنت حاتم طائی مقید ہو کر آپکے روبرو آئی آپنے بہ لحاظ سخاوت و فیاضی اُسکے باپکے اُس کی بیٹی کو اپنی ردا بچھادی اور رہا کر دیا ایسا ہی اور اُسرائے مغلوب کے ساتھ آپکا سلوک رہا کیا۔

یہ ایجاد ظلم بنیاد آپکے خلفا کی سبب ہے کہ بیگناہ مردونکو تہ تیغ کیا عورتون اور بچون بے بس و بے کس کو اسیر کرکے فروخت کرڈالا۔ لا واللہ لا اس جبر تعدی سے نہ خدا خوش نہ رسولؐ۔

عیسائیون کے اعتراض پر اہل سنت نے صرف فعل صحابہ کے جائز رکھنے کو اسلام مین یہ بھی ایک شاخ لگا رکھی ہے اور بیجا توجیہین و تاویلین کرتے ہین مگر جو داغ اسلام کی قسمت مین تھا وہ کیونکر مٹتے۔

اور ائمہ علیہم السلام کو حکم جہاد نہ تھا مثل عیسےؑ و دیگر صدہا انبیاء سے مرسل کے جو ہمیشہ تا حیات جہاد لسانی فرماتے رہے اور شجاعت و شہامت ظاہر نہ کی جیسا اُنکا حال و طرز معاشرت ویسا ہی اِن کا سمجھو فرق نہین جو جیسے حکم ملا اُسپر عامل ہوا بیت

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل آن اندر دلش انداختند

اب دیکھنا مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلنا ایک دین ایک مذہب ایک ملت ایک خدا ایک رسول ایک خلیفہ برحق بعد اُس کے گیارہ اماموں کی امامت اور پھر رجعت وقصاص منافقان بدکردار حشر ونشر بہشت و دوزخ میں داخلہ ۵

یا منتظر ظہور امام زمان دکھا — اب دم لبوں پہ ہے در امن و امان دکھا
آنکھیں ہیں منتظر رخ آرام جان دکھا — پھر برق ذوالفقار کو آتش فشان دکھا
دشمن رہے نہ ایک شہ مشرقین کا — یارب مٹا دے نام عدوئے حسین کا

نواں فقرہ اس کا جواب مفصل ہم لکھ چکے ہیں دیکھو صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ رسالہ ہذا

دسواں فقرہ مصداق ان آیتوں کے وہی لوگ ہیں جنھوں نے بفضل خدا کفار عرب واشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ میں امن کامل رہا اور عدم خوف خلق خدا کو حاصل رہا نہ وہ کہ جنھوں نے بہ طمع خلافت اپنے ہاتھ سے امنیت کا خون کیا۔

جواب آیہ۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا

آیہ میں فقرہ ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا ہے جس کی تفسیر بدل دہد ایشانرا از پس ترس ایشان از شر دشمنان ایمنی) ہے پس اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ مومنین صالحین کو بدل خوف کا امن میں رہنے کا ملا یعنی جیسا شر دشمنان سے انکو خوف تھا وہ خوف مبدل بہ امن ہوگیا۔ اور یہ آیہ بعد ہجرت آنحضرت مدینہ میں نازل ہوا کہ مومنین با ایمان ویقین یہی سمجھو کہ جو تم کو کفار مکہ سے ایذائیں پہونچیں اور ہر وقت تم کو انکا خوف بنا رہتا تھا اب اُن کے شر سے تم امن میں رہوگے (اور وعدہ کرتا ہے خدا انہیں مومنین صالحین سے

کہ جیسا پیشتر ہم نے انبیاؑ و اُن کی اُمت کو زمین کا سردار بنایا ویسا ہی تم کو بھی اُنکا قایم مقام
اور دیا ہم نے تم کو ایک دین برگزیدہ و پاکیزہ ۔ دوسری آیت ثم جعلنٰکم خلائف فی الارض
من بعدھم لننظر کیف تعملون ۔ کیا ہم نے تم کو قایمقام پہلون کا بیچ زمین کے بعد اُنکے
پس ہم انتظار کرینگے کہ تمہارے عمل کیسے ہونگے ۔ پس دونون آیتون کا یہ مطلب ہے
کہ مثل انبیائے سابق و اُن کی اُمت کے تم کو بھی اُنھین کا قایمقام بنایا اور کفار کے
شر سے تم کو امن کیا اب دیکھینگے تم کس طرح کے عمل کرتے ہو ۔
اس مین نہ کہین ذکر روئے زمین کو کفار عرب و اشرار عجم سے پاک کرنے کا ہی نہ امن کامل و
عدم خوف خلق خدا ۔
تم تفسیر کو اُلٹ پلٹ کر اپنے خاطر خواہ معنے بنا لیتے ہو ۔ مگر جب آیات کے
صاف و صریح معنے موجود ہین تو ہم کو تفسیر کی ضرورت نہین صرف جو مفسر کی رائے
ہی تا آیات کے اصلی معنے ۔
پس اب دیکھو ان آیات کریمہ نے تم کو جھوٹا کر دیا یا نہین صاف ولیبدلنھم من بعد خوفھم
امنا مومنین صالحین کی نسبت ہے کہ شر و نفاق دشمنون سے مامون رہینگے نہ امن
کامل و عدم خوف خلق خدا ۔
اور یہ بھی یاد رہے کہ ہر آیہ مین جہان اللہ پاک نے امنوا فرمایا ہے روئے خطاب
آنحضرت صلعم ہی کی جانب ہے یعنی آپ مومنین کے سردار اور افسر ہین بعد ازان علیؑ ابن ابیطالب
جن کو بارہا حضرت رسول خدا نے صالح المومنین فرمایا ہے بعدہ اور مومنین صالحین پس
ان آیات مین مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے کا ذکر نہین ہے بجز اس کے
کہ جیسا ہم نے پہلی اُمتون کو زمین کا مالک کیا ویسا ہی تم کو ۔

اب دیکھو خدا کا وعدہ سچا اور بے زوال دلانجم جس کی تکمیل آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک سے ہوگئی یعنی جب وعدہ خدا حضرت علیؑ خلیفہ مطلق ہوگئے ورنہ اور خلفا قدون سے انکا کیا تعلق کیونکہ عموماً اہل سنت خصوصاً تم خدا کی جانب خلافت کا ہونا ناروا و ناجائز کہتے ہو پھر یہ آیات تمہارے خلفا پر کسطرح صادق آئینگی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اب پہلی آیتون سے اس آیت کو مشابہ کرلو دیکھو کیسا جوڑ و پیوند ملتا ہے یہ امر تو ظاہر ہے کہ زمانہ جنگ وجدال مین امن قائم نہین رہتا پس جیسا رسول اللہؐ کے عہد مبارک مین کفار قریش و یہودیان خیبر وغیرہ کا امن خاک مین ملا ویسا ہی حضرت علیؑ کے جنگ وجدال کے زمانہ مین نواصب و خوارج جمل و صفین و نہروان کا امن خاک مین ملا اور جس طرح رسول اللہؐ نے اپنے ہاتھ سے بہ طمع رسالت دین خدا جاری کرنے کو کفار اشرار کو نیست و نابود کیا اُسی طرح حضرت علیؑ نے اپنے ہاتون سے بہ طمع خلافت کتاب اللہ پر عمل کرنے کے لیئے نواصب و خوارج نابکار کو فنا فی الدار البوار کیا۔

اپنی چیز پر سب کو طمع ہوتی ہے خصوص اُس وقت کہ جب کتاب اللہ مین مخالفت و طریقہ رسول اللہؐ مین منافقت ہو کر دین خدا برباد ہو رہا ہو۔

امن و امان کا خون عہد خلفائے ثلثہ مین ہوا جبکہ بجز قلع و قمع بندگان خدا اُن کے مال کی لوٹ کھسوٹ اُنکی عورتون بچون کی اسیری بے خانمان ہونا خرید و فروخت معصوم و مظلوم اطفال ہزارہا خاندان کی تباہی و بربادی طوائف الملوکی کے اور کچھ کام ہی نہ تھا جس کو آپ نے صفحہ ۲۳ مین بڑے فخر و ناز سے لکھا ہے حضرت عمر خلیفہ دس برس رہے۔ اُن کے وقت مین اسلام خوب ہی ظاہر ہوا

شام و مصر و ایران و عراق و اکثر روم فتح ہوا۔ چار ہزار بڑے بڑے شہر مع پرگنات فتح ہوئے چار ہزار مسجد تیار ہوئین چار ہزار بتخانہ توڑے گئے بیشمار خزانے مسلمانون مین تقسیم ہوئے لوگ آسودہ و غنی ہو گئے انتہٰی۔

پس اسی پر خلق خدا کو بڑا امن و امان ہونا قیاس کر لو اور بے شمار خزانے مسلمانون کو تقسیم ہونا جس کے سبب لوگ آسودہ و غنی ہو گئے۔ یہی تو خلفت کے رجحان کا سبب تھا۔ حضرت علیؑ کو وہ لوگ کیون پسند کرتے یہان بجز حصہ رسد ملنے کے اور کیا امید تھی۔

صفحہ ۱۴۳۔ اسرار الہدے مین چوہدری صاحب نے ایک عبارت تنزیہ الانبیا والائمہ مصنفہ جناب سید مرتضےٰ علم الہدے کے لکھی ہے اور اُسے جناب موصوف کیطرف منسوب کرتے ہین) باآنکہ حضرت امیرؑ و شیعہ او ہمیشہ دین خود را اخفا فرسودہ اند و در پردہ دین مخالفین گزرانیدہ اند و امن کامل و عدم خوف نیز در زمان ایشان حاصل نبود چہ اصل ایاست ایشان را بلاد کثیرہ و اقطار طویلہ مثل شام و مصر و مغرب منکر بائند چہ جائے قبول احکام ایشان الخ

جواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہرگز عبارت جناب علم الہدے کی نہین ہے بلکہ قول اہل سنت نقل کر کے بعد جواب شافی دیتے ہین جس کو تم نے لے آخرہ لکھ کر طاق نسیان پر رکھدیا ہے تمہارا ابتدا سے یہی قاعدہ ہے کہ حدیث و اقوال و روایات و عبارات کو کاٹ چھانٹ کر اپنے خاطر خواہ الفاظ منتخب کر کے لکھ دیتے ہو جیسا حدیث شورۂ خلافت مین عمر خطاب نے عمدہ الفاظ وقت پر استعمال کرنے کو منتخب کئے تھے جس کے وہ قائل ہین یہ ابلہ فریبی اور روباہ بازی اچھی نہین اسد اللہ الغالب کے پیرو مجبور کر کے دام الحبس کر دیتے ہین۔ بھلا اس فقرہ کو دیکھئے ہمیشہ دین خود را اخفا فرسودند و در پردہ دین مخالفین

گزرانیدند اور جناب علم الہدے سے محی الدین کو جنکی ذات جامع خیر و برکات سے مخالفون کی دھجیان اڑادین اور لوائے شریعت و تبعیت احکام خدا و رسولؐ اقصائے و اکناف عالم مین بلند کردیا وہ جناب امیرؑ کی نسبت ایسا فرمائین کہ دین خود اخفا و در پردہ دین مخالفین لا واللہ لا یہہ قول اُنکا نہین ہے بلکہ کسی متعصب ناصبی کا ہے۔

اور ہمیشہ کے لفظ نے اور بھی اس قول کو رد کردیا کیونکہ ہمیشہ کا اطلاق روز ولادت سے آخر دم حیات تک ہوتا ہے پس ایسا کلمہ بجز کورباطنون کے اور کون کہہ سکتا ہے۔

حضرت علیؑ نے نہ کبھی اپنا دین اخفا کیا نہ پردہ دین مخالفین مین رہے صریح کذب و بہتان نہ اُن کے شیعہ ملکی صفات۔ دیکھو آپنے ابتدا سے انتہا تک اپنے کو مستحق خلافت غیرون کو غاصب و خائن فرمایا اور سیرت شیخین اختیار کرنی ہرگز قبول نہ کی جس پر عثمان کو خلافت ملگئی اور آپ صابر و شاکر رہے سیرت شیخین دین مین داخل نہ تھی ورنہ اُس کے منظور کرنے مین کیا قباحت تھی مگر آپنے صاف جواب دیا کہ یہہ مجھسے نہ ہوگا حضرت ابوذر نے بلا تقیہ ابو طلحہ سے صاف کہدیا کہ متمسک بکتاب اللہ و بعلیؑ ابن ابیطالب شو۔ ایسا ہی شام مین جب تک آپ رہے دین خدا ظاہر کرتے رہے جس پر معاویہ نے عثمان کو شکایت لکھی کہ ابوذر میری حکومت مین خلل انداز ہوتے ہین اور عثمان نے بکمال شد اید و تکلیف مدینہ مین بلاکر جلا وطن کی سزا دی ایسا ہی عمار یاسرؓ و مالک اشتر وغیرہ نے دین حق کے اظہار مین عثمان کے ہاتھ سے کیا کیا ایذائین اُٹھائین۔

خود حضرت علیؑ نے خلافت ثلاثہ مین بارہا معاملات دینی مین اصلاح فرمائی جیسا سزائے سوت جسے عمر خطاب نے خلاف شریعت حد جاری ہونے کو حکم دیا مگر آپنے رد کردیا اور سزا نہ ہونے دی جس پر لولا علیؑ لہلک عمر ہم دنیاوی سے کہا گیا وغیرہ وغیرہ۔

پس اسے دین ظاہر کرنا کہتے ہیں یا اخفا فرمودند کہیں گے۔

بہر کیف حضرت علیؑ و اُن کے شیعہ ملک خصال ہمیشہ و ہر حال ہیں اپنا دین اپنا ایمان اپنے خدا و رسولؐ کے احکام علی الاعلان ظاہر کر کے گمراہوں کو دین حق کی طرف بلاتے رہے ایسا ہی جملہ آئمہ معصومین و اُن کے شیعہ والا صفات کبھی کسی حال و قال میں ان حضرات نے دین کو اخفا نہیں کیا۔ دیکھو دین پناہی و شریعت محمدیؐ کی آبرو بچانی اسے کہتے ہیں کہ حضرت خامس آل عبا روحی لہ الفدا نے ؎ بیجان ہوئے دین نبیؐ کو جلا لیا ۵

سر داد ونداد دست بر دست یزید حقا کہ لوائے دین پناہست حسینؑ

انہیں حضرات کے دین حق و شریعت مطلق جاری کرنے سے اسلام حقیقی محفوظ و مامون رہا اور روز بہ ترقی کر کے آج تمام دنیا میں مثل آفتاب عالمتاب چمک رہا ہے ہزاروں کالی گھٹا سیوں کی اُٹھیں مگر وہ ان دہا رہ سو میں و راس کی تابندگی و درخشندگی بڑھتی رہی الہم زد فزد۔

گیارہواں فقرہ۔ اسی عبارت مکذوبہ و مصنوعہ پر جوہر صاحب نے اُچھل کود کر لکھا ہے کہ بقول علامہ حلی الجبان لایستحق الامامۃ جناب امیر مستحق خلافت مطلق نہ تھے۔

تم نتشر الحواس آدمی ہو کبھی فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق تھے کبھی مستحق خلافت مطلق نہ تھے کبھی کچھ کبھی کچھ ایک رنگ پر قائم رہتے تو مناسب تھا۔

اب ہم سے سنیئے جبن کے معنے ہیں۔ نامرد بے ہمت سحر کہ مرد آزما سے منھ پھیرنے والا صف جنگ کو پشت دینے والا کڑی پڑنے پر نوک دم بھاگ نکلنے والا۔

علامہ حلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا ہو وہ مستحق امامت و خلافت کا نہیں آپ کو خدا کی قسم اور اپنے عمر عزیز کی سوگند سچ کہیئے کہ آپ کے خلفائے ثلثہ جنگ اُحد

صفین و نصیبین سے بھاگ گئے تھے۔
ابوبکر کو ابن ربیعہ وغیرہ نے صحن کعبہ میں مار پیٹ کے صدمہ سے تمام منہ سوج گیا تھا مگر خیر یہ تو ابتدائی حالت تھی اسے جانے دو۔ آپ کے خلفا نے سوائے اپنے باپ قیدی پر تلوار اٹھانے کے کسی معرکہ میں دوسرے کے مقابل ہو کر اسے قتل کیا یا زخمی کیا یا دور ہی سے للکارا۔ یا خود اس کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور نوبت بہ علاج جراح پہونچی۔ تم نے بھی ابوبکر و عمر کے فتوحات کا خلاصہ لکھا ہے کسی معرکہ میں خود سردار لشکر ہو کر گئے اور خود لڑے یا خالد وغیرہ کے بوتے پر تاتا پانی۔
آنحضرت کے وقت میں ابوبکر کا سردار لشکر ہو کر جانا بمقابلہ ابوسفیان بعد جنگ احد اور معرکہ اسیم اور خیبر و بنی کلاب و قوم بنی فزارہ اور وادی الرمل میں جو تم نے لکھا ہے یہ روایتیں اہل سنت کی ہیں اور خیر بفرض مان لیا گئے بھی مگر کسی سے مقابل ہونا اور ان کے ہاتھ سے کسی کافر کا مارا جانا ظاہر نہیں ہوتا لشکر کے ساتھ رہے ہونگے کلام تو مارنے مرنے پر ہے۔ ایک امیری حج کی آپ نے اور لکھی ہے اور سورہ برات کا قصہ بھول گئے ہو وہ ہم سے سنو۔ آنحضرت نے سورہ برات ابوبکر کو دے کر جبہ کو روانہ کیا باین غرض کہ لوگوں کو سنا دو ابوبکر کعبہ کی جانب چلے۔ جبریل امین نازل ہوئے اور حکم خدا پہونچایا کہ خدا کے احکام تم اپنی ذات سے پہونچاؤ یا علیؑ جو تمہارا نائب برحق ہے۔ غیر شخص ایسے احکام پہونچانے کا مجاز نہیں۔ آنحضرت نے فوراً حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم جا کر ابوبکر سے سورہ برات لے لو اور بہ نفس نفیس احکام خدا کی تبلیغ کرو چنانچہ آپ نے راہ میں سورہ کریمہ ابوبکر سے لے لیا اور خود امیر حج ہو کر کعبہ میں پہونچے اور تبلیغ رسالت کی۔ ابوبکر اگر آپ کے ساتھ رہے ہوں تو باشد مطلب تو سورہ برات کی تبلیغ

کا تھا سو وہ منصب حضرت علیؑ کو ملا ہی تو ہم کہتے ہین کہ تم صرف اپنے مطلب کے لایق عبارت لے لیتے ہو اور اصل مقصد کو چھوڑ دیتے ہو ۔

اب اس روایت مین ابوبکر کی امیری کہان ہے ۔ ایسا ہی جا بجا کی سرداری لشکر تم نے گتر بیونت کر ابوبکر پر بواسہ امیری راست کر دیا ہے ورنہ وہ بیچارے نہ کسی لشکر کے امیر ہوئے نہ کسی سے لڑے نہ بھڑے نہ کبھی کوئی فتح ہوا خیبر مین البتہ آپ نے نشان دیکر بھیجا تھا سو اس کا حال سن ہی چکے کہ بے نیل مرام زیر علم سے بھاگ آئے بھاگ گئے کا ثبوت آنحضرت نے فرمایا تھا کہ کرار ہوگا نہ فرار یعنی بھاگنے والا پس بھاگ گئے کے لئے یہہ فقرہ مصدقہ مخبر صادق کافی ہے کہ جیسا اور لوگ نشان لے کر بھاگ آئے ویسا وہ نہ ہوگا جسے کل نشان ملے گا ۔ اس فرار مین عمر خطاب بھی دوسرے نمبر پر ہین جیسا استحقاق خلافت مین ۔ حنین کا فرار قرآن مجید سے ثابت ہی اور خود قول عمر خطاب مندرجہ صحیح بخاری و مسلم بز کوہی کی مانند اُچھلنا کودنا ۔ حنین کا فرار بعد بیعت تحت شجرہ غرضکہ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم ۔

پس علامہ حلی نے ان فرار معرکہ ہائے مرد آزما سے و نیز دیگر واقعات تاریخی سے جن کی تحریر مین تہذیب مانع ہے خلفا کو جبن فرمایا ہی اور لایق امامت و خلافت نہین سمجھا آپ کو جناب امیرؑ پر غصہ آگیا اور ایک روایت صریح موضوعی و بے ربط و خبط لکھ کر جبن قرار دیدیا ۔ خیر اگر اس روایت کو ہم مان بھی لین تو اس سے بیہوا و صاف جبن کہان نکلتے ہین بجز اسکے مثل مومن آل فرعون جس کی صداقت قرآن سے ہوتی ہے یکتم ایمانہ اپنا ایمان دشمنون کے خوف و غلبہ سے چھپاتے تھے مگر جبن کا اطلاق تو اسی حالت میں صادق آئے گا کہ مثل خلفاء ثلثہ رسول اللہ کو معرکہ جنگ مین چھوڑین اور بھاگ کر اپنی جان بچائین ۔

اگر مغلوبی و محکومی اُمرائے بد باعث ہجین تم سمجھتے ہو تو ابتدائے آدم تا خاتم جملہ انبیائے مرسل نعوذ باللہ منہ ذالک اس الزام سے بری نہین بلکہ حضرت علیؑ کی مغلوبی و محکومی و توہین و تحقیر سے اُن کی مغلوبی و محکومی توہین و تحقیر و تذلیل و ظلم و جور کفار بہت ہی زیادہ ہے ع جو صاحب و لا ہین وہ ہین ہو رو بلا آپ جوہر صاحب نے حدیث ثقلین مشہورہ و معروفہ لکھکر تمسک بہ قرآن مجید و عترت رسولؐ رب وحید کی نسبت بہ اہل سنت دیئے کہ بجز فرقہ ناجیہ اہل سنت ان دونون جلیل القدر کی متابعت احکام دینی و شرعی مین ہرگز نہین کرتے اور مخالف کتاب اللہ و عترت ہین چنانچہ جناب سیدن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ کی تحریر بحوالہ صوارم لکھتے ہین دربارہ عدم تمسک قرآن گویند تغیر و نقصان در قرآن منحصر در چہار چیز است یکے تبدیل لفظے بہ لفظے آخر مثلاً اینکہ گفتہ شود بجائے کنتم خیر امۃ خیر ائمۃ بودہ لکن بعضے از اعدائے اہل بیت آنرا تبدیل نمودہ اند مگر وجہ اول بعید است۔ پس یہانتک جناب موصوف کی عبارت تحریر کرکے اب اپنی چرب بیانی سے لفظ امۃ غلط ہے بلکہ صحیح ائمۃ ہے اور خاص صاحب جتھادون سے یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ درحقیقت قرآن ناقص ہے پس شیعون کو دعوے تمسک قرآن کرنا محض اُن کے اُصول کے مخالف ہی لکھتے چلے جاتے ہین۔ نہ روایت کا نتیجہ لکھتے ہین نہ آغاز نہ انجام جناب ممدوح فرماتے ہین تغیر در قرآن چار چیزون مین ہے ایک تبدیل الفاظ مثلاً کہا جاوے بجائے کنتم خیر امۃ خیر ائمۃ تھا لیکن بعض دشمنون نے تبدیل کردیا مگر وجہ اول بعید ہے یعنے نادرست پس کیونکر ظاہر ہوا کہ جناب موصوف نے نقصان قرآن تسلیم کرلیا جبکہ وجہ اول بعید است کا فقرہ موجود ہے یہ تو تحریر کا طریقہ ہی کہ فلان فلان باتین معلوم ہوتی ہین مگر وجہ اول درست نہین وجہ ثانی قرین قیاس ہے۔ اگر تم سچے تھے تو

پوری روایت اور چاروں چیزوں کی تفصیل پر جناب موصوف کی رائے لکھتے تو معلوم ہوتا آپ کے نزدیک کیا نادرست ہی کیا درست پس جبکہ تم نے روایت لکھنے میں خیانت کی ہے اور جناب موصوف کا فیصلہ آخر نہیں لکھا تو کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا کہ قرآن ناقص ہے اور شیعہ متمسک بہ قرآن نہیں صاف تمہاری بناوٹ اور عوام کو دہوکا دینا ہے۔ شیعہ ایسی بے سرو پا باتوں کا جواب دینا تضیع اوقات سمجھتے ہیں کیونکہ جب سوال کا سر ہی ہیر ندارد ہے تو جواب کیا دیا جاوے۔ اب اگر پوری روایت و فیصلہ آخر لکھوگے تو جواب ملجائے گا۔ قرآن کی مخالفت و منافقت اُس کی تعظیم و توقیر کا حال جو اہل سنت کے پیشوائے دین نے کیا ہے اسکا مختصر سا حال ہم پہلے لکھ چکے ہیں اُسے دیکھو اور دعوائے تمسک قرآن سے باز آؤ۔

اس زمانہ کا حال سنو جوہر الایقان فی حفظ الایمان مصنفہ مولانا مفتی حکیم عبد الکریم دہلوی سنی المذہب کے شروع دیباچہ میں لکھا ہے چونکہ سلطنت اسلامیہ نہیں اس لیئے بعض لوگوں نے موقع پاکر باغوائے شیطان عقائد مذہب باطلہ خوارج و نواصب و نجدیہ کہ اہانت صلحا و انبیا انکا شعار ہے تقریر پلٹ کر بصورت دیگر ظاہر کی کہ عوام کو تمیز نہو (کیا جوہر صاحب آپ بھی انہیں میں سے ہیں) شدہ شدہ ایک فریق کا عقیدہ ہے موافق ان مذاہب باطلہ کے ہو کر گمراہ ہو گئے اور اسی کو عین توحید اور اتباع سنت جاننے لگے۔ اور علم دین یہاں سے گم ہو گیا۔ مدار وعظ کا ترجمہ اردو بعض حدیث اور آیات قرآن اور چند مسائل فقہ پر رہ گیا انکو یہ خبر نہیں کہ اہل سنت کے نزدیک اس آیت و حدیث کے کیا معنے ہیں اور اہل مذاہب باطلہ نے کیا سمجھے ہیں اور ہم عقیدہ کن لوگوں کا اختیار کرتے ہیں آیا ہمارا ایمان درست رہا یا نہیں۔

اکثر واعظین اس زمانہ کا یہہ حال ہے کہ اُردو بھی اچھی طرح نہین پڑہ سکتے اگر پوچھو تو فرائض وسنن نماز اور وضو بھی بیان نہین کر سکتے آیات ناسخ ومنسوخ کا تو کیا ذکر ہے مگر مہمات مین وعظ کہتے پھرتے ہین اور نشان اُن کے دروغ گوئی و غلط بیانی کا یہہ ہے کہ کوئی آیت یا حدیث پڑہ کر اپنے قیاس واجتہاد سے جو سمجھ مین آیا اور جی چاہا کہہ ڈالتے ہین حوالہ کبھی تفسیر کا نہین دیتے کہ فلان تفسیر مین اس آیت کے یہہ معنے لکھے ہین یا فلان مجتہد نے اس حدیث سے یہہ مسئلہ بیان کیا ہے تاکہ صحت اُس کی معلوم ہو پس خدا پناہ مین رکھے ایسے مذاہب اور وعظ سے کہ جس سے حلال خدا حرام اور عبادت خدا ضلالت ہو ــ غرض یہہ طریقہ وعظ کا شغل پیرزادون کے معاش کا ذریعہ مقرر کر لیا ہے کہ جو کوئی دعوت کرے یا نذرانہ دے وعظ کہتے ہین اپنی استعداد کو نہین دیکھتے ہم کیسے ہین مسائل توحید اور عقائد جو بیان کرتے ہین کہان سے کہان بہک جاتے ہین غرض اصلی دعوت کھانے اور نذرانہ لینے سے ہے الحاصل اس زمانہ کے واعظون نے اپنی معاش طلب کرنے کو وعظ کا ذریعہ نکال لیا ہے اور بعض نے مسجد یا مدرسون مین بیٹھکر فتوے لکھنے کا پیشہ ذریعہ معاش ٹھہرایا ہے اور مال زکوٰۃ وخیرات باوجود قدرت حصول معاش اپنے کسب ومحنت سے کھاتے ہین ــ

اور یہہ نہین جانتے طلب حلال فرض ہے اور آیات الٰہی کو اس ثمن قلیل دنیا پر بیچنا حرام ہے اور داخل ہوتے مین اس آیہ کریمہ کے حکم مین ویشترون بآیات اللّٰہ ثمنا قلیلا ؕ ــ

ان سب سے حافظون کا گروہ زیادہ ہے جہان ماہ رمضان قریب آیا ٹڈی دل

مشکل پڑا کوئی شہر کوئی قریہ کوئی مقام ایسا نہ ہوگا جہاں پھر لوگ نہ پہونچیں دو چار
مسلمان برائے نام جمع ہو گئے اور تراویح شروع ہو گئیں جس قدر ختم زیادہ ہونگی
حافظ جی کو نذرانہ زیادہ ملیگا بعد افطار جو تراویح پر کھڑے ہوئے تو ایک رکعت میں دو
تین پارہ آئیں بائیں شائیں سے اڑ گئے نہ تلفظ نہ قرأت نہ مخارج نہ رکن رائد سا
پھر خدا کے چلا جاتا ہے لوگ پیچھے کھڑے کوس رہے ہیں کہ خدا حافظ کو موت
دے کوئی گر کوئی بیٹھ گیا کوئی نیت توڑ کر چلا گیا کیا کرے روزہ نہ کیشد تراویح بکشد
بہرکیف حافظ جی سال بھر کی روزی حاصل کر کے اپنے گھر آئے اور اگلے رمضان
میں چھاپہ مارنے کی فکر ہوئی پس اگر اس کو تمسک کتاب اللہ کہو تو ہم تصدیق کرتے
ہیں ورنہ اسپر عمل لا واللہ لا جب قرآن میں مخالفت اور طریقہ رسول اللہ میں منافقت
ہی ہو گئی تو اسی مخالفت و منافقت پر عمل ہوا نہ اصلی کتاب اللہ پر۔ رہا تمسک
بہ عترت رسول اللہ ع این خیال است و محال است و جنون۔ عترت رسولؐ کی اہانت
انکا قتل قمع ان کی غارتگری ان کی اسیری ان کی توہین ان کی تذلیل انپر ظلم و جور انکی
تباہی و بربادی انپر دروازہ کا گرانا ان کے گھر جلانے کو آگ جمع کرنا صدہا سال
تک انپر سب و شتم کرنا غصب خلافت غصب فدک اب تک انکو مستحق امامت نہ سمجھنا
انکو جھٹلانا انکو دین سے خارج کرنا انکو برا کہنا وغیرہ وغیرہ خشت از بام ہے ابتدا
سے آج تک۔

اہل سنت کی تمام کتابیں اور تاریخیں و روایتیں و حدیثیں پکار پکار کر شہادت دے
رہی ہیں ہم کس کس کا نام لیں تم اپنے رسالہ اسرار الہدیٰ ہی کو دیکھ لو دور کیوں جاؤ
تمسک عترت کا حال معلوم ہو جائے گا۔

جوہر صاحب کہتے ہیں شیعہ بعض عترت رسول اللہ کو جنین و چنان کہتے ہیں اور اُن کو نہیں مانتے ہیں۔

ایک قول جناب امیر کا لکھا ہے اُس کے مضمون پر ناظرین خوب غور کریں اور دیکھیں کہ جوہر کی دیانت و امانت و خیانت کا کیا حال ہے علامہ طبرسی نے جناب امیر سے کتاب احتجاج مطبوعہ بمبئی میں یہ روایت کی ہے ذھب ملوکات اعتضد بھم علی دین اللہ من اھلبیتی و بقیت من الحاضرین قریبة العھد بالجاھلیة عقیلؑ و عباسؑ آپ نے معنے لکھے ہیں یعنے وہ لوگ میرے اہل بیت کے جاتے رہے جن کی قوت کا خدا کے دین میں مجھکو بھروسہ تھا اب صرف دو خوار و ذلیل قریب زمانہ جاہلیت کے باقی رہے ہیں وہ عقیل و عباس ہیں انتہے۔

اب دیکھئے خوار و ذلیل کا ترجمہ کن عربی الفاظ کا ہے۔ معنے تو یہ ہیں کہ وہ لوگ میرے اہل بیت کے جاتے رہے جنسے دین خدا میں مدد ملنے کی امید تھی اور باقی رہے حاضرین میں سے جو ایام جاہلیت سے قریب تھے عقیل و عباس۔ خوار و ذلیل اس عبارت میں کہاں ہے۔ من الحاضرین جو حاضر ہیں۔ اَعُوذُ باللّٰہِ مِن الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ اسپر بھی اگر جوہر صاحب کا کوئی اعتبار کرے تو اُس کی برابر دنیا میں احمق نہ ہوگا۔

جناب امیر کا فرمان فیض ترجمان بجا ہے یعنے اگر حضرت امیر حمزہ و جعفر طیار وغیرہ اس زمانہ میں بقید حیات ہوتے تو زید و بکر کو خلافت نہ ملتی اور غصب فدک نہ ہوتا وہ جرار غیر فرار دین خدا میں میری اعانت کرتے اور مدعیان خلافت کو دھتا بتاتے مگر مجبور کہ صرف عقیل و عباس باقی ہیں وہ اس ایسے مدد و اعانت نہیں کر سکتے اِن دو شیر بیشہ شجاعت

وشہامت وجلالت کے حالات تاریخی دیکھو کہ ترقی دین خدا میں کیا کیا کارنمایان انسے ظاہر ہوئی
ابوجہل سے سردار قوم وسرکش کی مونچھیں اکھاڑلیں جبکہ وہ آنحضرت کو ناسزا کہہ رہا تھا اور
جنگ بدر واحد میں جانبازیان وسرفروشیان ۔ بادشاہ حبش کے روبرو خدا کی وحدت اور نبوت
ورسول اللہ کی رسالت میں خوش بیانیان جو تقریر تاریخ اسلام میں بےنظیر شمار کی جاتی ہیں
پس ایسے اہل بیت کے نہ موجود ہونے کا حضرت علی کو افسوس رہا ۔ اب جوہر صاحب لکھتے ہیں
اولاد عباس کی نسبت حیات القلوب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
ایسے کلمات واہیات لکھے ہیں جنکے تحریر کرنے سے روح کانپتی ہے ۔ تمہاری روح کانپا
کرے ہی تو مشکل ہے کہ نیک وبد ظالم ومظلوم عاصی معصوم کو تم برابر سمجھتے ہو سب دھان
بارہ پنسیری جیسکے جیسے اعمال ہونگے دنیا میں اچھا و برا عاقبت میں جزا وسزا ۔ خلفائے عباسیہ
کا حال تاریخون میں دیکھو انھون نے ائمہ معصومین آل طٰہٰ ویٰسین اُن کی اولاد امجاد کے ساتھ
کیسی بدسلوکیان کیسے ظلم کیسے کیسے شدائد کیے ہیں ان کے عہد میں کسی امام معصوم نے
چین نہ پایا بے خانمان ہوئے قید رہے زہر سے شہید کیے گئے انکی آل واولاد زندہ
دیوارون میں چنا دئے گئے لاکھون سادات علوی وفاطمی قتل ہوئے ۔ بغداد میں نشان
اُس دیوار کا اب تک موجود ہے جس میں ہزارون لاکھون بے گناہ ومظلوم بلاسبب زندہ
چن دئے گئے ۔ پس ایسی ظالم قوم گو کہ وہ عباسی ہون یا علوی کیونکر ممدوح تصور ہوگی
شیعہ اُن کو قیامت تک برا کہیں گے تم اپنی اپنی روح کو سنبھالے رہو ۔
اب جوہر صاحب نے بہت سے نام علوی وفاطمی کے لکھ کر حوالہ کتاب الانساب وتاریخ
السادات واصول کلینی کا دیا ہے جن کو شیعہ برا کہتے ہیں ۔
بیشک جو خلاف دوازدہ امام علیہم السلام مقبولہ مذہب حقہ اثنا عشریہ دعوئے امامت در رفا

کرے انکو امام نہ سمجھے اُنپر خروج کرے اُن کے دشمنون سے ملے اُن کو بُرا کہے وہ

ضرور حرامزادہ ہے کسی خاندان کا ہو دیکھو ؎

پسر نوح با بدان بنشست | خاندان نبوتش گم شد

یہہ تو نوح نبی اللہ کا لڑکا تھا انجام کیا ہوا چہ جائیکہ امام زادہ۔

اب جوہر صاحب نے بکمال سفاہت و شقاوت مرثیہ گوئیون کی ہجو مین تو ایجاد ایک نقل

لکھی ہے اور اپنے مشرب بھانڈون پر گوے سبقت لیگئے ہین و ہو ہذا یہہ بات تو ظاہر

ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہین ہے کہ اہانت اہل بیت سے خالی ہو۔

لطیفہ ایک مرثیہ خوان جو مثل میان دبیر و انیس کے اپنے زمانہ مین انگشت نما تھے بلکہ

فصاحت و بلاغت مین مانند میر مونس و میر دلگیر کے اپنے وقت کا یکتا تھا۔ ایک روز

طبیعت جو زور پر آئی چند بند دلپسند قلمبند کر کے کسی امیر کی خدمت مین لے گیا اور بعد مجرا

بجالانے کے فخریہ عرض کی کہ قبلہ حضور کی تفریح طبع کے لیئے ایک نئی بندش کا مرثیہ لکھ

لایا ہون قسم حضرت عباس علمبردار کی طفیل ہوئے مشکلکشا علیؑ اہانت اہل بیت رسول

اللہ و مصائب جگر گوشگان اسد اللہ کا وہ جدید مضمون تحریر کیا ہے جس کو سنکر چشم ستمکاران

گریان و دل ماہ مہربان امیر نے مرثیہ خوان کی مزاج پرسی کی جواب دیا کہ ببرکت امام ضامن

ثامن اچھا ہے امیر نے دریافت کیا کہ آپ کی والدہ عفیفہ کا مزاج کیسا ہے جواب دیا پھر

ہمشیرہ پارسا کا مزاج پوچھا۔ مرثیہ خوان کا دم بند ہوا۔ پھر دختر صالحہ کے مزاج پوچھنے پر کہنے

لگا کہ قسم ذو الفقار حیدر کرار اگر اسدم میرے پاس تلوار ہوتی تو تیرا سر دھڑ سے الگ کر دیتا

کیا کرون جناب امیرؑ کی طرح مجبور ہون سوائے سکوت کچھ نہین کر سکتا۔ امیر نے کہا

آپ تو صرف ہمشیرہ و والدہ و دختر کے الفاظ سنکر اتنے بگڑ گئے حالانکہ انکا نام مین نے

نہیں لیا۔ آپ بھی تو فرمائیے کہ جس وقت آپ لوگ بر سر منبر بیٹھ کر اہلبیت رسول اللہ کے اسمائے مبارک سے کر توہین کرتے ہو اُسوقت روح پرفتوح رسالتمآب کس قدر تم سے بیزار ہوتی ہوگی نفرین ایسے مشرب پر جو عترت رسول اللہ کی توہین کرے انتہے۔

جواب۔ لعنت خدا و جمیع ملائکہ وانبیائے مرسل و مخلوق انس و جن وحش و طیور وغیرہ اُس قوم و ملت پر جس نے اہل بیت اطہار رسول مختار کو شہید کیا اُن کی عترت اور رسول اللہ کی نواسیون کو سر و پا برہنہ کربلا سے کوفہ کوفے سے شام اسیر کر کے لیگئے اُن کی توہین و تحقیر و تذلیل مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ نواسہ رسول اللہ کا سر مبارک ولد الزنا فاسق و فاجر بدترین بنی آدم کے دربار مین پیش کیا۔ اُس مردود ازلی و لعین ابدی نے لب و دندان مبارک پر چھڑی ماری اور استہزا کیا جس نے رسول اللہ کے خویش و بھائی و وصی و خلیفہ بلافصل پر لعن و تبرا جائز رکھا اُس کی اولاد و پیروان نے اس فعل کو مستحسن خیال کیا اُسپر عامل ہوئے۔ خود رسول اللہ کی نسبت ہذیان کا لفظ استعمال کیا نبوت برحق مین شک کیا غصب خلافت و فدک کیا رسول کے جگر پارہ و نور نظر کو ایذا دین اُن کے پہلوئے مبارک پر دروازہ گرایا جس سے طفل شکم سقط ہو گیا اُن کے گھر جلانے کا ارادہ کیا خلیفہ برحق سے جنگ و جدال کیا اُن کے گلوئے مبارک مین رسی ڈالکر بیعت سے لیئے کھینچا تلبت دیا تا سر امام معصوم کو ظلم و جور سے مجبور کیا انکو زہر دیا اُنکو قید کیا وغیرہ وغیرہ ع ہیچ کافر نہ کند آنچہ مسلمان کردند

مین ایک نصارا سے یون از رہ نادانی
پوچھا کہ مسلمان ہے بولا یہ وہ نصرانی

عیسیٰ کے نواسے کو گر عید کی قربانی کرتے تو ہمین پھبتا دعوی مسلمانی

لعنت خدا ایسے اسلام و دین و ایمان پر۔ یہہ واقعات و حالات بشرح و بتفصیل اہلسنت کی کتابون مین لکھے ہین تو بقول جوہری کج فہم لکھنے والے نقل کرنے والے وعظ وغیرہ بر سر عام سنانے والے سب کے سب لعنت کے مستحق ہونگے بلکہ تمام قوم لعنت کی سزاوار ہوگی۔

مرثیون مین بھی حالات ہوتے ہین جو کتابون مین درج ہین انہین روایتون کو نظم مین بیان کیا جاتا ہے لوگ اُسے سنکر روتے ہین اور ثواب دارین حاصل کرتے ہین۔ اہلسنت بھی مجلس وعظ و میلاد مین یہہ تمام واقعات جور و ظلم کفار اشرار و صبر و شکر عترت رسول مختار پڑھتے اور بیتاب ہوتے ہین مگر چونکہ جوہری کے اسلاف آبا و اجداد کی قلعی کھلتی ہے اور لوگ ان مظالم و شدائد جانکاہ دلسوز رنج افزا کو جو شاہیان ناہنجار بد تر از کفار نے خاصان خدا و برگزیدگان دوسرا پر کئے ہین سنکر شب و روز قوم ظالم پر لعنت و ملامت کیا کرتے ہین اس لئے آپ کا دل کڑہتا ہے۔

انبیائے مرسل کی ازواج مطہرہ و دختران نیک اختر کا نام کتابون مین مرقوم ہے بلکہ کتاب اللہ مین بھی۔ تو پھر نام لینے مین کیا قباحت دیکھو قصص الانبیا۔ حضرت حوا ام البشر کو شیطان نے ورغلانا انہون نے حضرت آدم ابو البشر کو گندم کھانے پر مجبور کیا۔ قابیل نے اقلیما اپنی بہن کے ساتھ نکاح کی خواہش کی اور ہابیل کو مار ڈالا حضرت ابرہیم کو خواہش اولاد ہوئی حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کو صحبت ابراہیم کی اجازت دی تب ہاجرہ نے شرف صحبت حاصل کیا جب حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے حضرت سارہ کو رشک ہوا اور کہا کہ ہاجرہ کو معہ اُس کے لڑکے کے بیابان لق و دق مین ڈال آؤ۔ حضرت لوط

نے اپنی لڑکیون کو کفار کے روبرو پیش کیا بغرض حفاظت مہمان خود ۔ حضرت یوسفؑ
کی ہمشیرہ معظمہ دینا بحالت پریشان دور تک اپنے بھائی کے پیچھے روتی پیٹتین
چلی گئین اور آہ و زاری کرتی رہین ۔ بی بی رحمت زوجہ حضرت ایوب علیہ السّلام نے اُس
حالت مین کہ حضرت کو بستی والون نے نکالدیا جبکہ آپکے تمام بدن مین کیڑے پڑ گئے اپنے
خاوند کی تیمارداری مین مزدوری کرکے انکو کھلایا روز آپ مزدوری کیا کرتین شیطان
ملعون سر راہ کھڑا ہوکر انکو بہکاتا اور کہتا کہ تو ایسے شخص کو ترک کر جس پر غضب الٰہی کی نظر ہے
اگر تو میرا کہنا قبول کرے تو تیرا نکاح سردار مصر سے کردون ۔ مگر آپ نہ سنتین ۔ ایک روز شیطان
بہ لباس حکیم اُن سے ملا اور کہا کہ اس مرض کا علاج گوشت خوک اور شربت انگور ہے ۔
بجز اس علاج کے شفا نہ ہوگی آپ نے مزدوری کرکے دونون چیزین بہم پہونچائین ۔
اور حضرت ایوبؑ کے پاس لاکر حکیم کی تشخیص بیان کی حضرت ایوبؑ نے فرمایا وہ ابلیس ہے
اُس کے فریب مین مت آ ۔ ایک روز مزدوری نہ ملی ملعون ابلیس نے کہا اگر تو اپنے
سر کے بال مجھے دے تو اس کی قیمت دیتا ہون آپ نے سر کے بال کاٹ دیئے اور
قیمت سے کر کھانا بہم پہونچایا ۔ حضرت شعیب کی لڑکیان بکری چرایا کرتین ۔ حضرت
موسیٰؑ نے کنوئین سے پانی نکال کر بکریون کو پلایا جو باعث رسائی حضرت شعیب تک
ہوا اور بی بی صفورا سے حضرت موسیٰؑ کا نکاح ہوا ۔ حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے
حضرت موسیٰؑ کی پرورش کی ۔ بلقیس کا حال حضرت سلیمان کے عہد مین ۔ حضرت
مریم کا حمل حضرت ذکریاؑ کے قتل ہونے کا سبب ہوا کیفیت حمل کی یون ہے کہ ایک روز
حضرت مریم اپنی خالا کے گھر غسل حیض کرنے گئین اور چاہتی تھین غسل کرین جبرئیلؑ ایک
بے ریش جوان خوبرو کی صورت مین ظاہر ہوئے حضرت مریم کو اضطراب ہوا جبرئیلؑ

نے تسلی دی اور کہا کہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹا بخش نے آیا ہوں حضرت مریم نے کہا کہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں میرے بیٹا کیونکر ہوگا۔ جبرئیل نے کہا خدا ہر چیز پر قادر ہے بعد ازاں جبرئیل نے مریم کے جیب و گریبان میں حضرت عیسے کی روح پھونکدی اور حضرت مریم حاملہ ہوگئیں۔ یوسف نجار برادر یا ہونے زاد نے حمل کے اسباب پوچھے حضرت مریم نے خدا کی قدرت کاملہ بیان کی۔ مریم یوسف نجار کے ساتھ برہبری جبرئیل بیت المقدس کی طرف چلیں ایک گاؤں کے قریب تھک کر بیٹھ گئیں اور فرمایا ای کاش میں اس حال سے پہلے ہی مرجاتی اور نسیا منسیا ہوجاتی۔

حضرت عیسے پیدا ہوئے بنی اسرائیل پیچھے لگے جب حضرت مریم کے قریب پہونچے اور لڑکا نوزائیدہ دیکھا کہا یہ کیا کار بد تو نے کیا تیری ماں بھی تو بدکار نہ تھی پھر حضرت عیسے نے اپنے معجزہ سے اُن کو ساکت کیا۔

اب ان واقعات کو کون احمق کہے گا کہ توہین و تحقیر ہیں جیسا حال گزرا ہے بجنسہ کتابوں میں درج کیا گیا لوگ ہمیشہ پڑھا کرتے ہیں۔

ایک لطیفہ سنیے کہ مورخین نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ خلیفہ ہارون رشید بوجہ مداومت شراب اور عشق و محبت اپنی خواہر عباسہ و جعفر بن یحییٰ برمکی وزیر کے چاہتا تھا کہ جلسہ شراب میں ان سب کا مجمع رہے لیکن خیال پردہ شرعی سے رنگ اس محفل کا نہیں جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا وزیر جعفر برمکی کے ساتھ عقد کر دیا بایں شرط کہ صرف شریک جلسہ شراب رہا کریں دونوں میں تخلیہ نہ ہونے پائے جعفر وزیر تو بخوف خلیفہ بیچارہ رہا مگر عباسہ کی فریفتگی اپنے شوہر پر بڑھتی گئی۔ تا اینکہ بحیلہ و مکر اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوئی

اور حاملہ ہوگئی یہم وجہ تباہی خاندان برامکہ ہوئی ۲

عائشہ صدیقہ سے روایت ہے رسولؐ خدا کی ازواج کے دو گروہ تھے ایک مین عائشہ حفصہ صفیہ سودہ تھین دوسرے مین ام سلمہ اور سب بی بیان ۔ مسلمانون کو معلوم تھا رسولؐ خدا سب سے زائد عائشہ سے محبت رکھتے ہین جب کوئی تحفہ یا ہدیہ رسولؐ خدا کے لئے بھیجتے تو عائشہ کی باری کے دن ۔ اور اُس دن کا انتظار کرتے ۔ دیگر ازواجؓ نے ام سلمہ سے کہا آپ رسولؐ خدا سے ظاہر کیجیے انھون نے عرض کیا مگر ہر بار رسولؐ خدا نے فرمایا اے ام سلمہ عائشہ کے باب مین مجھے ایذا مت دو کیونکہ سوائے عائشہ کے اور کسی بی بی کے لحاف وغیرہ مین مجھ پر وحی نازل نہین ہوتی ۔ یعنی عائشہ کے بچھونے پر وحی خدا کا نزول منحصر ہے ۔ حضرت فاطمہؑ نے بھی عورتون کے کہنے سے رسولؐ خدا سے عرض کی کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ زینب بنت حجش آئین اور بہت سختی سے کہا کہ آپ کی بی بیان ابوبکر کی بیٹی کے باب مین اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے انصاف طلب ہین یہم کہکر زینب بہت ہی بگڑین اور عائشہ کے پیچھے پڑگئین اور بُری بُری باتین سنائین رسولؐ خدا عائشہ کو دیکھ رہے تھے عائشہ نے وہ کلام کیے کہ زینب کو خاموش کر دیا رسولؐ خدا نے فرمایا کیون نہ ہو ہے نہ ابوبکر کی بیٹی ۔ ترمذی مین ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ جب ہم لوگون پر کوئی مشکل حدیث آپڑتی تو عائشہ سے پوچھتے تو اُن کے پاس اُس کا ایک علم ہوتا معلوم نہین شورہ خلافت مین کیون نہ پوچھا گیا ۔ مسلم مین عائشہ سے روایت ہے رسولؐ خدا نے عائشہ سے فرمایا تو مجھے تین روز تک برابر خواب مین دکھائی گئی ۔ تیری تصویر کو فرشتہ ایک ریشمی حریرے کے ٹکڑے پر لاتا تھا اور کہتا تھا دیکھو یہم تمھاری بی بی ہے مین نے جو تیرے منھ سے کپڑا اُٹھوایا تو وہی تھی ۔

معاذ اللہ خدا ندو لوگرا فرٹھراکہ تصویرین بناکر اپنے انبیا کے پاس بھیجا کرتا۔ ترمذی مین موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے مین نے عائشہ سے زیادہ فصیح کسی کو نہین دیکھا۔ کیا رسول اللہ کو بھی نہین اور قرآن کو بھی نہین۔ بخاری مین عائشہ سے روایت ہے مجھ سے رسول خدا نے فرمایا اے عائشہ ہیہ تجھے جبریل سلام کرتے ہین مین نے کہا ہیر ابھی سلام مگر مین نہین دیکھتی۔ حضرت جبریل کو لازم تھا روبرو ہو کر مجرا و کورنش بجالاتے۔ بخاری مین ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے رسول خدا نے فرمایا مردون مین بہت لوگ کامل گزرے ہین اور عورتون مین مریم و آسیہ کے سوا کوئی کامل نہین ہوا۔ عائشہ کی فضیلت تمام عورتون پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانون پر۔ اب تو مریم و آسیہ پر بھی کمال حاصل ہو گیا۔ بخاری مین ہشام سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے کہتے ہین کہ رسول خدا اپنی بیماری کی حالت مین اپنی ازواج مین پھرتے اور فرماتے مین کل کہان رہونگا مین کل کہان رہونگا اس کہنے سے آپ کی غرض یہ تھی کہ عائشہ کے گھر ہون۔ معاذ اللہ منہا۔ بخاری و مسلم مین عائشہ سے روایت ہے جب سودہ زوجہ رسول اللہ بوڑھی ہو گئین تو رسول خدا سے عرض کی کہ مین نے اپنی نوبت یا باری عائشہ کو ہبہ کردی سو رسول خدا عائشہ کے ہان دو نوبت کرتے تھے ایک دن انکی باری کا ایک دن سودہ کی باری کا۔ بجنسہ الیاہی ترجمہ لکھا ہے ہم مجبور ہین نعوذ باللہ ذالک بخاری و مسلم مین عائشہ سے روایت ہے کہ ہم اپنے ہمجولیون کے ساتھ گڑیان کھیلا کرتے جب رسول خدا آتے میری ہمجولیان چھپ رہتین مگر رسول خدا انکو میرے پاس بھیجدیتے کہ گڑیان کھیلو۔ اعوذ باللہ رسول اللہ اور ایسا فعل۔ بخاری و مسلم مین عائشہ سے روایت ہے۔ رسول خدا نے اپنے کندھے پر چڑھاکر

حبشیون کا ناچ دکھایا اور مجھ سے فرماتے سیر ہوئی مین کہتی نہین آپ اُنسے کہتے ناچے جاؤ۔
پناہ بخدا خداوندا ایسی لغو و بیہودہ روایتون کی نقل مین تجھ سے عفو کا طالب ہون نقل کفر کفر
نباشد۔ ابوداؤد مین عائشہ سے روایت ہے۔ رسولؐ خدا جنگ تبوک سے واپس
آئے میرے حجرہ مین پردہ کے اندر گڑیان تھین ہوا سے پردہ اُٹھا رسولؐ خدا نے گڑیان
دیکھین اُنمین ایک گھوڑا تھا جس کے اوپر دو پر لگے تھے پوچھا یہ کیا ہے مین نے کہا
گھوڑا ہے فرمایا پر کیسے مین نے کہا آپ نے نہین سنا حضرت سلیمان کے گھوڑے کے
پر تھے رسول خدا ایسا ہنسے کہ کچلیان ظاہر ہوگئین۔ بخاری و مسلم مین عائشہ سے روایت ہے
رسولؐ خدا زینب بنت جحش کے پاس زیادہ ٹھہرتے اور اُن کے یہان شہد پیا کرتے مین نے
اور حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم مین سے جس کے پاس رسولؐ خدا آئین وہ کہے آپکے منہ سے
مغافیر کی بو آتی ہے۔ مغافیر ایک بدبودار گوند کا نام ہے۔ چنانچہ مین نے یا حفصہ نے
رسولؐ خدا سے یہی کہا فرمایا مین نے شہد پیا ہے اب کبھی نہین پیونگا اُس کے پینے
کی قسم کھالی تم اور کسی سے مت ظاہر کرنا۔ بعض علماء کا قول ہے حضرتؐ نے عائشہ کی
باری کے دن ماریہ سے خلوت کی حفصہ کو معلوم ہوگیا آپ نے فرمایا یہ امر پوشیدہ رکھنا مین
نے اپنا نفس ماریہ پر حرام کیا مین تجھے خوشی سناتا ہون ابوبکر و عمر بعد میرے خلیفہ ہونگے
مگر حفصہ نے یہ راز عائشہ سے کہدیا کیونکہ دونون ہم صلاح تھین بعض نے کہا حفصہ
کی باری کے دن ماریہ سے خلوت ہوئی اور حضرت اس چھپانے کے طالب ہوئے
مگر راز کھل گیا حضرتؐ نے اور بی بیون سے قطع تعلق کیا اور اُنتیس دن ماریہ کے گھر رہے
وغیرہ۔
رسولؐ خدا پر جھوٹا الزام بدبو کا لگانا اُن کے راز کو باوصف ہدایت اخفا طشت از بام کردینا

واللہ اعلم کس قسم کی بی بیان تھین۔ بخاری مین انس سے روایت ہے آپنے ایک مہینے کے لیئے اپنی بی بیون سے مفارقت کے لیئے عہد کرلیا اور کیا کرتے۔ مسلم مین عائشہ سے روایت ہے کہ جب میرا نکاح ہوا سات برس کی تھی اور جب رسول خدا مجھسے ہم بستر ہوئے نو برس کی تھی۔ اسمین کیا فخر ہوا۔ ابن ماجہ مین عائشہ سے روایت ہے مین نے رسول خدا کی ستر گاہ کبھی نہین دیکھی۔ کیا آپ کو حسرت رہ گئی۔

مسلم مین عائشہ سے روایت ہے رسول خدا نے شوال کے مہینے مین مجھسے نکاح کیا اور اسی مہینے مین اپنے گھر لائے مجھسے زیادہ نصیبہ ور اور کون بی بی ہے۔ درین چہ شک آپ کی وجہ سے عورتون مین خالی کا مہینہ مشہور ہوا جس مین وہ شادی وغیرہ کو مکروہ جانتی ہین۔ بخاری مین انس سے روایت ہے جنگ احد مین رسول کو چھوڑ کر بھاگ گئے مین نے دیکھا عائشہ و ام سلمہ پائینچے چڑہائے جس سے ان کی پنڈلیون کی چمک ظاہر ہوتی اپنی پیٹھ پر مشک لادے لوگون کو پانی پلا رہی تھین جبھی تو ان کے باپ بھاگ گئے وہان انکا گزر کیونکر ہوا التعجب ہے۔

مسلم مین ابو موسے اشعری سے روایت ہے ابوبکر و عمر حضرت کے گھر مین آئے اس وقت سب بی بیان رسول خدا کے گرد بیٹھین تھین اور خرچ مانگتی تھین ابوبکر نے عائشہ کو عمر نے حفصہ کو خوب مارا کہ تم رسول خدا سے وہ چیز مانگتی ہو جو ان کے امکان مین نہین۔ پس سب نے عہد کیا کہ آیندہ نہ مانگین گے۔ ازواج نبی کی یہ کیفیت رسول خدا پر یہ چیرہ دستی و سختی۔ ابوبکر و عمر کا وہ رعب خدا کی پناہ ایسی بیہودہ باتون سے۔

منقول ہے ابن عباس عائشہ کی بیماری مین عیادت کو گئے جبکہ وہ اللہ کے پاس جانے سے خوف کر رہی تھین۔ ابن عباس نے تسلی دی اور آیہ الطیبات للطیبین پڑہی عائشہ

مارے خوشی کے بیہوش ہوگئین - اور کہا مجھ مین نو چیزین ہین جو اورون مین نہین ہین شب نکاح میری تصویر جبریلؑ رسولؐ خدا کے پاس لائے - میرے سوا رسولؐ خدا کی کوئی بی بی باکرہ نہ تھی - رسولؐ خدا پر میرے لحاف مین وحی اُترتی - خلیفہ کی بیٹی ہون رسولؐ خدا کا میری گود مین انتقال ہوا اُن کی قبر میرے مکان مین بنائی گئی وغیرہ - تصویر اُترنے اور باکرہ ہونے کا فخر کیون نہ ہو - شاباش -

قصہ افک یعنی بہتان و الزام بر عایشہ غزوہ بنی مصطلق سے واپس آتے وقت ہنگام کوچ لشکر بی بی عایشہ رفع حاجت کو گئین وہان گلے کا ہار سلیمانی گر گیا جب واپس آئین ہار نہ تھا پھر تلاش کو نکلین اس عرصہ مین لشکر کا کوچ ہو گیا آپ جب ہار پاکر واپس آئین کوئی نہ تھا وہین لیٹ رہین صفوان بن معطل سلمی ذکوانی صبح کو ہارے ماندے کی خبر لیا کرتا اُس کے ساتھ قافلہ مین پھونچین اکثر لوگون نے الزام لگایا جس کا بانی عبد اللہ ابن ابی سلول ہوا اور مسطح جو ابوبکر کی خالہ کا لڑکا تھا - عایشہ بیمار ہوگئین رسولؐ خدا نے ترک تعلق کر دیا اور اُن کے باپ کے گھر بھیجدیا وحی کے نزول مین تاخیر ہوئی علی ابن ابی طالب نے رسولؐ خدا کو ترک کی صلاح دی مگر اسامہ بن زید نے اُن کی برأت و نیک چلن ہونا بیان کیا آخر بعد رد و قدح بسیار و نہایت انتشار و اضطرار کی خدا کی جانب سے وہ بے قصور ثابت ہوئین بعدہ تہمت کرنے والون کی حد جاری ہونے پر مجلس وعظ رسول اللہؐ مین بہت کچھ شور و شر ہوا - مختصر یہہ حالات ہین بشرح کتابون مین درج ہین -

کیون میان جو یہہ صحیح حدیثین آپ کی تفریح طبع و شگفتن خاطر کے واسطے کافی ہین یا اور لکھی جاوین یہہ روایتین و افسانے بے سر و پا مجالس وعظ و میلاد شریف مین فخر سے پڑہے جاتے ہین اور لوگ سنکر نعرہ آفرین و صدائے تحسین بلند کرتے ہین - آپ نے غلام امام شہید

الہ آبادی کا تصنیف سواود نظم سنتا ہوگا بلکہ اُن کو اوردو سرون کو مجلس میلاد مین پڑھتے ہوئے دیکھا ہوگا - ایک شعر ہم لکھتے ہین ؎

آمنہ کے پوت علی جی کے بھیا ۔۔۔ عائیشہ بی بی کے کنور کنھیا

کس خوبی و ذوق شوق سے برسر تخت بیٹھکر پڑھا جاتا ہی سامعین کو وجد آتا ہی اب فرمائے رسول اللہ و اُن کی ازواج کی یہ توہین و تحقیر بیہ تذلیل جو برسر عام ہوا کرتی ہے یہ کس مذہب و ملت مین روا ہے اور مرثیہ جن مین حالات و واقعات ظالم و مظلوم بیان کیئے جاتے ہین وہ کس مردود کے نزدیک توہین تصور ہونگے ہان تم یا تمہارا امیر معبولہ جس نے مداح اہلبیت کی ہجو کی اُن کے ساتھ تمسخر کیا البتہ بہ تقلید اپنے آبا و اجداد شامیان ظالم کی جو ہجو مین آئے کہو مگر جسے کچھ بھی لگاو اسلام اور ایمان سے ہوگا وہ بیان مصائب اہل بیت و مظالم دشمنان خدا و رسول کو سننا رونا رولانا اور لئے دین پر لعنت کرنا سعادت کونین سمجھے گا -

بیان جوہر النسان کے مرثیوں پر معترض ہین اور جنون کے نوحہ و مرثیہ سے بے خبر دیکھو سعادت الکونین مصنفہ مفتی محمد اکرام الدین نبیرہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی و دیگر کتب علمائے اہل سنت سر الشہادتین وغیرہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ مین نے جنونکو گریہ کرتے سنا جو امام حسین پر نوحہ کر رہے تھے - جنونکا نوحہ اُس دن بہت لوگون نے سنا کذا اخرجہ البیہقی دلائل النبوت شیخ نصر اللہ مجلی جو ثقات اخیار سے ہین نہایت وثوق سے نقل کرتے ہین کہ مین نے علی ابن ابیطالب کو خواب مین دیکھا عرض کی اے امیر المومنین آپ روز فتح مکہ فرماتے تھے من دخل دار ابی سفیان فھو امن پھر آپکے فرزند حسین پر جو کچھ گزرا ظاہر ہے فرمایا تو نے ابیات ابن الصفی اس باب مین سنی ہین مین نے عرض کیا نہین فرمایا اُس کے پاس جا اور سن مین نیند سے

ہوا کا اور ابن الجعفی کے مکان پر گیا) یہ وہی شخص بعض شاعر تھا جس کا لقب شہاب الدین ہے
میں نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ باہر نکلا اور اس قصہ کو سنکر چیخ مار کر رونے لگے اور کہا
بخدا وہ اشعار میں نے اب تک کسی کو نہیں سنائے اور آج ہی رات کو سلک نظم میں
پروئے ہیں سے سن بعدہ وہ ابیات سنائے جن میں امام حسینؑ کی شہادت
اہل بیت کی مصیبت بیان کی تھی۔ ابن الاخضر ابن جناب الکلبی سے روایت کرتے ہیں
میں نے قبیلہ بنی طے میں سے ایک شخص سے ملاقات کی اور کہا سنا ہے تو نے
جنون کا نوحہ جو انھون نے امام حسینؑ پر کیا تھا سنا ہے۔ اُس نے جواب دیا میں نے
کیا میرے سارے قبیلے کے لوگون نے سنا میں نے اُس نوحہ کے سننے کی آرزو ظاہر
کی اُس نے یہ شعر پڑھے۔ مسح النبی جبینہ۔ فلہ بریق فی الخدود۔ ابواہ فی علیا قریش
وجدہ خیر الجدود۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں جنون کے یہ کلمے حضرت ام سلمہ نے
سنے اور روتے روتے بیہوش ہوگئیں۔ ابن خالد کہتے ہیں مجھ جابر بن خالد بن سعید ابو سعید نے خبر دی کہ شہر میں
شور کہتے ہیں میں حضرت ام سلمہ زوجہ نبیؐ کے رونے کی آواز سنکر انکی خدمت میں گیا اور عرض کی جناب خیر ہے فرمایا
آج امام حسینؑ ظالمون کے ہاتھ سے شہید ہوئے اے خدا اُن کے قاتلوں کی قبر کو
آگ سے پر کیجیو یہ کہتے کہتے بیہوش ہوگئیں حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے نوحہ جنون کا
سنا انکا گریہ عین المشاہدہ ہوا۔ عمرو بن حبیب بن ابی ثابت حضرت ام سلمہ سے روایت
کرتے ہیں میں نے رسولؐ خدا کے انتقال کے بعد کبھی جنون کی آواز نہیں سنی مگر امام
حسینؑ کی شہادت کے روز اُن کے نوحہ سے فوراً مجھے امام حسین کی شہادت
کی خبر ملی۔ حضرت ام سلمہ روتی تھیں اور ان اشعار کو پڑھ کر نوحہ کرتی تھیں۔ الا یا
عین فاحتفلی بجہد ومن یبکی علی الشہداء بعدی۔ علی رہط تقودہم المنایا الی متجبر فی الملک العبد

صاحب تہذیب فرماتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام کی خبر شہادت جب مدینہ منورہ مین آئی تو عموماً لوگون کو عجیب طرح کا صدمہ و ملال ہوا ہان جس قدر بنی امیہ کی قوم مین سے وہان تھے وہ بہت خوش ہوئے۔ غنیۃ الطالبین مین روایت ہے جعفر بن محمد رضی سے کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے اور اُس دن سے قیامت تک برابر گریہ کرتے رہینگے اسی کتاب مین حمزہ ناحی فرماتے ہین کہ مین نے رسول خدا اور ابراہیم علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر نماز پڑہ رہے ہین اور رو رہے ہین۔ اور ہزارون روایتین مرثیہ و نوحہ کے جواز مین لکھی ہین جن کو مداح اہل بیت نظم کرکے مجلسون مین سناتے اور سامعین کو رولاتے ہین صاحب کشاف حدیث نقل کرتے ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا اُنکی ایذا کا درپے ہو اُسپر جنت حرام ہے۔ مصابیح مین مرقوم ہے آنحضرتؐ نے فرمایا فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑہ ہے جو اُسے غصہ مین لایا اُس نے مجھے ایذا دی اس حدیث سے معلوم ہوا اہل بیت کو ستانا خاص کر امامین حسنین علیہما السلام کو تکلیف دینا رسول اللہ کو ایذا دینا ہے اور یہ کفر لعنت کا مستحق۔ پس اہل سنت وجماعت کی نزدیک بالاتفاق قاتل حسینؑ و قتل کا حکم دینے والا کافر و ملعون ہے کذا فی التشریح۔ علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ ہے کہ اولاد رسول اللہ کی اہانت و ایذا اُنپر ظلم کرنا کفر ہے اُنکا فاعل کافر و مبتدع ہے۔

مولانا ضیاء الدین یہی فرماتے ہین کہ اولاد رسول مقبول کی اہانت اُنکی ذلت صریح کفر ہے کیونکہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ولد کی ایذا والد کو ایذا دینا ہے پس اس سے ثابت ہوا قاتلان و حاکمان و اہانت و ذلت کنندگان کافر مطلق ہین اور اُنپر لعنت

کرنا درست ہے۔ اشارۃ التنزیل میں وارد ہے کہ یزید گو کہ معرکہ قتال میں حاضر نہ تھا مگر وہ
متغلب تھا اور قتل امام حسینؑ پر دل سے راضی تھا چنانچہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے
تو ابن عباسؓ نے یزید کو خط لکھا کہ اے یزید میں امید کرتا ہوں کہ حق سبحانہ تعالے تجھے
یہ ملک وسلطنت مبارک کرے گا اس کے بعد کہ تو نے امام حسینؑ کو شہید کر ڈالا
خدائے تعالے تجھے ایسے عذاب سخت میں گرفتار کرے جس کا ذائقہ قیامت تک تجھ کو رہے
اور آخرت کے مخلد عذاب سخت میں گرفتار کرے جا نہار بے نیل مرام اٹھے۔
پس ابن عباس ایسے فقیہ کا نسبت دینا یزید کو قتل امام حسینؑ پر کافی ہے۔ اخبار متواترہ
سے ثابت ہے بار بار رسول اللہؐ نے فرمایا نسل معاویہ سے ایک شخص یزید نام پیدا ہوگا
جس کے ہاتھ سے میرا فرزند حسین شہید ہوگا۔ بخاری میں مذکور ہے کہ جب یزید نے
سر مبارک امام حسینؑ کے ساتھ انواع انواع کی اہانت کی تو یہ خبر سنکر بعض اصحاب
رسولؐ مختار روتے پیٹتے اس ملعون کے پاس گئے اور کہا اے ملعون تو فرزند رسولؐ
اللہ کے ساتھ اس قسم کی اہانت جائز رکھتا ہے یزید نے ان بیچاروں کو ناحق شہید
کر ڈالا جو سات صحابی جلیل القدر تھے۔ امام شعبی سے روایت ہے امام حسینؑ کے قتل
کے بعد یزید ملعون نے آپ کی منکوحہ اور بچوں اور بہنوں کو دمشق کے گلی کوچوں میں
پھرایا۔ کتاب مناہج میں لکھا ہے یزید نے قرآن مجید کو ہدف بنایا۔ تہذیب الکاملہ
میں مرقوم ہے یزید لعین نے امام حسینؑ کے سر مبارک میں میخ گاڑی اور طرح طرح کی
اہانت قسم قسم کی ذلت سے پیش آیا۔ قصص سلاطینیہ میں مرقوم ہے یزید ملعون نے سر
مبارک امام حسینؑ کی اول اہانت کی پھر مدینہ میں بھیجا اس کے بعد تخریب مدینہ کے
لیے لشکر بھیجا اہالیان مدینہ کو غارت کیا پانسو صحابہ کبار کو شہید کیا مسجد نبوی میں

تین روز تک تک و دو کی لوگون کو نماز نہ پڑہنے دے ام المومنین ام سلمہؓ کا تمام مال
اسباب لوٹ لیا اقبیہ آلِ رسولؐ کو قیدیون کی طرح گرفتار کیا مشکواۃ مین مرقوم ہے
امام حسینؓ کے سرِ مبارک کو دستہ نیل سے رنگا ہوا یزید کے تخت کے روبرو رکھا
مسلم و بخاری مین روایت ہے امام حسینؓ کا سر مبارک طشت مین رکھ کر کوفہ کے عبداللہ
بن زیاد کے روبرو پیش کیا وہ مردود آپ کی ناک اور دانتون مین نیزہ مارتا اور تمسخر استہزا
کرتا اور بطریق بے حرمتی بیہودہ باتین کرتا۔ اہل سنت وجماعت کے گروہ محققین نے
صرف قتل امام حسینؓ کی وجہ سے یزید کو قطعی کافر کہا ہے۔ قطع نظر ان معاصی کے
جو اپنے زمانہ مین اس نے مباح اور جائز کر دیے تھے فی الجملہ یزید مبغوض ترین مردم اور
مقبوح ترین خلائق علمائے اہل سنت وجماعت کے نزدیک ہی خدا اور فرشتے اور
تمام مومن مرد و مومنہ عورت کی لعنت ہر لحظہ و ہر لمحہ اس پر اس کے پیروان پر
اس کے یار و مددگار اس کے لشکر اس کے خادمون پر ہو چیولنقتے کلامہ فی سعادت الکونین
جزاہ اللہ خیرا۔
اب جوہر صاحب ایک خطبہ مندرجہ تاریخ روضۃ الصفا جسے وہ بزعم خود شیعون کی کتاب
نادانی سے سمجھے ہوئے ہین جو آنحضرتؐ نے مرض الموت مین فرمایا لکھتے ہین۔
اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہے۔ یا ایھا الناس وصیت من بشما آنکہ بہ مہاجرین اولین
احسان کنید و وصیت میکنم مہاجرین راکہ باہم طریقہ نیکوئی مسلوک دارید۔ بعدہ سورہ
والعصر خواندہ فرمود ہر کس کہ با خدائے تعالے خدایع نماید خود فریفتہ و منکوب شود
آیہ کریمہ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ بخواند ترجمہ
مقبولہ جوہر یعنی از استماع آید کہ چون منصب امارت وحکومت یابید بسبب تکبر و تعظیم

و بہ کثرت جاہ در زمین فساد کنید و قطع رحم نمائید چنانکہ در زمان جاہلیت میکردند۔ و یا معنے آنست
کہ اگر از دین اسلام برگردید و طریقہ زمان جاہلیت را پیش گیرید کہ این فساد آنست یعنی
خون ناحق و قطع رحم و غارت اسلام۔ فی خلاصۃ المنہج۔ بعدہ فرمود اے معاشر مہاجرین
شمارا وصیت میکنم دربارہ انصار کہ چہا احسان کردند۔ ہر کس از شما بر ایشان حاکم شود با نیکو
کاران ایشان نکوئی کند۔ بعد ازان فرمود اے گروہ انصار پس از من جماعتے را بر شما ترجیح خواہند
داشت انصار گفتند یا رسول اللہ صلی اللہ با ایشان بچہ کیفیت سلوک کنیم فرمود صبر کنید تا لب حوض
کوثر بہ من واصل شوید عباس التماس نمودہ گفت یا رسول اللہ در شان قریش نیز وصیتے فرمائی
آنحضرت صلعم فرمود کہ وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آن شوند و خلق پیرو قریش باشند

حاشیہ مجیبی۔
جناب اثیر پر فرض تھا خطبہ خم غدیر کو صندوق تقیہ سے نکالکر بدیدہ گریان و سینہ بریان التماس کرتا
کہ مجھے آپ نے محجوب الارث کردیا چنین و چنان کلمات تمسخر و توہین۔

جواب۔ اب اہل سنت منصف مزاج بنظر تعمق غور کریں کہ خطبہ کے مضامین کیا ہیں اور
رسول صلی اللہ کی وصیت آخر وقت میں کس طرز و پیرایہ پر ہوئی اور کیسا صاف صاف آپ نے
بیان فرمادیا مہاجرین اولین کے ساتھ احسان کرنا مہاجرین کو باہم سلوک سے رہنا۔
انصار کے ساتھ نیکیاں کرنا اگر مہاجرین سے حاکم ہو۔ انصار کو صبر و سکوت کرنا تا لب حوض
کوثر جبکہ کوئی جماعت کو انپر ترجیح دیجاوے۔ پھر آیہ کریمہ کی تلاوت جس کے معنے ہیں کہ
تکبر و تعظیم و کثرت جاہ سے زمین پر فساد برپا کرنا قطع رحم کرکے اسلام کو غارت کرنا آخر میں قریش
کا متصدی خلافت ہونا تمام خلق کو اُن کی پیروی کرنا یہ خطبہ کا خلاصہ ہے۔ اب فرمائیے
اس وصیت پر کیا عمل ہوا۔ ابوبکر خاندان قریش سے تھے یا بنی تیم۔ عمر قریش کے سلسلہ

مین تھے یا مجہول النسب۔ ہم کہتے ہین مان لیا کہ آپ نے عموماً قریش کو مستحق خلافت
قرار دیا تو دیکھنا چاہیے قریش مین سب سے بہتر و برتر جملہ امور مین کس کے مدارج و مناقب
بڑھے ہوئے تھے آیا حضرت علیؑ کے یا اور قریشیون کے یہ تشخیص مشکل نہ تھی مثل آفتاب
روشن تھا کہ بعد آنحضرتؐ حضرت علیؑ سردار قریش تھے۔

قریشی بنی ہاشم اولاد عبد المطلب محسن و مربی زادہ رسولؐ ابن عم زوج بتولؑ انفسنا مین داخل
بمنزلت ہارونی پر قابض من کنت مولاہ فعلی مولاہ مین شامل حالت جنب مین مثل رسول اللہ
خانہ خدا مین رسائی عابد و زاہد ترین بنی آدم اشجع الناس اعلم الناس غرضکہ بعد رسول اللہ ہمہ صفت
موصوف ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری۔

اب اگر ابوبکر کو خاندان قریش مین جوہر ناقہم براہ تعصب و کج بحثی شامل ہی کیجے جاوین تو تکمیل الایمان
شیخ عبد الحق دہلوی کا صفحہ ۱۰ دیکھیں و اول بطن قریش اشارت بہ ابوبکر صدیق کرد کہ از بنی تمیم بود
خاندان بنی عدی خلیفہ ثانی کا مشہور ہے۔ خالد بن ولید ہمیشہ الیسر بن حنتمہ کہتے تھے
مہاجرین خالد ہمیشہ تشنیع کرتے عمرو عاص با آنکہ بلند نشینی جو کچھ اُن کے حق مین فرماتے تھے
تھا یہ ازالۃ الخفا مین موجود ہے ص ۱۰۔ خولہ بنت حکیم صحابیہ نے جس کا قول خدا نے
بالائے سبع سموات سنا جو کہا معلوم ہے۔ کہ عمیر سے عمر ہوا عمر سے امیر المومنین اب خدا سے
ڈر ص ۲۔ عباس عم اشرف الناس نے جو ارشاد فرمایا اعضنت اللہ سیئظر امثک کما فی کنز العمال
خود خلیفہ دوم نے جو لاعلمی اپنے نسب سے ظاہر کی ازالۃ الخفا مین مذکور ہے اور تفصیل
اسپر پیچ شرافت نسبی کی تین پشت تک روض الانف سہیلی اور تاریخ اور کتاب المعارف
و تاریخ ابن کثیر شامی اور مثالب کلبی مین مسطور ہے۔

کنز العمال مین ہے جب ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی ولد الزنا بدترین ثلثہ ہے

یعنی زانی و زانیہ سے بدتر ہے تو فوراً عبداللہ ابن عمر خلیفہ زادہ نے اُس حدیث نبوی کی جو ابوہریرہ نے بیان کی تردید کر کے کہا ولد الزنا خیر الثلاثۃ یعنی زانی و زانیہ سے بہتر ہے۔ مسلمانو! ذرا خواب غفلت سے چونکو اور آنکھیں ملکر دیکھو ولد الزنا کس قوم و ملت میں اچھا سمجھا گیا ہے چہ جائیکہ اسلام جو اشرف ادیان ہے۔

ہم پوچھتے ہیں درآنحالیکہ رسول اللہؐ نے مہاجرین کو اس خطبہ میں عموماً مخاطب فرمایا تو اُنمیں قریش بھی تھے کیونکہ خطاب عام مہاجرین سے ہے پس حضرت عباسؓ کا یہ التماس کرنا کہ درشان قریش نیز وصیتے فرمائی آنحضرتؐ فرسود وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آنشوند و خلق پیرو قریش۔ تو اس التماس عباس و وصیت رسولؐ اللہ کا کیا مطلب ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ پہلے آپ نے عام خطاب کیا اور عباس کے عرض کرنے پر خاص قریش کو متصدی خلافت فرمایا تو یہ تخصیص سوائے بنی ہاشم کے اور کس پر صادق آئیگی جسمیں حضرت علیؑ منتخب و برگزیدہ خدا و رسولؐ تھے۔

پس اس سے صاف و صریح وصیت خلافت بحق علیؑ ابن ابی طالب اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور اس فقرہ نے کہ پس از من جماعتے را بہ شما مرجع خواہند داشت صبر کنید تا لب حوض کوثر بمن واصل شوید یہ اشارہ ہے اسی جماعت پر کہ ابوبکر و عمر خاندان قریش سے نہ تھے بلکہ غیر جماعت ورنہ جماعتے فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور تلاوت آیہ کریمہ فھل عسیتم الی الخرہ سے یہی مراد ہے کہ یہ لوگ زمین میں مفسدہ کرینگے حب جاہ و ثروت کرینگے اسلام کو غارت کرینگے جیسا آنحضرتؐ نے ابوبکر سے فرمایا کہ خبر نہیں تم دین میں کیا کیا ایجاد ین کروگے پس یہ آیہ کریمہ آخر وقت میں اسکی مثبت ہے۔ اور فقرہ قریش متصدی خلافت شوند حدیث غدیر کا موید پس حضرت علیؑ کو خطبہ غدیر کی یاد دہانی ضرور نہ تھی مگر ابوبکر کو فرض عین تھا جن کا خزینہ خلافت دو ہی چار قدم کے فاصلہ پر پردہ کی آڑ میں موجود تھا رسولؐ اللہ کے قدموں پر سر رکھکر با چشم گریان و سینہ بریان عرض کرتی

کہ یا حضرت گو کہ مین اذل بطن قوم قریش ہون مگر حضور نے براہ غریب نوازی و کمینہ پروری میری بیٹی صدیقہ سے میری خلافت کی نسبت ارشاد فرمایا اور تاج و تخت خلافت سے ممتاز کیا اگر حکم ہو صدیقہ کے سینۂ صاف تراز آئینہ سے جسمین صندوق سکینہ سمجھتا ہون نکال کر پیش کرون یا حضور ہی پکار کر دریافت فرمالین اب عام قریش کو مقصدی خلافت فرمانا میری حق تلفی میری آبرو ریزی میری بےحرمتی میری ذلت کا باعث ہے اور جس کاہن و راہب سے مین نے آپ کی وزارت پانے کی خوش خبری سنی تھی وہ بھی جھوٹا ہوتا ہے پس جیسا آپ نے میری رذالت پر خیال نہ فرماکر میری نور نظر لخت جگر صدیقہ سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے اب اس مجمع مین بھی صاف صاف فرمادیجئے ورنہ بعد آپ کے صدیقہ کو مکذوبہ کہین گے اور اُس کی باتون پر لوگ اعتبار نہ کرین گے تو حضرت کو حدیث سابق و حال یاد آجاتین اور برسر عام اُن کا اعادہ فرما دیتے چلو قصہ طے ہوا نہ شورہ کی ضرورت ہوتی نہ پنچایت کی۔

دوسرا سوال سائل کا جو ہمارا فہم سے بیہ ہے کہ اگر حدیث صحیح دربارہ خلافت موجود ہے تو شورہ کی کیا ضرورت تھی اور یہہ شورہ مخالف حدیث ہے یا اُس کی مطابق۔

جو ہم نے جواب مین ایک حدیث لکھی ہے۔ ترجمہ بخاری مین عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر طیار سردار ہو اگر جعفر بھی مارا جاوے تو عبداللہ بن رواحہ سردار ہو۔ یہہ حضرت نے اُس وقت فرمایا جبکہ جنگ موتہ مین زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا۔ چنانچہ تینون سردار جب مارے گئے مسلمانون نے خالد بن ولید کو سردار بنایا اور خدا نے اُن کی تدبیر سے فتح نصیب کی۔

پس ایک لشکر میں درجہ بدرجہ کئی سردار مقرر کرنا درست ہے جیسا بالفعل انگریزوں کا قاعدہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اجماع مسلمین حجت ہے جس کو مسلمان اپنا سردار بناویں وہ خدا اور رسولؐ کو پسند ہے جیسا خالد کو لوگوں نے سردار بنایا اور حضرتؐ نے پسند فرمایا کچھ انکار نہ کیا ایسا ہی صدیق اکبر کی خلافت شورہ سے ہوئی تو صاف معلوم ہوا کہ مرضی خدا اور رسولؐ کے مطابق یہ کام ہوا۔

ہم کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے یکے بعد دیگرے تین شخصوں کو سردار ہونے کا حکم دیا اگر شورہ مستحسن و ممدوح ہوتا تو ایک سردار کو مقرر کر کے فرما دیتے کہ بعد شہادت اس کے مسلمان شورہ کر کے سردار تجویز کر لیں مگر ایسا نہیں ہوا۔ خالد کا سردار ہو جانا۔ اور فتح پانا اتفاقیہ امور ہیں۔ جب خالد سرداری کے واسطے منتخب ہوا تھا تو آنحضرتؐ وہاں موجود نہ تھے کہ پسند و ناپسند اقرار و انکار فرماتے۔ جب بعد فتح لشکر الیس آیا تو پھر ناپسندی و انکار کا کیا موقع تھا انگریزوں کا قاعدہ یہ نہیں ہے کہ سپاہی و سوار کسی سردار کو منتخب کر لیں ان کی فوج میں نمبروار سردار ہوتے ہیں جن کا استحقاق یکے بعد دیگرے سرداری کے واسطے پہلے ہی سے انتخاب ہو جاتا ہے عوام سپاہی و سوار کو کچھ دخل نہیں ہوتا نہ ان کی رائے لیجاتی ہے۔

جوہر ناقہم قواعد انگریزی سے ناواقف ہیں۔

اب جوہر نے اقوال جناب امیرؑ دربارہ شورہ لکھے ہیں جن کو ہم پہلے ہی اس رسالہ میں لکھ چکے ہیں ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام شورہ سے ہے۔ سو ہم بھی منظور کرتے ہیں کہ شورہ کے سردار ہیں نہ رسول اللہ کے خلیفہ جنکو خدا اور رسول نے مقرر کیا۔ جوہر نے آیہ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ لکھ کر آنحضرتؐ کا اصحاب سے شورہ کرنا شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے بیشک

خدا کا حکم ہے مشورہ کرو اپنے امور میں - اس کا کون منکر ہے اور آنحضرتؐ نے بھی بعض اوقات اصحاب سے مشورہ کیا ہوگا اگر تم خلافت میں مشورہ کر کے خلیفہ بنا لینا کسی آیت و حدیث سے ثابت کرو تب ہم مانیں ورنہ خانگی امور میں صلاح و مشورہ کون نہیں کرتا اور درست بھی ہے -

اب ایک آیت لکھی ہے - والذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم - یعنی - اجابت کیا اپنے خدا کو اور قایم کیا نماز کو اور مشورے کیا اپنے امور میں پھر اس سے کس کو انکار ہے مشورہ اپنے کاموں میں جایز ہوا - اب ایک حدیث لکھی ہے بخاری و مسلم میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا سب لوگوں سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر وہ جو اُن سے ملے ہوئے اُن کے صحبت یافتہ پھر تبع تابعین بعدہ ایسے لوگ ہونگے جو جھوٹی گواہیاں دینگے اور دروغ بنانے کا پیشہ ہوگا - حاشیہ جوہر -

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کے بعد حضرت کی صحبت کی برکت سے تین زمانوں تک خیریت غالب رہیگی بعد ازاں کم ہو جائے گی - ہر زمانہ میں کچھ اہل حق قایم رہینگے اگرچہ اہل باطل بہ کثرت ہوں - اسکی مؤید منہج الصادقین کی ایک حدیث نقل کی ہے -

اہل سنت کو اُن تین زمانوں کا معتقد قرار دیا ہے باقی بدعات وغیرہ -

ہم کو بھی اقرار ہے کہ ہر زمانہ میں خاص و عام کی تمیز رہی - آنحضرتؐ نے اپنے زمانہ کے لوگوں کو سب سے بہتر فرمایا بیشک خاص اور برگزیدہ لوگ ایسے ہی تھے نہ عوام منافق و مخالف خدا و رسولؐ کیونکہ اگر عام کیواسطے یہ بہتری قبول کیجائے تو منافق جو آنحضرتؐ کے زمانہ میں بہ کثرت موجود تھے اُن کی گنجایش کہاں اسی طرح ہر عہد میں اہل حق تھوڑے

اور اہل باطل بہت تھے چنانچہ اسی زمانہ مین دیکھلو۔ جھوٹی شہادت کی ابتدا جنگ جمل سے
اسلام مین قایم ہوئی جبکہ باغوائے طلحہ و زبیر وغیرہ جناب عائیشہ سے لوگون نے بحلف
بیان کیا کہ یہہ مقام حواب نہین ہے جسکی خبر رسول اللہ نے دی تھی مگر تعجب ہے کہ اسوقت
تک آپ کی صحبت سے فیضیاب بہت سے اصحاب مثل زبیر وغیرہ موجود تھے مگر صحبت
نبوی کا کچھ اثر نہ ہوا ؎

ہر کرا روئے بہ بہبود نبود دیدن روئے نبی سود نبود

اب جوہر خود فراموش کہتے ہین کہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کہین جگہہ خلافت یا امامت کو منصوص
من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہے۔ تین آیات قرآنی لکھکر کہتے ہین کہ ان جملہ آیات بینات سے
خلافت و امامت منصوص من اللہ نہین سمجھے جاتی۔ اول آیت وجعلکم ملوکًا و اتٰکم مالم یؤت احدٌ من
العلمین یعنی بنایا ہم نے تم کو بادشاہ اور دین وہ نعمتین جو کسی کو عالم مین سے نہین ملین
دوسری آیت ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض یعنی تم کو خلیفہ ہائے زمین ہم نے بنایا۔
تیسری آیت۔ ونجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین۔ یعنی بنایا تم کو پیشوایان دین اور بنایا وارث
اموال و امتعہ و املاک۔

ناظرین نے دیکھا ہوگا جوہر خودغرض نے آیہ وعد اللہ الذین و ثم جعلناکم الےٰ اخرہ۔
مین خلفائے ثلثہ کو مصداق آیات کریمہ کا قرار دیا ہے اب یہان کل آیات سماویہ سے انکار یعنی
خلافت و امامت منصوص من اللہ نہین ہین ایسے مضطرب الحواس سے کیا بحث کیجاوے۔ تف
باین بے شرمی۔ ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ آیات موصوفہ مین کس صراحت کے ساتھہ بادشاہ
و خلیفہ و پیشوایان دین بھر کرنا۔ خدائے جل و علےٰ فرما رہا ہے مگر اندھون کو نہین سوجھتا وہی
ایام جاہلیت کی جہالت کہ خدا و رسول کچھہ ہی فرمائین ہم نہین سنتے۔ سچ ہے جب دلون پر

آنکھوں پر کانوں پر گاڑھے پردے پڑے ہوئے ہیں تو کیونکر دکھائی دے اپنے بادشاہت
خلافت پیشوائے دین یہیں منصوص من اللہ ہے جناب امیر و ائمۂ اطہار مصداق ٹھہرے اور
آیات وَعَدَ اللّٰہُ وَ ثُمَّ جَعَلْنَاکُمْ انہیں کے مثل و قائم مقام ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ
مَنْ یَّشَاءُ ۔

اب جوہر نادان کہتے ہیں کہ اگر شیعہ یہ پہلو نکالیں کہ جناب امیر افضل و معصوم تھے اس لئے اہل شوریٰ کا
اتفاق کیوں نہ ہوا تو اس کی بھی تردید کلام مجید میں موجود ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ
طَالُوْتَ مَلِکًا معنے بہ تحقیق برانگیخت برائے شما طالوت را بادشاہ فرمان فرمائے و او از فرزندان
بنیامین بن یعقوب بود ۔ دیکھو طالوت مفترض الطاعت تھے معصوم و افضل نہ تھے بلکہ حضرت
شموئیل و حضرت داؤد علیہم السلام بھی اسوقت میں موجود تھے یہ دونوں نبی برحق تھے
طالوت نبی نہ تھے ۔

پھر اس سے کیا حاصل ایک زمانہ میں صدہا نبی ہوا کرتے تھے جہاں جس کو خدمت سپرد ہوئی احکام
خداوندی کی تبلیغ کرتا ۔ طالوت اگر مفترض الطاعت تھے تو ضرور معصوم تھے کیونکہ آن کو
خدا نے بادشاہ اور رہبر دین بنایا تھا طاعت و فرمانبرداری اُسی کی دین میں لازم ہے
جو معصوم ہو پس اگر مفترض الطاعت تھے تو بالضرور معصوم ہونگے تم کل انبیا کو معصوم نہیں
کہتے تمہاری باتوں کا کیا اعتبار ۔

اب جوہر نے روایت روضۃ الصفا سے بیعت جناب امیر با ابوبکر لکھی ہے ۔
اس کا جواب ہم حدیث عائشہ سے لکھ چکے ہیں ملاحظہ ہو حدیث بیعت ۔
اب جوہر نے روایت روضۃ الصفا دربارہ بیعت با جناب امیر بعد قتل عثمان لکھکر مشابہت بیعت
ابوبکر و بیعت جناب امیر کی ہے اور شوریٰ کو بنیاد خلافت قرار دیکر لکھا ہے کہ جناب امیر

کی بھی خلافت شورہ سے ہوئی نہ خطبہ خم غدیر سے - شروع روایت میں مصنف تاریخ لکھتا ہے - روات اخبار در کیفیت بیعت آنحضرت اختلاف کردہ اند و آنچہ بصواب نزدیک تر است آن است چون از واقعہ عثمان سہ روز گذشت سروران از امیر المومنین علی التماس نمودند کہ بر حال رعایا و برایا التفات نمودہ مسند خلافت را زیب و آرائش بخشد شاہ ولایت پناہ فرمود کہ رضا و عدم رضائے شما در امور خلافت مدخلے ندارد چرا کہ این مہم ذمہ اہل بدر است سروران این کلمات بہ آن سعادتمندان رسانیدند جمہور اصحاب نبوی ہمراہ ایشان بدولت خانہ حضرت امیر آمدہ عرض کردند کہ عثمان سہ روز است کہ از عالم رفت جہانیان را بے امام چارہ نیست لہٰذا ترا اولے و احق میدانیم خلافت قبول فرمائی امیر المومنین فرمود لبعد از عمر خواہش بود اکنون نمی خواہم کہ قبول سازم ہر کرا شما انتخاب نمائید من متابعت نمائیم گو سالغہ یاران بحد افراط رسید امیر المومنین فرمود بے حضور طلحہ و زبیر این مہم انجام نرسد شخصے بہ طلب آنہا رفت نیامدند مالک اشتر طوعاً و کرہاً آورد امیر المومنین فرمود از شما دو کس کہ میل خلافت دارد من با و متابعت نمایم ایشان گفتند باوجود تو کراتمنائے خلافت در خاطر گزرد و بعد از ان خلافت علی مرتضےٰ قرار گرفت نخست کہ دست بردست آنحضرت رسانید و بیعت کرد طلحہ بود - یہہ خلاصہ روایت کا ہے -

اب ناظرین ملاحظہ کریں - مورخ پہلے ہی لکھتا ہے کہ کیفیت بیعت میں بہت کچھ اختلاف ہے مگر صواب نزدیک تر آنست پس یہہ اُن کی رائے ہوئی اگرچہ اختلافات لکھ کر اپنی رائے دیتا تو بھی کچھ وزن ہو سکتا تھا اور ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مصنف روضۃ الصفا متعصب سنی ہے شیعوں پر اُس کی روایتیں اور افسانے حجت نہیں جیسا کہ روایت بیعت جناب امیر بہ ابوبکر کوئی نادان و ناسمجھ بھی ایسی جھوٹی باتیں نہ بکے گا جس کی تردید حدیث بیعت مقبولہ جناب عائشہ سے بخوبی

ہو گئی۔

پس اس روایت بیعت پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اور پھر اس روایت میں بھی تو مشورہ ہونا ثابت نہیں صرف مصریوں کے اصرار سے لوگ جمع ہو گئے اور وہاں میں ہاں ملادیا دیکھو زبیر و طلحہ کا ردّ و انکار کہ بلانے پر بھی آنے سے اعراض کیا اور طوعاً و کرہاً آئے کیا اسی کو مشورہ کہتے ہیں اصحاب رسولؐ کا تین روز تک خبر نہ ہونا کہ کون خلیفہ ہوا اور کسے خلافت دینی چاہیے۔ اصل یہ ہے عہد خلافت عثمان میں دین بالکل برباد ہو گیا تھا اور ظاہری اسلام بھی نیست و نابود ہو گیا تھا بنی امیہ کی جبر تعدی فسق و فجور شراب خواری زناکاری سے انقلاب عظیم واقع ہوا اور وہی جاہلیت کا زمانہ پھر روبراہ ہوا۔ اس لئے خدائے جل و علا نے دین حق کو غلبہ دیا حضرت علیؑ نے زمام خلافت حقہ اپنے ہاتھ میں لی اور ڈوبتی ہوئی کشتی دین کو سنبھال لیا شریعت محمدی کو دوبارہ رونق دی اور اسلام حقیقی کی آبرو رکھ لی۔ یہ مصلحت وقت اور احکام خدا و رسولؐ کی تبعیت۔

جیسا جوہر نے صفحہ ۱۶۳ ترسٹھ اسرار الہدیٰ میں لکھا ہے احقاق الحق کے مسئلہ خاص میں۔

کانوا فی ھذا السکوت مراعین لما وصی بہ النبی علیا من الصبر و عدم جہاد للثلثۃ

ترجمہ۔ تمام بنی ہاشم رعایت سکوت کی اس بارہ میں کرتے تھے اس لئے کہ رسول خدا نے وصیت صبر نہ کرنے جنگ خلفائے ثلثہ کے ساتھ کی تھی خاص واسطے وفاداری برحال مسلمانان ضعیف و حفاظت دین۔

اب خیال کیجئے وصیت صبر و سکوت سے کیا مراد ہے یہی نہ کہ خلفائے ثلثہ غصب خلافت کریں گے مگر تم باوصف احق و مستحق خلافت کے صبر و سکوت کرنا اور جنگ و جدال خلفائے ثلثہ سے نہ کرنا تاکہ مسلمانان ضعیف جو سچے دل سے خدا اور رسولؐ پر ایمان لائے ہیں محفوظ رہیں

اور اُنسے دین کی حفاظت ہو ورنہ ہم لوگ قتل ہونگے اور دین حقیقی تلف ہو جائیگا۔
خلفائے ثلثہ کی خلافت اگر بحق ہوتی تو صبر و سکوت کی وصیت کی کیا ضرورت تھی۔ صبر و سکوت
ایسی حالت میں کہا جاتا ہے جبکہ کوئی ظلم ہو یا امور ناقابل برداشت پیش آئیں ایسی سکوت کی ہدایت
و وصیت ہوا کرتی ہے۔

آنحضرتؐ نے بھی زمانہ قیام مکہ میں ظلم کفار اشرار پر خدا کے حکم سے صبر و سکوت فرمایا اور ہر طرح
کی ایذائیں سہتے رہے باعث یہہ تھا کہ ضعیف مسلمانوں کی حفاظت رہے اور رشد ہدایت کا سلسلہ
اسلام ہوتی رہے اگر شروع ہی سے جنگ و جدال پر تل جاتے تو جو بیچارے دائرہ
اسلام میں داخل ہوئے تھے انکا خاتمہ ہو کر دین برباد ہو جاتا یا آنحضرتؐ ہی کی شہادت
ہو جاتی پھر کون دین خدا کا حافظ تھا۔ الیسا ہی جناب امیرؑ کو ظلم منافقین امت غصب
خلافت وغیرہ پر صبر و سکوت کرنے کو رسول اللہؐ نے وصیت فرمائی تاکہ کامل الایمان مسلمان
جو بہت ہی کم تھے اور ضعیف و مغلوب وہ محفوظ رہیں اور اُن کے سبب سے دین حقیقی بنا رہے
ورنہ اُنکا اور حضرت علیؑ کا خاتمہ ہو جاتا پھر اسلام حقیقی کہاں اور دین خدا کہاں۔ دیکھو اہل سنت
کے اعتراض کا جو بوجہ نادانی و کج بحثی سے کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ابوبکر سے کیوں نہ خلافت
چھین لی اور ذوالفقار سے سب کو کیوں نیست و نابود نہ کردیا بالکل قلع قمع ہو گیا۔ حضرت
علیؑ نے بعینہ رسول اللہؐ کی تقلید کی اور اُن کی وصیت پر عمل کیا۔ دیکھو حضرت ابوذر و
عمار یاسر وغیرہ پاک ایمانوں کا بعہد خلافت عثمان کیا حال ہوا کیا ہلاک ہونے میں کچھ شبہ تھا
مگر زندگی تھی اور دین خدا کی حفاظت منظور۔ لہٰذا زندہ و صحیح سالم رہے۔
یہی لوگ ضعفائے اسلام تھے جن کا اشارہ وصیت رسول اللہؐ میں ہوا ہے
ہنسا بہت بیعت ابوبکر و جناب امیرؑ جو ہر کج فہم نے سمجھی ہے بعد المشرقین زمین آسمان کا

فرق - دیکھو یہی سقیفہ کا مجمع و شور و شر مار پیٹ دھکا پکڑی برو بیعت ابوبکر - ابوبکر خود با چشم گریان و سینہ بریان رسول اللہ کا غسل و کفن و دفن چھوڑ کر خلافت کیواسطے دوڑے سے گئے عمر کو اپنی حمایت و ہمزبانی کے لیئے ساتھ لے گئے وہان جو حرص و آرزوے خلافت میں گفتگوئین ہوئین طشت از بام ہین چھ مہینے تک بیعت کا سلسلہ جاری رہا بلکہ ایک گروہ نے بیعت ہی نہ کی -

حضرت علی کے آستانہ ہدایت پر خود خلقت حاضر ہوئی پیرون پر سر رکھ کر عجز و الحاح منت و زاری کی آپ کو اپنا پیشوا و امام و مقتدا قبول کیا اپنی کردار بد سے توبہ کی حق حق کی آوازین بلند ہوئین باطل جہان سے نابود ہوا ؎

با انا قیلو فی سلونی صد ہزاران قرقہاست　　پیر خرسے را مقابل با غضنفر داشتن

اب جو ہر نا مصنف نے چند غزوات مین ابوبکر کا سردار لشکر ہو کر جانا لکھا ہے از انجملہ امیر حج و نشان بانا جنگ خیبر و امامت نماز وغیرہ ہین جنکا جواب صفحہ ۲۲ لغایت ۲۷ و ۴۸ و ۱۵ و ۵۵ مین ہم لکھ چکے ہین اعادہ کی ضرورت نہین *

اب جوہر نا ہم لکھتے ہین یہانتک جو کچھ مذکور ہوا وہ دربارہ شورے ہوا -

ہم کہتے ہین سائل نے کیا سوال کیا اور تم نے کیا جواب دیا سوال از آسمان جواب از ریسمان اسکو کہتے ہین - سائل پوچھتا ہے کہ اگر حدیث خلافت صحیح ہے تو شورے کی کیا ضرورت تھی اور یہ شورے مخالف حدیث ہے یا مطابق - جوہر نا ہم نے ابتدا سے احادیث خلافت کو بالائے طاق نسیان رکھ دیا اور لگے شورے کا راگ الاپنے بس ظاہر ہوا کہ جو حدیثین تم نے نص خلافت ابوبکر مین لکھی ہین وہ سب جھوٹی اور بے اصل ہین تب ہی تو انکو چھوڑ چھاڑ شورے کے میدان مین آکودے اور شورے ہی کو بنیاد خلافت قایم کردی - اگر ان حدیثون مین کچھ بھی راستی کا لگاؤ ہوتا

تو ان کو ترک کرے شوریٰ پر حصر جانا یہہ معنی دارد صاف کہی جاتی حدیثین نص خلافت مین موجود
وسود ہین شوریٰ کی کیا حاجت مگر تم کیا کرو دروغ گو را حافظہ نباشد سب سر دیا باتین السی ہی ہوا
کرتی ہین اور جب کسی بات کی اصل ندارد ہوتی ہے تو جواب مین کچھ بن ہی نہین پڑتی قاعدہ ہے
جب سانپ پیہ مار پڑتی ہے تو ادہر اُدہر سوراخون مین سر چھپاتا پھرتا ہی کہ کہین پناہ ملجاے
مگر مارنے والے اُس کا سر کچل ہی ڈالتے ہین۔ پس سوال کو مکرر دیکہو اور ہوش مین آکر جواب صاف
دو ورنہ یہہ طوق گران تمہاری گردن مین تا قیامت رہیگا اور روز حشر جواب دینا ہوگا۔ ناظرین
کو معلوم ہے کہ بحث خلافت مین ہی اور اسی کے بابت سوال وجواب مگر چونکہ جوہر سب سے زیادہ جوہر کو
کو حضرت علیؑ کے ساتھ بغض دلی و عداوت قلبی ہے لہذا جہانتک زبان مین گویائی کی
طاقت ہی اور بیہودہ سرائی کی لیاقت توہین و تحقیر مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا ایسے خارج از دین و
ایمان سے کیا بحث کیجاوے اب چند آیات بینات لکہکر اُن کے معنی و مطالب مین تاویلین و
توجیہین رکیک کی ہین اور مثل سگ دیوانہ بھوک بھوک کر اپنی جان دی ہے۔ آیات
بینات مین ابتداے اسلام سے بحثین ہوتی چلی آتی ہین ہزارون کتابین طرفین کی ان کی بحث مین بھری
پڑی ہین مگر نور خدا و حق ہمیشہ غالب رہا اور باطل ہر حال و قال مین نابود و پست ہو گیا۔ جب
جوہر نافہم کا حدیثون مین یہہ حال ہے تو آیات خدا کے معنے و مطالب پر خاک رسائی ہو سکتی
ہے ؎

تو کار زمین را نکو ساختی کہ بر آسمان نیز پرداختی

ہر آیت مین ملا کاشانی کی تفسیر کا حوالہ دیا ہے اور جوڑ و پیوند ملا کر اپنے خاطر خواہ معنے بنالیے
ہین اور اصل مطلب سے ہزارون کوس دور جا پڑا ہے ایسے کج بحث اور ہٹ دہرم کو کیا کہئے منجملہ آیات
بینات کے ہم وہ آیہ لکھتے ہین جن پر زیادہ تر زور دیا جاتا ہے اور تعلق خاص سے ہین۔

اول آیہ مباہلہ فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا
وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین — ترجمہ - پس بگو ایشانرا کہ بیائید [illegible]
تا از برائے مباہلہ پسران خود و پسران شما و ما زنان خود را و شما زنان خود را و ما نزدیکان
خود را و شما نزدیکان خود را بخوانید پس جمع کنیم بر کاذب خود پس بگردانیم لعنت خدا بر دروغ گویان -

مطلب یہ ہے کہ نصرانیان نجرانی نے آنحضرتؐ سے مباہلہ چاہا کون صادق ہے کون کاذب -
آنحضرتؐ کو خدائے جل و علی کیجانب سے حکم ہوا کہ کہو اُن نصرانیوں سے کہ تم اپنے لڑکوں
و عورتوں کو و نزدیک تر رشتہ داروں کو لاؤ ہم اپنے لڑکوں عورتوں نزدیک تر کو لاویں
اور کاذب پر لعن کریں تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جاوے -

پس نصرانیان نجران نے جب دیکھا کہ آنحضرتؐ مع حضرات حسنینؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت علیؑ
میدان امتحان میں تشریف لائے تو انکی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور اپنے اقوال و کردار سے باز رہ
کر رسالت محمدیؐ کے قائل ہو گئے - پس انصاف و ایمان سے کہیئے کہ حضرت علیؑ رسول اللہؐ
کے نفس بحکم خدا قرار پائے اور انفسنا میں شامل ہوئے یا کسی غیر کو یہ رتبہ ملا - اسمیں
تو جوہر کج فہم نے بھی سکوت کیا ہے ورنہ کیا عجب کہہ دیتے کہ صحیح اصحابنا و اصحابکم
و ازواجنا و ازواجکم و انصارنا و انصارکم تھا شیعوں نے تحریف کیا ہے -

جوہر کہتے ہیں ملا کاشانی کی تفسیر ہے - اسقف کہ از جملہ اخبار بود گفت اے قوم اگر
محمدؐ با ہمہ اصحاب خود بیرون آید ہیچ اندیشہ نکنید و با او مباہلہ نمائید کہ او بر حق نیست و اگر با خواص
و اقربائے خود بیرون آید از مباہلہ وے حذر کنید -

ملا صاحب کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ معاذ اللہ رسول خدا کوئی پیغمبر تھے
بلکہ حضرتؐ کے خواص و اقربائے یعنی امام المشارق و المغارب علی ابن ابیطالب وہ قوت

اسد اللّٰہی وہیبت ہو سوہی رکھتے تھے جن کے طفیل میں حضرت رسولؐ خدا بحرانیون پر غالب ہوئے ـ

جواب ـ یہہ اسقف بحرانی سے پوچھو کہ اُس نے کیون ایسا کہا ـ ملّا صاحب اُس کا قول نقل کرتے ہین خود نہین کہتے ـ رسولؐ خدا سب کچھ تھے مگر اُس مقام امتحان وظہور حق و باطل مین ضرور ہے ـ امام المشارق والمغارب وحضرت حسنینؑ وحضرت فاطمہؑ کی شرکت فی النبوت لازمی تھی تب ہی تو خدائے دانندہ وبینندہ نے اُن کے ہمراہ لیجانے کو ارشاد فرمایا ـ اگر صرف رسولؐ خدا ہی کی تشریف لیجانے وبذات واحد مباہلہ کرنے سے کام نکل جاتا تو ابنائنا ونسائنا وانفسنا نہ فرماتا پس معلوم ہوا کہ بغیر ہمراہی اِن حضرات کے مباہلہ غیر ممکن تھا ـ اور سچ ہے قوت اسد اللّٰہی وہیبت ہو سوہی ہی کو دیکھکر بحرانی مباہلہ سے باز رہے ورنہ ہزار جنگ سے فرار کرنے والے ساتھ ہوتے تو کیا ہو سکتا تھا اسی لیے اسقف نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر محمد با ہمہ اصحاب خود بیرون آیند ہیچ اندیشہ نکنید کیونکہ اُنکی اصل سے وہ خوب واقف تھا ـ

قولہ اگر جناب امیر رسولؐ خدا کے ہمراہ نہ ہوتے تو توبہ توبہ خدا بھی عرش سے اُتر آتا ہرگز رسول اللہ بحرانیون پر کامیاب نہ ہوتے ـ

اقول جب ید اللہ اسد اللہ عین اللہ رسولؐ خدا کے ہمراہ تھے تو خدا کے آنے کی کیا ضرورت تھی انھین کو انفسنا فرما کر ساتھ کر دیا اور بحرانیون پر کامیابی ہوئی ـ

قولہ اگر اپنے اصحاب کو ہمراہ لیجاتے تو حضرت بالکل ہی دائرہ رسالت سے خارج کر دئیے جاتے ـ

اقول خلاف حکم خدا اصحاب کو کیون ہمراہ لیجاتے کیا انبیا علیہم السّلام خلاف مرضی خدا ایسے امور مین اپنی رائے کو دخل دیتے ہین ـ

قولہ خیر تو یہی گزری کہ جناب ید اللہ مشکل کشائے دو جہان حضرت کے ساتھ تھے پھر تو کیا کسی کی طاقت تھی کہ کوئی نجرانی حضرت سے آنکھ ملائے یا میدان مباہلہ میں آئے

اقول اس میں کیا شک ہے خدا نے ایسے ہی مشکل کے کاموں میں مولائے دو جہان کو مشکل کشا کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ تم نے دیکھا کسی نجرانی نے آنکھ ملائی یا میدان مباہلہ میں کوئی آیا نور کے مقابلہ میں ناریوں کی کیا بساط۔

قولہ چنین ہذیان۔

اقول تمہارے سلف نے رسول اللہ کو اس لفظ سے یاد کیا تم ملا صاحب کو کہتے ہو تعجب نہیں بیشک سپوت ہو اپنے آباؤ اجداد کی سنت ادا کیے جاؤ۔

قولہ اگر یہی فرض کیا جاوے کہ حضرت رسول خدا جناب امیر ہی کی بدولت غالب ہوئے تو اس سے زیادہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ مباہلہ میں چند نصرانی نجران کے مغلوب ہوئے۔

اقول دین حق جاری کرنے کو اس سے زیادہ فائدہ ممکن ہی نہیں اور یہی بنیاد حقیقت اسلام ہے ورنہ مار دھاڑ لوٹ کھسوٹ سے کیا ہوتا ہے۔ انسان کا دل ایسے ہی حقایق و دقائق کو پسند کرتا ہے اور برجوع قلب دین خدا میں داخل ہونے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے اصل جہاد یہی ہے خدا کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت کا لطف انہیں باتوں میں آتا ہے۔

قولہ تفسیر آیہ مباہلہ میں ملا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ پس ازینجا معلوم شد کہ خلیفہ رسول بعد از پیغمبر بغیر از علی کسے نیست بھلا کہاں آیہ مباہلہ اور کہاں خلافت کا معاملہ۔

اقول ملا صاحب کا فرمانا بہت درست ہے جو کہ ہم النفس ایسا ہو دینی میں رسول اللہ کا نفس و نزدیک تر قرابت دار بحکم خدا قرار پاوے اس کے مقابلہ میں اہل بطن قریش کو کیا منصب خلافت ہے اور کون احمق حق و دجال میں نعوذ باللہ میں فرق نہ کریگا۔

قولہ اگر تمام روئے زمین کے شیعہ جمع ہو کر آیہ مباہلہ میں کوئی لفظ ایسا دکھادیں جس سے
جناب امیر مصداق خلافت سمجھے جاویں تو شاید ملا صاحب کے دعوے کی بھی اہل سنت
تکذیب نہ کر سکیں۔

اقول الحمد للہ روئے زمین شیعوں کے قدوم فیض لزوم سے مزین و مملو ہے۔
اگر آنکھیں ہیں دیکھو لفظ انفسنا اس سے زیادہ استحقاق خلافت کا لفظ نہ پیدا ہوا ہے
نہ ہو جب جناب امیر ہم و ہمنفس رسول اللہ کے ہوئے پھر خلافت کیسی جملہ امور دینی و
دنیاوی بعد رسول اللہ کے بلا فصل متصرف ہو گئے اسی لیے آنحضرتؐ نے فرمایا من کنت
مولاہ فعلی مولاہ۔

دوسری آیت اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا
تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ الی آخرہ۔ ترجمہ بیرون کردند اورا کافران از مکہ در
حالیکہ دوم دو بود پیغمبر یار خود را گفت اندوہ مکن بدرستیکہ خدائے باماست و نازل شد
سکینہ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ کو کافروں نے مکہ سے نکالا آپ کے ساتھ ایک دوسرا
تھا جس سے آپ نے فرمایا مت حزن کر ہمارے ساتھ خدا ہے پس نازل کی خدا نے تسلی
اپنے رسولؐ پر۔ اس بات پر عام اتفاق ہے کہ رسولؐ خدا کے ہمراہ ابوبکر غار میں تھے۔
یہی مراد ہے خدا کے فرمان کی کہ تھا دوسرا دو کا۔ ابوبکر نے گریہ وزاری شروع کی رسولؐ
اللہ نے فرمایا مت حزن کر ہمارے ساتھ خدا ہے اسی پر سکینہ کا نزول ہے یعنی خدا نے
تسلی دی۔ غار کی کیفیت و بستر رسالت پر آرام فرمانے کی حقیقت ہم پہلے لکھ چکے ہیں ناظرین
پھر ملاحظہ فرمالیں۔

یہ آیہ کہ یہ ابوبکر کے یار غار ہونے مصاحب رسول اللہ ہونے خلافت پانے کے لیے

استدلال کیا جاتا ہو۔
لصاحبہ پر بڑا زور لگایا جاتا ہے کہ ابوبکر کو خدا نے مصاحب رسول خدا قرار دیا ہے اور
فانزل اللہ سکینتہ علیہ پر کہ خدا نے ابوبکر پر سکینہ نازل کیا۔
ہم کہتے ہیں صاحب السجن حضرت یوسف کے ہمراہ جو مصر کے جیلخانہ میں قیدی تھے انکو بھی کہا گیا ہے اور بھی اکثر مقام پر صاحب و صاحبہ ہمراہی کے واسطے استعمال ہوا ہے گو وہ کیسا ہی مسلمان ہو یا کافر وغیرہ پھر اس لفظ پر کیا ناز ہے عربی کا محاورہ ہے کہ ہمراہ رہنے والے پاس بیٹھنے والے وغیرہ کو صاحب یا صاحبہ کہتے ہیں۔ سکینہ کا نزول گو کہ رسول اللہ پر باجماع فریقین ثابت ہی مگر خیر ہم نے قبول کر لیا کہ ابوبکر ہی پر سکینہ نازل ہوا پھر اس میں کیا فخر۔ بہت لوگ روتے پیٹتے اضطراب و قلق ظاہر کرتے ہیں آخر کو خدا انکو تشفی و تسکین کر دیتا ہے ثبوت یہ کہ انکا غم و رنج سبیل العیش و عشرت ہو جاتا ہے یہی خدا کا سکینہ ہے کہ قلب کو تسکین ہو جاتی ہے۔ پس جب ابوبکر روئے پیٹے چلائے اور رسول اللہ کے اس فرمانے پر بھی کہ مت رو خدا ہمارے ساتھ ہے بھروسہ نہ کیا تو خدا نے اُن کے قلب کو سکون بخشا۔ مگر خرابی تو یہ ہے کہ باوصف ہمراہی رسول اللہ و پوشیدگی غار و نزول سکینہ حسب رسول پھر بھی خوف کم نہ ہوا اور مدینہ جاتے ہوئے سوار کو پیچھے آتے دیکھکر رو دیئے۔
واللہ اعلم کس دل کے انسان تھے کہ ہزار سمجھاؤ اضطراب و قلق جاتا ہی نہیں۔ پس ایسے شخص کو ایسے افعال پر اگر استحقاق خلافت قرار دیا جاوے تو بجز کور باطنی و جہالت ایام جاہلیت اور کیا سمجھا جاوے۔
تیسرا سوال سائل اگر ایسی حدیث صحیح نہیں ہے تو اس امر کو آنحضرت نے مجمل کیوں رکھا صاف صاف طور سے کیوں نہیں فرمایا کہ میرے بعد فلاں اُن کے بعد فلاں یکے بعد دیگرے

خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع مین آیا۔

جو ہر خود فراموش حدیث خلافت و شورہ سے توبہ کر کے اب تیسرا رنگ لاتے ہین ایک حدیث پیش کرتے ہین کہ خلافت ابوبکر وغیرہ تقدیری امور ہین۔ ترجمہ حدیث روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا نے جھگڑے آدم اور موسےٰ نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی عالم روحانی مین پھر غالب آئے آدم موسےٰ پر کہا موسےٰ نے تم آدم ہو کہ پیدا کیا تم کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے اور پھونکی بیچ تمہارے روح اپنی یعنی روح پیدا کی ہوئی اپنی اور سجدہ کروایا واسطے تمہارے فرشتون اپنے سے اور رکھا تم کو بیچ جنت اپنے کے پھر اُتارا تم نے آدمیون کو ساتھ گناہ اپنے کے طرف زمین کے یعنے اگر گناہ نہ کرتے کیون زمین پر آتے اور اولاد یہان پھیلتی۔ کہا آدم نے تم وہ موسےٰ ہو کہ برگزیدہ کیا تم کو اللہ نے ساتھ پیغامبری اپنی کے اور ساتھ کلام اپنے کے اور دین تم کو تختیان کہ بیچ اُن کے بیان ہر چیز کا اور نزدیک کیا تم کو سرگوشی کرنے کو پس ساتھ کتنی مدت کے پایا تم نے اللہ کو کہ لکھی توارت پہلے پیدا ہونے میرے کے۔ کہا موسےٰ نے چالیس برس پہلے۔ کہا آدم نے پس کیا پایا تم نے بیچ اُس کے مضمون اس آیت کا نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی پس بہکا۔ کہا کہ ہان کہا آدم نے کیا پھر ملامت کرتے ہو تم مجھ کو اس پر کہ کرون مین وہ عمل کہ لکھا ہے اس کو اللہ نے مجھ پر کرنا اُس کا پہلے پیدا کرنے میرے کے چالیس برس فرمایا پیغمبرؐ نے پس غالب آئے آدم موسےٰ پر۔ روایت کی مسلم نے۔ دیکھو شیعو نوشتہ تقدیر برحق ہے اُس کے خلاف نہ کوئی نبی کر سکتا ہے نہ کوئی ولی جس طرح سے خالق اکبر نے حضرت آدم سے پیشتر چالیس برس تقدیر مین لکھ دیا تھا کہ آدم دنیا مین بھیجے جاوینگے اُن کی اولاد سے تمام روئے زمین مین بموجب زینت الارض من الناس کے

آباد اور معمور ہو گی اسی طرح جیسے حضرت صدیق اکبر بعد آن کے درجہ بدرجہ سلسلہ خلافت قایم رہیگا ۔ دیکھو شیعو تقدیر حق ہے کہ نہیں اگر حق ہے تو نزاع خلافت کیسی ۔

کیون جوہر صاحب یہہ وہی ابی ہریرہ ہین جن کو خلیفہ ثانی نے منع کیا تھا کہ خبردار رسالتمآب کی حدیثین نہ بیان کیا کرو ورنہ جلا وطنی کی سزا ملیگی اور دوس کے پہاڑون پر پہونچادیئے جاؤگے بلکہ شاید اسی کی کسر نکالی کہ تغلب مال بحرین کا حیلہ لگاکر ابوہریرہ کو اتنے کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہو گئی ۔ دیکھو تاریخ ابن کثیر شامی ص ۹۵ و کتاب العقد ص ۲۵ ۔ پس ایسے محدث کا کیا اعتبار جسے خلیفہ ثانی نے جھوٹا کردیا اور واقعی یہہ حدیث کیا ہے ۔ انبیا علیہم السلام کا جھگڑا العوذ باللہ کنجڑے قصابون کی سی لڑائی کہ ایک دوسرے پر خلاف شان و منزلت اتہام و الزام قایم کرتا ہے ۔ حضرت موسیٰ نے اپنی جد امجد آدم ابو البشر پر یہہ الزام لگاوین کہ تمہارے ہی جانب سے گناہون کی بنیاد قایم ہوئی اور حضرت آدم کا یہہ عذر کہ جو کچھ ہوا خدا کی جانب سے ہے اس مین کیا قصور نعوذ باللہ انھون نے خدا ہی کو قصوروار ٹھہرایا کہ جو خدا نے چالیس برس پیشتر تقدیر مین لکھ دیا تھا اُس پر مین نے عمل کیا ۔

پس معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے حکم سے لہٰذا ابتدائے آدم تا ایندم نہ کوئی گنہگار ہے نہ قصوروار ۔ جزا و سزا بہشت دوزخ برا بھلا نیکی بدی سب ندارد شیطان ہامان شداد نمرود فرعون وغیرہ نے جو کیا خدا نے تقدیر مین لکھ دیا تھا اُن کا کیا قصور صالح و طالح مسلمان و مشرک سب برابر ہو گئے ۔ ہان خوب یاد آیا اسی تقریر حق پر ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ ابوبکر و ابلیس کا ایمان برابر ہے

چلو قصہ تمام ہوا نہ کچھ نزاع باقی رہی نہ کوئی جھگڑا - دیکھو شیعہ بھی بے قصور ٹھہرے جس طرح ابوبکر کی تقدیر میں ہزارہا برس پیشتر خلافت لکھی تھی اسی طرح شیعوں کی تقدیر میں بھی لاکھوں برس پہلے لکھ دیا گیا تھا کہ وہ ابوبکر کو خلیفہ نہ سمجھیں گے اور انکو غاصب و خائن و خاسر کہا کرینگے اب ناراضی کی کوئی وجہ نہ رہی -

اور کیوں بیان جبری قائل تقدیر برحق جبکہ حضرت آدم نے خدا ہی پر اپنی نافرمانی کا الزام رکھ دیا اور خود بری ہو گئے تو تین سو برس تک گریہ و زاری و توبہ استغفار کیوں کرتے رہے اور ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین - کیوں کہا جس کے معنے یہ ہیں کہ اے رب میرے میں نے ظلم کیا اپنے نفس پر یعنے گنہگار ہوا تو مجھے بخشدے اور رحم کر نہیں گناہ کرنے والوں سے ہوں -

قولہ اگر مثل دیدار خدا تقدیر سے بھی انکار کرتے ہو تو دوسرا جواب لیجئے -

اقول بیشک ہم دونوں باتوں کا انکار کرتے ہیں اور اس خدا کو ہم اپنا خدا نہیں مانتے ہیں جو سب کچھ خود ہی کرے اور انسان کو قصوروار ٹھہرائے اور مثل انسان مجسم ہو کر اپنا دیدار دکھائے -

قولہ خدا تعالےٰ نے حضرت رسول خدا کو جن احکام شرعیہ کی تبلیغ پر مامور فرمایا ان کی تعمیل میں آپ نے ڈھیل نہیں کی -

اقول بیشک ایسا ہی ہوا خلافت و جانشینی و تحفظ اسلام و ایمان پہلا رکن شرعیہ ہے اس کا انتظام و انصرام خدا پر لازمی امر تھا جیسا امر رسالت -

قولہ جن معاملات میں حکم مفصل پہونچا ان کی تبلیغ مفصل کی جن میں مجمل حکم ملا اس کی تبلیغ بھی مجمل کی -

اقول مفصل ومجمل کی شرح لکھنی تھی امور شرعیہ مفصل ہے پہونچائی جاتے ہین مجمل جس سے دین خدا کا کارخانہ درہم برہم ہونے کا احتمال تھا۔

قولہ بعض مقامات مین حضرت سکوت فرماتے ہین مثلاً قیامت کا حال۔

اقول بے شبہ اس کا علم خدا ہی کو ہے مگر آثار قیامت وحشر ونشر وبہشت ودوزخ نکوکار وبدکار کی جزا وسزا وغیرہ سب کچھ حضرت نے مفصل بیان کردیا پس اسی سے قیامت کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔

قولہ پس پھر سوال بھی حضرات شیعہ بسبب انحراف باطنی نسبت ما ینطق عن الھویٰ کی افترا ہے اور طنز کہ حضرت نے کیون اس امر کو مجمل رکھا مفصل کیون نہ بیان کیا۔

اقول حضرات شیعہ کا ایمان ہے کہ آنحضرت نے خلافت وجانشینی بعد اپنے بحکم خدا جناب امیر کو بروز خم غدیر بخشی اور مفصل بیان کردیا ہرگز مجمل نہین رکھا کیونکہ تبلیغ رسالت اسی پر منحصر تھی۔ تم مجمل کہتے ہو اس لیے پوچھتے ہین کہ ایسا رکن دین میں کیون مجمل رکھا گیا اور کیون نہ مفصل بیان ہوا۔

قولہ چند آیات قرآن پاک کی جو صریحاً خلافت بلافصل حضرت صدیق اکبر پر بطریق حکم مجمل جن کو دانایان باانصاف مفصل قیاس کرین دکھائی جائین۔

اقول بسم اللہ مگر وہ ہی مجمل جو ساقط الاعتبار ہے پھر کیا فائدہ بلا فصل کو ہوگا۔

قولہ اول آیت والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار الی آخرہ دوسری آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الی آخرہ

آیت سویم اذاخرجہ الذین الی الخ ۵ آیہ غار۔

اقول پہلی آیت میں مہاجرین و انصار دونون شریک ہین کسی کی خصوصیت نہین کیسے باشد پہلے ایمان لایا یا پیچھے سب کی تعریف ہے۔ مگر ہان یہہ البتہ ہے کہ جنھون نے ابتدائے زمانہ رسالت مین اسلام قبول کیا اگر آیہ مین سب سے پیشتر ایمان لانا کہا جاتا تو خاص بات پیدا ہوتی۔ مگر جب کہ انصار بھی شامل ہین جو عرصہ کے بعد ایمان لائے تو کوئی خصوصیت نرہی کیونکہ مہاجر مکہ کے لوگ ہین اور انصار مدینہ کے۔ جوہر نافہم کہتے ہین کہ اس مین کوئی شبہہ نہین کہ ابوبکر کو جملہ سابقین پر ترجیح صریح ہے کیونکہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔

ہم کہتے ہین ایمان لانے کا تو ذکر ہی نہین پہلے ہو یا بعد اول گروہ مہاجر و انصار کی نسبت آیہ مین صاف صاف بیان ہے جس مین سب شامل ہو گئے ایک دوسرے پر ترجیح صریح نہین ہوسکتی تم اپنے تخیلات فاسدہ سے جو چاہو بکو۔ پس ایسی عام تعریف سے اور خلافت سے کیا تعلق۔ اگر اس آیہ سے خلافت ہی مراد ہوتی تو خیر ابوبکر کو بوجہ سابق الاسلام ہونے کے خلافت ملی بعد ازان انصار بھی تو مستحق تھے کیونکہ من المہاجرین والانصار خدا نے فرمایا ہے پس دونون کا پلہ برابر رہا ترجیح و تفضیل کسی کو نہین ہے۔ اسی لئے تو بیچارے انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین روتے چلاتے رہے کہ ایک مہاجر ایک انصار امیر ہو مگر یارون کا جوڑ توڑ چرب زبانی لسانی اُن سے کہا گیا کہ قریش کی نسبت امیری کی وصیت ہے وہ سادہ لوح خاموش ہو رہے۔

جوہر نادان نے مجمع البیان مین ابوبکر کا پہلے ایمان لانا اور ملا فتح اللہ کاشانی کے قول سے جناب امیر کو سابق الاسلام ہونا لکھا ہے گو کہ مجمع البیان مین وہ فقرہ نہین ہے مگر

خیر اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے تو امر متنازعہ فیہ بقول شیعہ جناب امیرؑ کو سنی ابوبکر کو سابق الاسلام کہتے ہیں مگر آیہ میں تو سبقت عام ہے خاص نہیں جسمیں انصار بھی داخل ہیں پس یہ آیہ کریمہ ابوبکر کو خلیفہ بلافصل یا بافصل نہیں بنا سکتا۔

دوسری آیت اشداء علی الکفار یہہ بھی مشترک ہی حصہ نصیب سب مہاجر و انصار اس میں شامل ہیں کسی کی خصوصیت نہیں ہاں اگر خاص فعل ابوبکر کا ارادہ قتل پدر کافر و باز رکھنا رسول اللہ کا جسے جوہر نے اشداء علی الکفار سے قرار دیا ہے سمجھا جاوے تو یہہ دوسری بات ہے مگر بمقابلہ اُن کے جنہوں نے بدر میں خندق میں حنین میں خیبر میں اُحد میں اور کل غزوات میں صدہا کافروں کو فی النار کیا اور عمر ابن عبدود و مرحب [illegible] سے پہلوانوں کو خاک میں ملا دیا معلوم نہیں یہ ارادہ قتل پدر ارباب دانش و صاحبان عقل کی نظروں میں کہاں تک وزن رکھے گا۔ ہم تو پکار کر کہتے ہیں مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ بہر کیف یہ آیہ کریمہ بھی خلافت کو فائدہ نہیں پہونچا سکتا۔ تیسری آیت اُسکا شان نزول ہم پہلے لکھ آئے ہیں پھر ایک نظر دیکھ لو۔

اب ان آیات سے بھی جوہر نے قطع تعلق کر کے وہ حدیث خواب جناب رسولؐ مقبول زبانی آنسی ابوہریرہ کے لکھی ہے جس میں کنوئیں سے پانی کھینچنا اونٹوں کو پلانا ترتیب خلافت میں ہے اسے بھی ہم پہلے لکھ چکے ہیں باب خلافت میں۔

اب جوہر نافہم لکھتے ہیں مجمع البحرین نہایت ہی معتبر کتاب شیعہ میں مرقوم ہے کہ جناب امیرؑ نے حضرت رسولؐ خدا سے سنا تھا کہ خلافت بلافصل حق حضرت صدیق کا ہے بعد ازان عمر فاروق و عثمان غنی و علیؑ ابن ابی طالب چنانچہ حضرت امام رضاؑ سے کتاب مذکور میں مروی ہے اور وہ راوی ہیں اپنے آبائے کرام سے اس حدیث سے بخوبی خلافت

علی الترتیب ثابت ہوئی مگر اس امر کو وہی حق تصدیق کر سکتا ہی جس کو اسلام سے بہرہ کافی حاصل ہی۔ نہ وہ کہ محض تعصب کے سبب سے غافل ہی۔

جواب۔ کیوں جوہری صاحب وہ حدیث حضرت امام رضا کی کہاں ہی۔ اگر مجمع البحرین میں ہی تو اُسے تم نے اپنے رسالہ میں نقل کیوں نہیں کیا اسکا کیا سبب ہے صرف یہہ کہدینا کہ فلاں کتاب میں فلاں صاحب نے ایسا فرمایا کافی نہیں جب تک حدیث یا قول بلفظہ نہ بیان ہو اور بجنسہ نقل اسکی نہ درج کیجاوے ایسا تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ مشکوٰۃ میں عبداللہ ابن مسعود روایت کی ہی کہ ابوبکر و عمر و عثمان غاصب خلافت رسولؐ ہیں پھر اس سے کیا فائدہ۔

مجمع البحرین ایک کتاب ہی حال کی تصنیف جس میں شیعہ و سنی کی احادیث نقل کی گئی ہیں اور اسی لیئے مجمع البحرین اُسکا نام رکھا گیا ہے یہہ حدیث حضرت امام رضاؑ سے ہرگز اسمیں درج نہیں ہی کہ خلافت بلافصل حق ابوبکر و عمر و عثمان ہوتا آنحضرت نے فرمایا اگر حق خلافت ہوتا تو آنحضرتؐ حضرت علیؑ و جملہ بنی ہاشم کو وصیت صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جدال باخلفائے ثلثہ کیوں کرتے جیسا تم نے رسالہ خاص احقاق الحق سے تسلیم کیا ہے ہاں یہہ ضرور ہے کہ آنحضرتؐ کو بے وفائی و بد اطواری و حق پوشی خلفائے ثلثہ کا علم تھا وقت وفات آپ نے وصیت فرمائی کہ یہہ لوگ خلافت غصب کرینگے تم سکوت و صبر کرنا اُن سے جنگ و جدال نہ کرنا ورنہ ضعفائے اسلام حقیقی تلف ہو جائینگے اور دین خدا برباد ہوگا یہہ وصیت صرف حفاظت مسلمانان ضعیف و تحفظ دین خدا کے لیئے تھی۔ جس پر حضرت علیؑ نے عمل کیا جیسا ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔

جوہر کج فہم نے حاشیہ پر ایک آیہ لکھا ہے خلاصۃ المنہج سے ۔ آمنوا باللہ ورسولہ وھو الذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فیما اتٰکم ان ربک سریع العقاب وانہ لغفور رحیم ۔ ترجمہ ۔ اے سوسنان زبان خاتم الانبیا شما را خلیفہ ہائے امم گزشتہ گردانید و برداشت بعضے از شما را بر بعضے یعنی فوق درجات و آزمائش کند شما را در شکر و صبر و فقر تحقیق کہ پروردگار زود عقوبت کنندہ است ناسپاسان را و آمرزندہ و مہربان است بر شاکران و صابران ۔ یہ خلاصہ تفسیر ہے

اس پر جوہر نافہم کہتے ہیں دیکھو شیعو ملا فتح اللہ کاشانی کا قول فیصل در باب خلافت خلفائے ثلثہ کے کبھی تو بیدادون کی داد دیا کرو ۔

جواب ۔ داد اپنے خلفائے ثلثہ سے چاہو جن کی خلافت کے بارے میں ابھی رسالہ اسرار الہدیٰ کے صفحہ ۲۶ میں لکھتے ہو کہ خدا نے تمام کتب سماویہ میں کہیں بھی خلافت یا امامت کو منصوص من اللہ یا اصول دین نہیں فرمایا ہے بلفظہ ۔

پس اس آیہ کریمہ میں خلافت خلفائے ثلثہ کہاں سے آگئی یہ کتب سماویہ میں داخل ہے یا کتب ارضیہ میں ۔

معلوم نہیں کیسی عقل کے آدمی ہو کہ صرف تین سوالون میں ہزار ہا رنگ و روپ بھرتے ہو اور مطلق نہیں سوچتے کہ ہم کہتے کیا ہیں آخر کچھ تو شرم کرنی چاہیئے ۔ تمہاری نیت کا عجب حال ہے جہان لفظ خلائف الارض دیکھا فوراً رال ٹپک پڑی اور شہد کی سی مکھی خلفائے ثلثہ پر جھک پڑے ۔ یہ آیہ کریمہ انھین انفاس قدسیہ کی شان میں ہے ۔ وعد اللہ الذین آمنوا و ثم جعلنا کم خلائف فی الارض کے مصداق ہیں تم ناحق داد و بیداد کرتے ہو ایسی بیہودہ فریاد کون سنتا ہے ۔

اب جوہر کج فہم نے ایک خطبہ جناب امیرؑ کا وقت وفات ابوبکر بہت ہی طول و فضول لکھا ہے جس نے کتاب کے پورے آٹھ صفحے گھیر لیئے ہین - کہ جب ابوبکر مر گئے مدینہ مین کہرام مچگیا جناب امیرؑ روتے ہوئے آئے اور نعش کے قریب کھڑے ہوکر یہہ خطبہ طولانی فرمایا جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ ابوبکر کے سوا بعد خدا و رسولؐ کے دوسرا انسان نہ تھا اور دین خدا کی اشاعت و شریعت محمدیؐ کی اصلیت انہین کی ذات خاص پر منحصر تھی ورنہ خدا کی خدائی نہ رسول اللہؐ کی رسالت کچھہ بھی باقی نہ رہتی - اور اسلام کی بنیاد ہی اکھڑ جاتی - ایک ایک فقرے اسی طرح کے اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ ظاہر ہوتے ہین -

جوہر نے اس خطبے کو نہج البلاغت مین مرقوم ہونا لکھا ہے مگر کتاب المواقعہ ابن سمان عالم اہل سنت سے نقل کرنا تصدیق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ نہج البلاغت سے بلا لوپس ہمکو سخت تعجب ہے کہ جب نہج البلاغت مین یہہ خطبہ موجود ہے توکتاب المواقع ابن سمان کو درمیان مین لانے کی کیا ضرورت پیش آئی اس سے وہی مثل صادق آتی ہے چور کی داڑھی مین تنکا صاف یہی کیون نہ کہدیا کہ نہج البلاغت کی نقل ہے ہم نے نہج البلاغت سے مطابق کیا ہرگز لفظ کیا عبارت کجا خطبہ ہی ندارد ہے اور اگر کچھہ ہے توبقول تمہارے صفحہ ۹۲ اسرار الہدےٰ کتب معتبرہ اہلسنت مین روشمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہین نہ بروایت قوی نہ ضعیف مگر اہل تشیع کی معتبر کتب مین اس قصہ کا مذکور ہے پس اس کا بھی جواب انہین کے ذمہ ہے اگر زبردستی بھی الزام ناحق اہل سنت کو یہ دیا جاوے کہ شواہد ملا جامی کے معجزات مین مرقوم ہے

کہ جناب امیر کے لئے دوبار رد شمس ہوا تو اس کا جواب یہہ ہے کہ وہ شیعون کی الحاقی کارروائی ہے کسی مفتری نے موقع پاکر اپنے عقائد پر کا مدکو کتاب موصوف کی پشت پر لگا کر چھپوا دیا ہے۔

کیون جوہر صاحب اگر شیعہ بھی یہہ دعوے کرین کہ اس خطبہ کو جناب امیر کی طرف منسوب کرکے کسی مردود نے نہج البلاغت مین لگادیا اور چھپوادیا تو آپ کے نزدیک مسموع ہوگا یا نہین کیونکہ جب آپ رد شمس کی روایات کو الحاقی کارروائی شیعون کی قبول کرتے ہین تو اس خطبہ کو بھی سنیون کی الحاقی کارروائی قبول کرنا فرض عین ہوگا اور ہر روایت و احادیث کی بابتہ جو شیعون کے اصول کے خلاف ہین یہی کارروائی تسلیم کرنی پڑے گی کہ سنیونکا جوڑ پیوند ہے۔

اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ ابوبکر کی نعش پر کس کس نے اون کی مدح و ثنا مین خطبے پڑہے ہے کیونکہ اور بھی اصحاب باصفا و یاران باوفا موجود تھے چند گھنٹے پیشتر اپنا جانشین و خلیفہ بنا چکے تھے انھون نے بھی کچھہ مدح وسرائی کی اور عطیہ گران بہا کا شکر ادا کیا یا صرف جناب امیر ہی کو باوصف محرومی خلافت ایسا جوش و خروش آیا کہ ابوبکر کو بعد مرنے کے فلک ہفتمین تک پہونچادیا۔

واقعی نعش متوفی پر خطبہ خوانی و طلاقت لسانی کا یہہ نیا دستور آپ نے جاری فرمایا غضب تو یہہ ہے کہ جیسے زندگی مین ہمیشہ غاصب و خائن وغیرہ فرمایا کئے اسکے مرنے کے بعد سبھی کچھہ آپ نے لکھ ڈالا کہ اسلام مین جو کچھہ تھے آپ ہی تھے باقی ہیچ۔

میان جوہر ہوش مین آو جناب امیر اور ابوبکر غاصب خلافت وغیرہ کی شان مین یہہ

[حاشیہ:] خصوصیت عمر خطاب جنہین بعد وفات

خطبہ فرمائیں لا واللہ لا۔ آپ کے خطبات مندرجہ کتب اہل سنت دیکھو آنکھیں کھلیں۔

اب جوہر خود غرض لکھتے ہیں کہ اگر شیعہ اس خطبہ کی تصدیق نہ کرینگے تو گروہ اہل افراط مین داخل ہونگے جیسا نہج البلاغت مین جناب امیرؑ نے فرمایا ہے۔ ترجمہ۔

جناب امیرؑ نے فرمایا کہ دو گروہ میرے لئے ہلاک ہونگے ایک وہ کہ زیادتی کرے میری محبت مین اُس حد تک کہ محبت میری کھینچے ناحق کی طرف دوسرا وہ کہ کمی کرے میری محبت مین اُس حد تک کہ کمی محبت میری کھینچے ناحق کی طرف اور بہتر آدمیون کا وہ ہے کہ افراط و تفریط مین برابر ہو۔ الحمد للہ یہی مذہب اہل سنت کا ہے۔

اس قول مین جناب امیرؑ نے تین گروہ ہونیکے عقاید بیان فرمائے ہین اہل افراط سے مراد روافض اہل تفریط سے خوارج اہل توسط سے اہل سنت ہیں کہ عدد حب علیؑ و سنی کی مساوی ہین۔

جواب۔ عدد مساوی ہونا اگر دیکھنا ہو تو ایک چھوٹی سی مثنوی برق لامع ہے اُسے دیکھو تب معلوم ہو کہ کس کے عدد کس سے مساوی ہین پہلے ابوبکر و عمر عثمان کے عدد اپنی حب سے مساوی کر لو پھر حضرت علیؑ کی حب سے سنی کو مساوی کرنا۔ کیونکہ حب نمبروار چاہیئے اور اگر واقعی حب علیؑ و سنی کے عدد مساوی سمجھ کر ایمان سے بہرہ رکھتے ہو تو غیرونکا تعویذ حب گلے سے اُتار پھینکو کیونکہ ایک دل مین دوستی و دشمنی جمع نہین ہوتی۔

ہم سے سنو اہل افراط سے مراد ہین نصیری جو علیؑ اللہ کہتے ہین اور اہل تفریط ہین اہل سنت جو حضرت علیؑ کی شان و منزلت گھٹا کر چوتھا خلیفہ قرار دیتے ہین متوسط

اہل حق ہین جو بعد رسول اللہ حضرت علیؑ کو افضل البشر خیر البشر امام البشر سمجھتے ہین۔ خدا اور رسولؐ نے جو اُن کے حق مین فرمایا اُس پر ایمان رکھتے ہین۔ تم نے ایک قول سنا ہوگا جو زبان زد خاص و عام ہے۔ حضرت علیؑ کو ایک فرقہ نے یہانتک بڑہایا کہ خدا کہدیا۔ دوسرے فرقے نے یہانتک گھٹایا کہ خلیفہ چہارم مانا۔ ابوبکر وغیرہ کو ایک فرقے نے ایسا بڑہایا کہ بعد رسول اللہ خلیفہ سمجھا دوسرے فرقے نے ایسا گھٹایا کہ منافق و غاصب و خائن بلکہ کافر کہا۔ بس اسی پر مدارج و مراتب و مناصب کا قیاس کرلو دیکھو کسکا پلہ بھاری ہے زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیگا۔

اب جو ہر کج فہم اڑیل ٹٹو نے لکھا ہے کہ شیعون کے جملہ سوالات واہیات تین قسم پر منقسم ہوا کرتے ہین اول جن آیات و احادیث کو اہل سنت درباب فضیلت جناب امیر خلیفہ برحق علی الترتیب بجواب نواصب و خوارج تحریر کرتے ہین اہل تشیع بلا سمجھے معنی اور مطلب بمقابلہ اہل سنت پیش کرکے حجت لاطائل لاتے ہین۔ دویم جو دلائل بمقول اہل سنت درباب خلافت حقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بمقابلہ اہل تفریط خوارج و نواصب پیش کرتے ہین انہین کو اہل تشیع اہل سنت پر حجت لایعنی لاتے ہین۔ سویم اہل تشیع جتنی روایات واہیات مثل کرامات بعید از عقل و نقل درباره خلافت بلافصل جناب امیر کے پیش کرتے ہین وہ جز وکل موضوعات و مخترعات رؤسا و علمائے فرقہ سبائیہ سے ہوا کرتے ہین اہل سنت کی کتب معتبرہ مین اُن کا کچھ ذکر نہین اہل سنت کو اُن کی کید عظیم سے بچنا چاہیئے۔

جواب ۔ نواصب وخوارج تم ایسے اہل سنت سب ایک ہی گھاٹ کے پانی پئے ہو عوارض خلقی میں کچھ فرق نہیں سگ زرد برادر شغال اخوان الشیاطین ۔ شیعہ اہل حق سب کو برابر سمجھتے ہیں نواصب اور خوارج حضرت علیؑ کو بعاثز الخطا اور غیر معصوم سمجھتے ہیں اور تم بھی پس تم میں اُن میں کیا فرق رہا لہذا تم سب کے لئے ایک ہی جواب دیا جاتا ہے ۔ آیات سے احادیث سے اقوال مختلفہ سے ۔ ہاں جو اہل سنت تفضیلیہ وغیرہ حق و باطل میں تمیز کرنے والے ہیں وہ علحدہ ہیں نہ تم سے سنی نہ تم سے شیعہ پس اُن کی جانب ہمارا روئے خطاب نہیں ہے ۔ افسوس ہے تم ایک اہل سنت کے گروہ میں اپنے کو سمجھتے ہو لا واللہ لا اس قول سابق میں تم نے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ لکھا ہے یہ صرف تمہارا کید عظیم ہے ورنہ تمام کتاب دیکھو ادنے ادنے صحابی وغیرہ کو حضرت کے لفظ سے مخاطب کیا ہے مگر حضرت علیؑ کو جناب امیر کے سوا کہیں حضرت سے مناسبت نہیں دی ۔ شیعہ اہل حق کی کتب مناظرہ دیکھو جسقدر حدیثیں روایتیں اثبات خلافت بلافصل حضرت علیؑ میں پیش کرتے ہیں کلہم صحاح اہل سنت سے کبھی کوئی حدیث کوئی روایت اپنے یہاں کی کتابوں کی نہیں لکھتے اور لطف یہی ہے کہ دروغ گو را تا بدر باید رسانید اسی مختصر رسالہ کو دیکھ لو کوئی قول کوئی روایت اپنی کتاب کی ہم نے نہیں لکھی بخلاف تمہارے کہ تم نے روضۃ الصفا پر جو ایک مورخ سنی المذہب کی تاریخ ہے اپنی کائنات حصر کی اور اسی کو سرمایہ حیات سمجھکر اول جلول بکتے گئے ابتک کسی سنی نے روضۃ الصفا کو شیعہ کی کتاب نہیں کہا نہ اُس کی روایات بے سروپا افسانے پر لحاظ کیا مگر چونکہ تمہارا ظرف اتنا ہی ہے پس اسی تاریخ کو لے بیٹھے اور لگے اناپ

شتاپ بکنے ۔ بھلا مناظرہ مین تاریخ کی کہان گنجائش اور اُس کا کیا اعتبار مگر خیر اگر فریق ثانی کی بھی تاریخ ہو تو کچھ وقعت ہوسکتی ہے نہ کہ اپنے ہی مذہب کی تاریخ پر یہ نازیہ اُچھل کود ۔ اب تم کو چاہیئے کہ کسی سے دریافت کرو مصنف روضۃ الصفا سنی ہے یا شیعہ اور اگر تم کو عقل ہو تو خود ہی اُس کی تحریر تعصب آمیز خیال کر سکتے ہو کہ کوئی عالم یا مورخ شیعہ کا ایسی روایات و افسانے خلاف عقل و نقل لکھنے لگا ۔

معجزات و کرامات حضرت علیؑ و ائمہ ہدا علیہم الصلواۃ والسلام اہل سنت کی صدہا کتابون مین ہزارہا درج ہین اُن کو بھی موضوعات و مخترعات سمجھو اور اہل سنت کیون منکر ہونگے معجز اینکہ بہ قول تمہارے کارروائی الحاقی شیعون کی ہو گی ۔

کیون صاحب عمر خطاب کی کرامات تو مندرجہ دلائل النبوۃ اور مالک موطا و اخبار مشورہ تسلیم کیئے جاوین اور حضرت علیؑ کے معجزات موضوعات سمجھے جاوین

مصرع ۔ برین عقل و دانش بباید گریست ۔

اصل یہ ہے کہ تم شیعہ سے سنی کیا ہوئے اسلام و ایمان کو رخصت کردیا اور تمام کتب اہل سنت پہ پانی پھیر دیا ؎ بدنام کنندہ نکو نامے چند

دیکھو مختصر فتوحات مکیہ شعرانی نے لکھا ہے محی الدین عربی کی دختر یکسالہ نے ان مسائل سخت کا جواب دیا جس مین خلیفہ دوئم سا عالم و مجتہد حیران رہا طرہ یہ کہ وہ دختر جس زمانہ مین اپنی مادر کے شکم مین تھی اُس کی مان کو چھینک آئی الحمد للہ کہا تو اندرون شکم سے یرحمک اللہ کی آواز آئی حاضرین نے سنا ۔ جناب امیر مظہر العجائب والغرائب

کے معجزات وکرامات کا بھی انکار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔
اب جو ہم نے اپنے ہم مشربون نواصب کے ہمزبان ہو کر چند اعتراضات حضرت علیؑ کے حال وقال پر کیے ہین اور کسی کتاب سے دیکھکر ٹوٹے پھوٹے جواب بھی اہل سنت کی طرف سے دیئے ہین اور شیعون سے طالب سوال ہین

تو وہی کہتے ہین کہ شریف مرتضےٰ علیہ الرحمہ نے تنزیہ الانبیا مین ان سوالات کے جواب خراب لکھے ہین۔ چہ خوش تیرہ سو برس بعد ان اعتراضات کے جواب آپ نے لکھے ورنہ کسی سے ان کے جواب کیون دیئے گئے بلکہ غیر ممکن تھے۔

سبحان اللہ یہ اعتراض ایسے ہی ہین جن کے جوابات سوائے آپ کے اتنی مدت تک کسی سے ہوئے ہی نہین۔

کتابین دیکھو ایک ایک سوال کے سو سو جواب دیئے گئے ہین تنزیہ الانبیا مین جو جواب درج ہین اونسے بڑھ کر ممکن ہی نہین۔ جناب علم الہدے نے اعجاز اسد اللہی دکھایا ہے اور نواصب مردود وملعون کو قعر جہنم تک پہونچایا ہے تم کیا سمجھو کیا پدی کیا پدی کا شوربہ تم کو علمائے فریقین کے کلام کی کیا قدر اور کیا فہم مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی نے لکھا ہے کہ منشی صاحب نے حق تالیف اسرار الہدے مجھے دیا ہے پس اگر تم کو کچھ بھی عزت کا مادہ ہوتا تو منشی کیون کہلاتے خدا کی شان لکھو پڑھو نام محمد فاضل۔

خلاصہ یہ کہ ان اعتراضات شیطانی کے صدہا جواب ہو چکے ہین جسے دیکھنا منظور ہو تنزیہ الانبیا وغیرہ مین دیکھ لے اور ہم کو معلوم ہے کہ ایک صاحب ذی علم اسرار الہدے کا اور جواب لکھ رہے ہین منتظر باید بود۔

ہماری اس مختصر تحریر مین اسقدر گنجایش نہین اور تحصیل حاصل بھی ہے۔
ہزار ہا برس سے مناظرہ کا میدان وسیع ہو رہا ہے مخالف نے ایک سوال کیا اہل حق کی جانب سے سو جواب دیے گئے ابتک کوئی کتاب کوئی رسالہ کوئی قول اہلسنت کا ایسا نہین ہوا جس کے ذیل مین ۲ جواب نہ ہو گئے ہون پس ان اعتراضات مردود و مطرود کی کیا بساط ہے۔
دہریے خدا کے وجود کا سوال کرتے ہین۔
نیچریے وجود شیطان و فرشتگان مقربین کے قائل نہین حضرت عیسٰے کو بے باپ کا پیدا ہونا نہین خیال کرتے۔
یہودی نعوذ باللہ منہا حضرت عیسٰے کی شان مین کیا کیا کفر بکتے ہین۔ عیسائی آنحضرت کی رسالت و نبوت مین نعوذ باللہ منہا داغ لگاتے ہین انواع اقسام کے اتہام و الزام قایم کرتے ہین۔
وہابی حضرت رسول اللہ کو معاذ اللہ منہا خدا کے مقابلہ مین ایک چمار سے مناسبت و مشابہت دیتے ہین ان کی شفاعت کے منکر ان کی حیات ابدی سے انکار آنکے روضہ مقدسہ کو صنم اکبر جانتے ہین انکی تعظیم و تکریم کو نہین مانتے۔ ویسا ہی نواصب و خوارج اور ان کے ہم مشرب و ہمزبان حضرت علیؑ پر اعتراضات بیجا و ناروا کرتے ہین۔
سیانی جو ہین کہ انھون نے تمام معصیت و مخلوق کا مرکز و منبع خدا ہی کو قرار دیا نعوذ باللہ اور لگے تقدیر بر حق کی ہانگ لگانے۔
اب ہم سے چند اعتراض عجیبہ و واقعات غریبہ جو صحاح مستند اہل سنت مین مسطور ہین سنو اور جواب دو۔

میاں ابو حنیفہ ہیں جو کہتے ہیں۔ ایمان وہ چیز ہے نہ گھٹے نہ بڑھے ہے اسی لیے ایمان ابوبکر و ابلیس برابر ہے۔

عمر خطاب ہیں کہ جنھوں نے معاملہ قرطاس میں رسول اللہ کو ہذیان بکنا کہدیا اور ابو حنیفہ نے انہیں حضرت خلیفہ ثانی کو ہذیان سے نسبت دی۔

صلح حدیبیہ میں باعلان نبوت میں شک کیا کہ آج کا سا شک کبھی نہیں ہوا۔

بی بی عائشہ ہیں جنھوں نے عثمان بن عفان کی نسبت فرمایا۔ اقتلوا النعثل۔

معاویہ صاحب ہیں جنھوں نے ابوبکر و عمر کو غاصب خلافت محمد بن ابوبکر کے خط میں تحریر کر دیا۔ بی بی عائشہ ہیں جو صف جنگ جمل میں حاضر ہو کر حضرت علیؑ سے جدال پر تل گئیں اور لڑیں یہانتک کہ مخذول ہوئیں۔

عثمان بن عفان ہیں جنھوں نے اپنے ارتداد سے توبہ کر کے تحریری توبہ نامہ اصحاب رسولؐ خدا کو لکھدیا اور پھر بھی اُسپر قایم نہ رہے۔

سفیان ثوری عالم اہل سنت ہیں جنھوں نے ابو حنیفہ کی نسبت لکھدیا کہ یہ شخص دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا۔ خوب ہوا مر گیا۔ ایسا منحوس شوم اسلام میں پیدا نہیں ہوا۔

حمیدی اُستاد بخاری نے ابو حنیفہ کی نسبت صاف کفر کا فتوی دیا۔

امام غزالی نے علے الاعلان فتوی دیا کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو الٹدیا اور زیر و زبر کر دیا ہے۔

علامہ خطیب نے صاف کہدیا کہ ابو حنیفہ دجال ہے۔

پیر دستگیر غوث اعظم نے فرمایا کہ ابو حنیفہ کافر ہے۔ گمراہ ہے جہنمی ہے۔

وہی ابو حنیفہ ہیں جنھوں نے کہا احادیث نبویؐ کو نعوذ باللہ سور کی دم سے چھیل ڈالو

شیخ عبد الحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں ابوبکر اذل الطن قریش ہیں۔

خالد بن ولید خلیفہ ثانی کو اعیبس بن حنتمہ کہا گئے۔
خولہ بنت حکیم صحابیہ بین عمر خطاب کو کشتی رہین عمیر سے عمر ہوا اور عمر سے امیر المؤمنین یا ب
خدا سے ڈر۔

حضرت عباس انہین خلیفہ صاحب کی نسبت فرمایا کہ اعضت اللہ بنظر الفت۔

خود خلیفہ ثانی اپنے نسب سے لاعلمی ظاہر کرتے رہے۔ یہ سب امور ہم پہلے بحوالہ
کتب اہل سنت لکھ چکے ہین اور ہزارون مطاعن و معائب ہین جن سے کتابین بھری
ہم کہانتک لکھین۔ ہمارے ناظرین رسالہ کو خیال ہوگا کہ آیا وہ کس قسم کی اعتراضات
ہین جو نواصب و جوہر نافہم نے کیے ہین جنکا جواب آج تک نہین ہوا۔ لہذا مختصر الفاظ
مین ہم لکھے دیتے ہین ملاحظہ ہون۔
اول جناب امیر نے تمام مال و متاع اسلحہ و اقمشہ حضرت عثمان خلیفہ برحق پر تصرف
ناجائز کیا۔ حالانکہ مال مسلمان پر شرعاً و عرفاً تصرف جائز نہین۔
ورثائے عثمان نے جبکہ دعوے کیا تو فوراً دیدیتے خود خورد برد نہ کرجاتے۔
یہہ تصرف باعث گناہ کبیرہ کا ہوا۔ اور مرتکب کبیرہ لائق امامت نہین ہوسکتا
جواب۔ یہہ مال عثمان کا ترکہ جدی و پدری نہ تھا بلکہ بیت المال کا مال تھا اُس پر
خلیفہ برحق کو تصرف جائز تھا ورثائے عثمان نے جھوٹا دعوے کیا اُن کو کیونکر
مل سکتا تھا۔ ایسا ہی عمر خطاب نے بعد وفات ابوبکر و عثمان نے بعد انتقال عمر
خطاب عمل کیا یہہ جواب ہے جو ہر کا جسے ہم بھی تسلیم کرتے ہین بایں وجہ سے کہ عمر و
عثمان نے ایسا کیا بلکہ جسطرح خلافت خداداد پر قابض ہوئے ویسا ہی اس مال پر
بھی کسی نظیر کی ضرورت نہین ہر عہد مین خلافت و بیت المال کے جناب امیر ہی مستحق تھے

مگر غصب و جبر و تعدی کا کیا علاج ـ صبر و سکوت کا حکم تھا اُس پہ عامل رہے ـ
دوسرا اولاد امہات کے مسائل مین جناب امیرؑ نے مذاہب مختلفہ اختیار کیے ایک حالت پر قائم نہ رہے اول آپ بیع اولاد امہات کے قائل رہے زمانہ خلافت عمر بن خطاب مین جب باجماع اصحاب بطلان بیع الاولاد امہات پر زور ہوا تو آنجناب بھی اُس اجماع مین شامل ہو گئے ـ بعدہٗ اپنے عہد خلافت مین جواز بیع کا فتوے دیا ـ اسپر قاضی شریح نے اعتراض کیا کہ تیری رائے جماعت کے ساتھ پسندیدہ تر ہے تیری اکیلی رائے سے اور خود بھی جناب کا قول ہے ـ تحقیق ہاتھ اللہ کا جماعت پر اور جماعت کی مخالفت پر خدا کا غضب ہے ـ نیز کلام مجید مین یہ فقرہ ہے وَمَن یَتَّبِع غَیرَ سَبِیلِ المُؤمِنِین سے اطاعت چاہیئے غیر راہ مومنین کے ـ پس مخالف اجماع کبیرہ ہے ـ
جواب ـ جناب امیرؑ خلیفہ برحق سے فی وقت من الاوقات مجتہد مطلق تھے اس لیے آپکو اجتہاد فرمانا اور فتوے دینا درست ہوا اسی طرح خلفائے ثلثہ نے بھی اکثر معاملات مین عمل کیا ہے ـ اور اجماع زمانہ خلافت عمر خطاب قطعی نہ تھا بلکہ ظنی و سکوتی تھا ـ پس باتفاق اصولین مخالفت اجماع ظنی و سکوتی جائز ہے اور جبکہ باقرار نواصب جناب امیرؑ بھی اجماع مین داخل تھے اور اُس سے مخالفت کی تو اجماع بالاجماع متغیر ہوا اور درصورت تغیر قابلیت حجت کی نہین رکھتا ـ
ہم اس جواب سے اتفاق نہین کرتے جناب امیرؑ کا اس مسئلہ مین جو پہلا فتوے تھا وہی تا دم حیات ـ عمر خطاب کے وقت مین جو بطلان بیع اولاد امہات پر اجماع ہوا وہ بالکل ناجائز بخلاف شریعت اُن کی خود پسندی و خود آرائی سے صدہا ایجادین ہین

ہیں جو کہ منجملہ اُن کے ایک یہہ بھی جناب امیرؑ کیوں ایسی بیہودہ ایجادوں میں شریک ہونے لگے ۔ عمر خطاب کے عہد میں جناب امیرؑ قاضی نہ تھے مفتی نہ تھے نہ اُن کی رائے پر قضایا کا فصل منحصر تھا پھر کیونکر ثابت ہوا کہ اس مسئلہ کی ایجاد میں آپ اجماع کے شامل ہوئے کوئی کاکوئی فتوے اُس عہد کا کہا ہوتا جس سے ثابت ہوتا کہ آپ اجماع باطلہ سے متفق ہوئے ۔ یہہ قول جناب امیرؑ کا تحقیق یا حکم اللہ کا جماعت پر ہے الے آخرہ ۔ کس کتاب میں درج ہے ۔ اور اُس کا کیا ثبوت ہے کہ آپ ہی کا قول ہے ۔ ہرگز یہہ قول آپ کا نہیں ہے ۔ صرف اجماع و جماعت صحیح و جائز ہونے کو یہہ قول آپ کا مفتریوں نے بنا لیا ورنہ اجماع خلافت ہی کو آپ ہمیشہ باطل و ناجائز سمجھا کئے ۔ تو اور مسائل میں اجماع کی کیا وقعت ہوگی باطل پر صدہا اجماع ہوا کئے مگر آپ نے حق کو نہ چھوڑا اور باطل کا ساتھ نہ دیا کلام مجید کا فقرہ بجز طریقہ مومنین غیر کی تبعیت اُسی کی درست و بجا ہے اسی پر جناب امیرؑ نے عمل کیا ۔ دیکھو حدیثین بخاری و مسلم حق ساتھ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ حق کے ۔ قرآن ساتھ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ قرآن کے ۔

ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ رسول اللہؐ و ابوبکر کے عہد میں بیع اولاد امہات کا جواز تھا ۔ عمر خطاب کے عہد میں اُس کے بطلان پر کیوں اجماع ہوا آیا بجز کج رائی و خود پسندی کے اور کوئی بات تھی ۔ حضرت علیؑ نے اپنے عہد مبارک میں وہی جواز قایم رکھا جو رسول اللہؐ کے زمانہ میں تھا ۔ قاضی شریح مردود لاکھ چیخے پکارے اُس کی کیا اصل کہ اعتراض کرتا وہ کون تھا خلیفہ وقت پر انحصار فصل قضایا تھا یا قاضی و مفتی پر یہ سب مکاری و جعلسازی نواصب مردود اور اُن کے ہمزبان مطرودوں کی ہے ۔

جناب امیرؑ کا قول و فعل طرز معاشرت رفتار گفتار سب کچھ ابتدا سے انتہا تک ایک رہی۔

تیسرا جناب امیرؑ نے مسئلہ توریث جد مین احکام مختلفہ جاری فرمائے ایک حالت پر قایم نرہے حالانکہ خود ہی جناب کا قول ہے۔

ترجمہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے درمیان دوزخ کے پس چاہیئے کہ وہ کلام کرے مسئلہ جد مین۔

جواب جوہر۔ امر واقعی یہہ ہے کہ اس مسئلہ مین بہت بڑا اختلاف تھا نہ یہ مسئلہ خلفائے ثلثہ کے زمانہ مین طے ہوا۔ نہ جناب امیرؑ کے چنانچہ اس مسئلہ کی بہت بڑی بحث درباب توریث جد ابو بکر و زید بن ثابت زمانہ عمر خطاب مین ہوئی۔ مگر تصفیہ کلی نہین ہوا۔ پس درصورت اختلاف مجتہدین مجتہد وقت اپنے اجتہاد کو جاری کرے تو نقصان کیا ہے۔ اور یہہ فرمانا آپ کا کہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے دوزخ مین الی آخرہ از راہ احتیاط تھا کیونکہ اس مسئلہ مین کوئی نص قطعی نہ تھی کہ اُسپر حکم کیا جاوے اور جبکہ کسی مسئلہ مین آیت یا حدیث نہین ملتی تو قیاس کو دخل دیا جاتا ہے ہم کو اس جواب سے اتفاق نہین ہے۔

اولًا تو احکام مختلفہ لکھنا چاہیئے کہ جناب امیرؑ نے اس مسئلہ مین ایک حالت پر قیام نہ کیا۔

دوئم اس قول کی صداقت کہ مسئلہ جد مین کلام کرنا دوزخ کے داخلہ کا ارادہ کرنا ہے۔ کیونکہ یہہ مسئلہ ایک ایسا شدید الجواب و مسکت نہین ہے جس کے لئے

جناب امیرؑ نے ایسا فرمایا - خلفائے ثلثہ کے عہد میں جاہلیت و کج رائے و قیاس پر زیادہ عمل تھا اس لیئے بحثین ہوئی ہونگی اور مسئلہ نہ طے پایا ہوگا مگر جناب امیرؑ نے اپنے عہد مبارک مین دودھ اور پانی الگ کردیا کوئی بحث باقی نہ رہی - اس مسئلہ کی کیا حقیقت تھی جو طے نہ پاتا - دیکھو تنزیہہ الانبیا و دیگر کتب فقہ شیعیان اہل بیت اطہار -

ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ مین ابو البختری سے روایت ہے کہ ہم سے علیؑ نے بیان کیا کہ مجھے رسولؐ خدا نے یمن کی طرف بھیجا اور مین جوان تھا - مین نے عرض کیا کہ اے رسولؐ خدا آپ مجھے ایک قوم پر بھیجتے ہین کہ مین ان مین فصل قضایا کردن مین نوجوان آدمی ہون - حضرتؐ نے فرمایا آؤ میرے پاس آؤ مین آپ کے قریب گیا آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا بار خدا علیؑ کے سینہ کو ہدایت سے بھر دے اور اس کی زبان کو ثابت رکھ - علیؑ فرماتے ہین اس کے بعد پھر مین نے دو شخصون کے فیصلہ مین کبھی شک نہین کیا اسی حدیث کی تفسیر مین لکھا ہے - ایک شخص کو عمر بن خطاب کے پاس لوگ لائے عمر نے اس سے پوچھا کیف اصبحت اس نے جواب دیا اصبحت احب الفتنۃ واکرہ الحق واصدق الیھود والنصارے واومن بما لم ارہ واقر بما لم یخلق - اس کلام سے لوگون کو حیرت ہوئی اور کسی کے ذہن مین اس کے معنے نہ گزرے - عمر خطاب نے حضرت علیؑ کو بلایا آپ نے اس کا یہ کلام سنکر فرمایا یہہ سچ کہتا ہے - بیشک یہہ دوست دار فتنہ ہے - چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے - انما اموالکم واولادکم فتنۃ - یعنے تمہارے مال و اولاد فتنہ ہین اور حق یعنی موت کو

مکروہ و برا جانتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وجاءت سکرت الموت بالحق ذالك ما كنت منه تحيد ۔
یعنی بیہوشی موت کی حق کے ساتھ آئی یہ وہ چیز ہے جس سے تو کترا تا تھا اور یہ شخص مصداق اہل کتاب ہے قال اللہ تعالےٰ وقالت الیھود لیست النصاریٰ علی شیء وقالت النصاریٰ لیست الیھود علی شیء ۔ یہود نے کہا نصاریٰ کسی دین پر نہیں اور نصاریٰ نے کہا یہود کسی دین پر نہیں حالانکہ وہ سب کے سب کتاب پڑھتے ہیں شیخص مومن بغیر مرئی ہے یعنی اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اُس ذات وحدہ لاشریک کو بن دیکھے مانتا ہے اور قرآن غیر مخلوق ہے یعنی مقر ساعت و معاد ہے ۔ حضرت علیؓ کی یہ گفتگو سنکر عمر خطاب نے کہا پناہ مانگتا ہوں خدا سے اُس دن کے لیے جسمین علیؓ نہون ۔
سعید ابن المسیب سے کہتے ہیں عمر خطاب اکثر کہا کرتے اللھم لا تبقنی لمعضلة لیس لھا ابوالحسن ۔ یعنے خداوندا اُس زمانہ سے پناہ مانگتا ہون جسمین علیؓ نہون ۔
کیون جوہر صاحب جس کا سینہ بدعائے رسول اللہ نور ہدایت سے معمور۔ اور زبان حق سے مماثلت و مناسبت کلی رکھتی ہو اور خلیفہ ثانی کے عہد مین ایسے مسئلہ لاینحل کا انکشاف و اسرار نہانی کا اظہار ہو اُس سے مسئلہ توریث جد مین اختلاف ہو۔ لا واللہ لا ۔ یہہ محض کید عظیم اخوان الشیاطین ہے۔
ترمذی مین ابن سعد سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کیا وجہ ہے آپ حدیث کرنے مین سب سے زائد ہین ۔ جواب دیا کہ جب مین رسول خدا

سے پوچھتا تب بھی آپ جواب دیتے اور جب نہ پوچھتا تب بھی آنحضرت ابتدا فرماتے۔

ابو ہریرہ کہتے ہین عمر خطاب فرمایا کرتے کہ علیؑ کے مثل کوئی قاضی نہین ابن مسعود کہتے ہین مدینہ والون مین سب سے زائد قاضی حضرت علیؑ تھے ابن عباس فرماتے ہین جب ہمین کوئی ثقہ حضرت علیؑ سے حدیث کرتا تو ہمکو عذر نہ ہوتا۔

سعید ابن المسیب کہتے ہین اس مشکل قضیہ مین جسمین علیؑ نہ ہوتے عمر خطاب اللہ سے پناہ مانگتے تھے۔ سعید ابن المسیب کہتے ہین کہ حضرت علیؑ کے سوا صحابہ مین ایسا نہ تھا جو سلونی کہتا ہو یعنے مجھ سے پوچھو ابن عساکر ابن مسعود سے روایت کرتا ہین سارے مدینہ والون مین سے علم فرائض مین دانا تر اور قاضی علیؑ ابن ابی طالب تھے۔

چوتھا جناب امیرؑ نے ایک زندیق کو آگ مین جلوا دیا۔ اس قصہ کو شریف مرتضےٰ نے تنزیہہ الانبیا والائمہ مین لکھا ہے۔

ترجمہ تحقیق جناب امیرؑ نے ایک شخص کو آگ مین جلا دیا جس نے لونڈی کے ساتھ اغلام کیا تھا۔ حالانکہ حدیث متفق علیہ مین سخت ممانعت ہے۔ قال رسول اللہ لا تعذبوا بعذاب الناس۔ نہ عذاب کرو کسی پر آگ کا۔ پس جناب امیرؑ نے صریح خلاف حدیث عمل درآمد کیا۔

جواب۔ واقعی جناب امیرؑ نے زندیق لوطی کو اپنے حکم سے جلوا دیا سبب یہہ ہے کہ جناب کو یہہ حدیث معلوم نہ تھی جب یہہ حدیث پہونچی اپنے سہو پر

ندامت فرمائی۔ مجتہد باوجود خطا کے بھی صواب کا مستحق ہوتا ہے اور الانسان خطا و نسیان سے مرکب ہے۔

ابوبکر کو بھی میراث جدہ معلوم نہ تھا۔ مغیرہ بن شعبہ و محمد بن مسلمہ سے سنکر آپ نے حکم میراث جاری کیا۔

ہم کہتے ہیں یہہ جواب جوہر کا صرف پردہ داری ابوبکر کے لیئے ہے کہ وہ میراث جدہ سے لاعلم تھے۔ تعجب ہے جو اعلم الناس باب مدینہ علم نبوت ہو اور بقول مخبر صادق قرآن کا ہمراز و ہمدم و ہمنفس ہو اُسے تیس سال تک حدیث نبوی سے لاعلمی رہے یہہ ممکن نہیں اور عقل بشر ہرگز قبول نہین کرسکتی۔ اگر یہہ حدیث عذاب نار کی صحیح ہوتی تو ضرور آپ اُسی پر عمل کرتے کیونکہ آپ سے زیادہ قرآن و احادیث صحیحہ کا واقف کار کون ہوسکتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ یہہ حدیث موضوعی بعد خلافت جناب امیرؑ عہد بنی امیہ مین صرف الزام دہی کے واسطے بنائی گئی۔ حدیث سنکر اپنے سہو سے ندامت فرمانا کس کتاب مین لکھا ہے کچھ بھی تو حوالہ دینا تھا ایسی اول جلول باتین بک دینا بجز مجذوبانہ بڑ کے اور کیا سمجھا جاوے دعوے بے دلیل قبول خرد نہین۔

جو سزا جناب امیرؑ نے دی بہت ہی بجا اور مطابق شریعت خدا و رسولؐ ہے۔ تمہارا سچ تو تب ظاہر ہوتا کہ جہان جناب علم الہدا نے زندیق لوطی کو جلانا تنزیہ الانبیا مین تحریر فرمایا ہے وہان جواب اور دلائل معقول بھی لکھے ہین اُن مین سے کچھ بھی لکھتے تو راست و دروغ معلوم ہوجاتا مگر نواصب اور تم کو صرف اعتراض عذاب نار کا ہے اور بیساختہ دل کڑھتا ہے کیا کھیئے زمانہ ماسبق مین جناب امیرؑ کو صبر و سکوت کی ہدایت تھی ورنہ بڑے بڑے ریشائیل پیر نابالغ اس مرض مین مبتلا تھے وہ بھی جلاکر

راکھ کا ڈھیر کر دیئے جاتے۔
صراح و غیاث اللغات وغیرہ دیکھو اس فعل کو علت مشایخ سے مناسبت دیتی ہے بلکہ اصلی معنے ہی علت مشایخ کے لکھدیئے ہین۔
چونکہ بنی عباسیہ کے زمانہ مین عورتون کے ساتھ لواطہ کرنا زمعدرائج تھا اسواسطے محدثین اہل سنت نے یہہ روایت بنائی کہ آیہ نساءکم حرث لکم اسی بارے مین نازل ہوا کہ عورتون کی دُبر مین جماع کرو جسکی قباحت پر متنبہ ہوکر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکالدیا۔ مگر ابوحنیفہ نے عام فتوے دیدیا کہ عورتون کے ساتھ لواطہ جائز ہے اور اوس کی کوئی اصلاح بھی نہ کرسکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الآثار مین لکھتے ہین کہ کہا عبدالرحمن بن قاسم نے مین نے کسی ایسے شخص کو جو قابل اقتدا ہو امر دین مین ایسا نپایا جو اس مین شک کرتا ہو کہ عورتون کی دبر مین وطی کرنا حلال ہے بعد اُس کے اسی آیت کی تلاوت کی اور کہا کہ اب اس سے بڑھ کر کونسی آیت صاف ہوگی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ اگر وطی کرے اپنے غلام کی دبر مین یا لونڈی کی دبر مین یا عورت کی دبر مین تو اُس پر حد نہین۔ اور اس مین کسی کو اختلاف نہین لاحول و لاقوۃ الا باللہ۔
پانچوان جناب امیرؑ نے ایک شرابی پر حد شرع جاری کی اور وہ مرگیا تو آپ نے اُسکے ورثا کو دیت عطا کی۔ پس جناب کو اپنی رائے پر شبہہ ہوا جو ورثا سے متوفی کو دیت دی۔
جواب۔ دیت ورثا کو بنظر احتیاط دی نہ از راہ شک اگر شک ہی ہوتا تو حد کیون جاری فرماتے پس احتیاط فرمانا باعث کمال تقوے ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے

أولئك هم المتقون خبر ہے صحیح۔

چھٹا۔ جناب امیرؑ نے ولید بن عقبہ کے صرف چالیس کہ نصف حد ہے دُرّے لگوا کر بپاس قرابت عثمان چھوڑ دیا۔ حالانکہ یہہ فعل مخالف کتاب اللہ و سنت ہوا۔

جواب۔ اس لیئے نصف حد جاری کی کہ ایک شاہد نے شراب پینے کی دوسرے نے قے کر دینے کی شہادت دی پینا نہ پینا برابر ہوا پس نہ مخالفت کتاب اللہ نہ رعایت رشتہ داری عثمان۔

ساتواں۔ ایک مجرم نے اپنے جرم سے اقرار کیا اور اپنے اوپر حد جاری ہونیکی درخواست کی مگر جناب امیرؑ نے بغیر قصاص چھوڑ دیا۔

جواب جوہر۔ مقتول کے ورثا نے اُس مجرم پر قصاص نہ چاہا جناب نے اپنی رائے سے مجرم کو نہیں چھوڑا۔

آٹھواں۔ سولاۃ حاطب کو سنگسار کیا۔ حالانکہ وہ لونڈی تھی جس پر رجم نہیں۔

جواب جوہر۔ حاطب نے لونڈی کو آزاد کر دیا تھا۔ پس آزاد پر حد جاری کیا جانا شرع شریف میں جائز ہے۔

نواں۔ ایک چور کی بجائے ہاتھ کے اونگلیاں خنجر سے کٹوا دیں۔

جواب جوہر۔ یہہ قصور جلاد کا تھا جو حکم کو اچھی طرح نہ سمجھا۔

دسواں۔ جناب امیرؑ نے بچوں کی شہادت منظور کی حالانکہ نصّ قرآن کے خلاف ہے۔

جواب جوہر - وہ بچون کا معاملہ تھا اور بوڑہا و جوان کوئی واقف کار نہ تھا -

گیارہوان - ایک دو چشم نے یک چشم کی آنکھ پھوڑ ڈالی قصاص مین ظالم کی دونو آنکھین پھوڑنے کا حکم دیا گیا -

جواب جوہر - مظلوم یک چشم کی آنکھ حکم دو آنکھ کا رکھتی تھے -

بارہوان - جناب امیر نے حد سرقہ ایک نابالغ بچہ پر جاری کی حالانکہ وہ مرفوع القلم ہین -

جواب جوہر - تادیباً و تنبیہاً ایسی سزا جائز ہے -

تیرہوان - ایک چور نے حضور مین جناب امیر کے حاضر ہوکر جرم کا اقرار کیا - اور حد جاری ہونے کی درخواست کی - جناب نے بغیر قصاص کے چھوڑ دیا - گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے -

جواب جوہر - اسکا ذکر کتب اہل سنت مین نہین ابن بابویہ قمی شیعہ نے اپنی کتاب مستند مین لکھا ہے شیعون سے جواب لینا چاہئیے -

ابن بابویہ قمی علیہ الرحمتہ نے جہان یہہ حال لکھا ہے وہان وجوہ رہائی بھی درج کیئے ہین - اونکو تم نے کیون ترک کیا - مقر بجرم فاقر العقل تھا کوئی مدعی نہ تھا کوئی مال چوری نہ گیا تھا پس کیونکر سزا ہوتی -

چودہوان - نجاشی عارفی شاعر کو لوگ جناب امیر کے روبرو پکڑ لائے جس نے رمضان المبارک مین شراب پی تھی آپ نے حد سے بیس درے زیادہ لگوائے حد الٰہی مین زیادتی کی -

جواب جوہر - اس روایت کو بھی ابن بابویہ قمی نے لکھا ہے شیعون پر جواب دہی فرض ہے - مگر رمضان کی حرمت سمجھکر جناب امیر نے بیس درّے زیادہ لگوا دیئے ہونگے مگر یہہ بات محض لغو ہے اور جناب امیر کی ہجو -
ہم کہتے ہین ابن بابویہ علیہ الرحمتہ نے قول نواصب کی نقل کر کے جواب لکھا ہے کہ انکا اعتراض زیادتی درّونکا محض بے جا ہے اور اتہام - جناب امیر نے حدالہی کے مطابق سزا دی ہو -

پندرہوان - جناب امیر نے دعویٰ الوہیت کیا جیسا کتب سنی وشیعہ مین مرقوم ہے الست بربکم وان امنشی الارواح وانا محی لایموت پس جناب دائرہ اسلام سے خارج ہوئے

جواب جوہر - یہہ قول نواصب کا محض خلاف ہے اس کا مذکور کتب معتبرہ اہل سنت مین مطلق نہین اور نہ کوئی سنی المذہب اسبات کا معتقد ہے کہ جناب امیر نے کلمہ شرک اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہو - ہان اس قسم کے عقائد پر کائد البتہ ابن سبا کے چیلون نے اپنی کتب مستندہ مین درج کیئے ہین پس اس کا جواب بھی فرقہ عبد السبابہ کے ہی ذمہ ہوگا - اگر بفرض محال یہہ اتہام تسلیم بھی کر لیا جاوے تو اہلسنت کی طرف سے یہہ جواب قرین مصلحت ہوگا کہ اکثر یہہ حالت اولیائے کرام وصوفیان عظام پر طاری وساری ہوا کرتی ہے چنانچہ حدیث متفق علیہ مین واقع ہے - انت عبدی وانا ربک اخطا من شدۃ الفرح - تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب ہون خطا کی مین نے غلبہ خوشی مین - پس جو امر عالم بیخودی مین سرزد ہو اُس پر طعن کرنا خود ہی مورد طعن بنتا ہے - جن اولیائے اللہ کی نسبت نواصب کو بھی حسن عقیدت

ہے اُن مین سے بعض نے اِس قسم کے کلمات عالم بیخودی مین اپنی زبان سے نکالے ہین۔ پس یہہ الزام صریح اتہام جناب امیر پر کہ سرور اولیا ہین ہرگز عائد نہین ہوسکتا اور اگر نعوذ باللہ ہوسکتا ہے تو وہ اولیا اللہ جن کی ولایت کا نواصب کو بھی بدل اقرار ہے اس الزام سے بری نہین ہوسکتے اپنی کتب سیر کی سیر کرو۔

ہم کہتے ہین جوہر نافہم نے باوصف انکار اقرار بھی کرلیا۔ اور حدیث متفق علیہ بھی پیش کردی اور نواصب کے اولیائے مقبولہ کا حوالہ بھی دیدیا کہ اُن کے اولیا نے بھی اِس قسم کے کلمے زبان سے نکالے ہین۔ پس فرقہ عبد السبائیہ و ابن سبا کے چیلون مین خود ہی باقرار خود شامل ہوگئے ع بہادو وہ جو سرپہ چڑہ کے بولے۔

ہمارا جواب یہہ ہے فرقہ حقہ اثنا عشریہ کی کتابون مین اس قول جناب امیرؑ کا سایہ بھی نہین ہے نہ اس فرقہ ناجیہ کا اس پہ اعتقاد کہ جناب امیرؑ نے دعوے الوہیت کیا نعوذ باللہ وہ قاطع شرک تھے اور قاتل مشرکین۔ دیکھو خانہ کعبہ مین رسولؐ خدا کے دوش مبارک پہ سوار ہو کر لات و ہبل وغیرہ بتون کو توڑ پھوڑ کر خاک مین ملادیا ؎

علیؑ بر دوش احمدؐ چشم بددور   عیان شد سنگ نورٌ علیٰ نور

جس نے اون کو خدا کہا اوسے جلا کر راکھ کردیا ہان ایسے اقوال شیطانی عبد النعمانی ابو حنیفہ کے چیلون کی کتابون مین بہ کثرت مرقوم ہین اور انہین کے سرگدائے دریوزہ گرد سنگ نوش خرقہ پوش کو دعوے انا الحق و انا رب کرنے کا استحقاق ہے جو باعلان کررہے ہین دیکھو کتب حال و قال اپنے صوفیائے کرام کی اور واقعات تاریخی منصور حلاج وغیرہ پس جبکہ دُہنے جولاہو نکو انا الحق کہنے کا حوصلہ ہے تو شرفائے قوم کو اِس سے بھی بڑہ کر کوئی کلمہ کہدینا کیا عجب ہے۔

جوہر الایقان مصنفہ مولوی مفتی حکیم محمد عبدالکریم دہلوی سنی المذہب مین آنحضرتؐ سے
صحیح حدیث درج ہے لا انی لارجوا لامتی فے حبہم لابی بکر و عمر ما ارجو لہم فی قول لا الہ الا اللہ
ترجمہ - اسلیئے کہ مجھ کو اپنی امت سے ابوبکر و عمر کے ساتھ محبت کرنے مین وہ امید ہے
کہ لا الہ الا اللہ کہنے مین وہ امید نہین ہے انتہیٰ -

اب فرمایئے ابوبکر و عمر کی محبت لا الہ الا اللہ کہنے سے بدرجہا بڑھ گئی خود رسول اللہ کی
نسبت چہ جائے امتیان پس اس فرقہ عبدالنعمانی مین دعوے الوہیت و نبوت
کرنا کیا بعید ہے اور رسول خدا کی نسبت بھی احمد بے میم وغیرہ کہا جاتا ہے اور
سولہ وغیرہ مین پڑہا جاتا ہے ہم کو طول فضول کا خوف ہے ورنہ صدہا قول نقل کرتے
جسے دیکھنا ہو کتب صوفیہ مین ایسے دعوے ہزارون دیکھ لے -

سولھوان - جناب امیرؑ نے عراق و یمن و عمان کی امارت پر اپنے اقربا
کو مقرر کیا اور طلحہ و زبیر کہ اصحاب بدر سے تھے کوفہ و بصرہ کی امارت پر پسند
نہ کیئے گئے -

جواب جوہر - رشتہ داران با اعتبار کا مقرر کرنا بہتر ہے اُن اغیار سے جو
اطاعت مین پہلو تہی کرین چنانچہ ایسا ہی عثمان بن عفان نے اپنی خلافت مین کیا تھا
یہ جواب پردہ داری عثمان کے لیئے ہے مگر ہم اتفاق نہین کرتے - جناب امیرؑ نے
عبداللہ ابن عباس کو کہ ابن عم رسول اللہ بھی تھے امارت دی اور محمد بن ابوبکر کو جو
خلیفہ اول کے لخت جگر تھے اور کسی رشتہ دار کو امارت پر مامور کرنا بتلاؤ مثل
عثمان کے جنہون نے بنی امیہ خاص الخاص اپنے قرابت دارون کو تمام ممالک
محروسہ پر قابض کر دیا - اور بیت المال المخاشیر باد ہو گیا - دیکھو تاریخ اعثم کوفی

وغیرہ ولید بن عقبہ شرابخور کو حاکم کوفہ بنایا جو ہمیشہ حالت نماز میں مخمور و مست رہتا
اور کہتا اگر کہو اور دو رکعت پڑھا دون مروان بن حاکم طرید رسول اللہ تھا اُس کی فقرات
اُس کی شرارتون کو دیکھ کر آنحضرتؐ نے مدینہ سے نکلوا دیا اور فرمایا یہہ
مروان وہ ہے جو کتاب اللہ مین منافقت و طریقہ رسول اللہ مین مخالفت پیدا کریگا
چنانچہ ابوبکر و عمر نے بھی مروان کو اور دور تک نکلوایا مگر عثمان غنی نے جنکو صلہ
رحمی کا بڑا خیال تھا نہ رسول اللہ کی سنت پر عمل کیا نہ سیرت شیخین پر باوصف علم
حدیث مخبر صادق دربارہ منافقت و مخالفت کتاب اللہ طریقہ رسول اللہ پھر اسی واکو بلا کر اپنا
وزیر در کن اعظم مہمات مالی و ملکی بنایا نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسول آخر کتاب اللہ
مین منافقت و طریقہ رسول اللہ مین مخالفت جو اِن ذات شریف نے کی اظہر من الشمس
وابین من الامس ہے نہ انکا وجود نالوجود دنیا مین ہوتا نہ اسلام کی یہہ گت ہوتی۔

سترہوان۔ یہہ کہ قاتلان عثمان شہید مظلوم سے قصاص نہ لیا حالانکہ
قرآن مجید مین النفس بالنفس واقع ہے پس درصورت اغماض جناب امیرؑ
گنہگار ٹھہرے۔

جواب جوہر۔ جناب امیرؑ پر قاتلان عثمان سے قصاص لینا اُس وقت فرض تھا
جبکہ ورثائے مقتول قاتل کا نشان دیتے قطع نظر اس کے خلیفہ پر عدل واجب ہے
نہ تلاش قاتل۔

ہم کہتے ہین جبکہ عائشہ صدیقہ مجتہدہ نے باعلان فتوے قتل عثمان اقتلوا النعثل کا دیدیا
اور خود عثمان خلیفہ وقت نے اپنے ارتداد و عمل کتاب اللہ و شریعت محمدی پر نہ کرنے
کا اقرار کر کے اصحاب جلیل القدر کے روبرو توبہ کی بلکہ تحریری توبہ نامہ باقرار

عدم عمل کتاب اللہ و شریعت محمدی لکھدیا اور بعد از توبہ نامہ کے بھی اپنے حرکات و عادات سے باز نہ آئے اور اُسی ارتداد پر مصر رہے جیسا ہم نے تاریخ اعثم کوفی سے نامہ توبہ نامہ بجنسہٖ نقل کر کے صفحہ ۱۴۱ اولین دکھلایا ہے تو شرعاً و عرفاً اونکا قتل جائز ہوا پھر قصاص کیسا اور تلاش قاتل کو۔

اٹھارہواں۔ یہہ کہ ابو موسےٰ اشعری کے گھر کو آگ لگوا کر جلوا دیا اور سارا مال و اسباب اُنکا لٹوا دیا۔ جناب امیرؑ نے زیادتی کی۔

جواب۔ جوہر۔ تاریخ طبری مین یہہ معاملہ اس طرح مسطور ہے کہ مالک اشتر و اُنکے غلامون نمک حرام نے گھر مین آگ لگادی اور سارا مال و متاع لوٹ لیا اس امر کی جناب امیرؑ کو مطلق خبر نہ تھی زیادتی کیسی۔

ہم کہتے ہین ابو موسےٰ اشعری سادہ لوح دور از عقل کے سبب سے خلافت حقہ درہم و برہم ہو گئی اور معاویہ شامی کیطرف خلق رجوع ہو گئی۔ پس اگر ایسے آدمی کو بھی گھر کے ساتھ ہی جلا دیتے تو خوب ہوتا کیونکہ جس کی ذات سے اسلام مین فساد عظیم واقع ہوا اُس کی سزا یہی تھی۔

مالک اشتر و اُنکے غلام نمک حلال باوفا نے بہت ہی اچھا کیا ابو موسےٰ اشعری کو بھی خاکستر کر دیتے تو لطف ہوتا۔

اُنیسواں۔ یہہ کہ ابو مسعود انصاری کی جناب امیرؑ نے اہانت کی گنہگار ہوئے۔

جواب۔ جوہر۔ جناب امیرؑ نے ابو مسعود کی اہانت اسوجہ سے کی کہ وہ طرفداری باغیون کی کرتے تھے تنبیہ مین گناہ کیا ہے۔

ہم کہتے ہین جبکہ باغیان خلافت کا قتل و قمع جناب امیرؑ پر فرض تھا تو اُنکے

طرفداران راز دار اصلاح کار سب قتل کے مستحق تھے انصاری ہوں یا مہاجر۔

کیوں جوہر ناظم۔ ابوہریرہ سے صحابی جلیل القدر صحابی رسول کو صرف صحیح حدیث نبوی بیان کرنے کی علت میں خلیفہ ثانی نے اتنے کوڑے لگوائے کہ بیچارے کی پیٹھ لہو لہان ہو گئی۔

ابوذر غفاری مصاحب خاص رسول اللہ کو خلیفہ ثالث نے شام سے مدینہ تک برہنہ اونٹ پر لاکر جلا وطن کر دیا۔ عمار یاسر کو خود خلیفہ نے اتنی ٹھوکریں ماریں کہ اُن کو عارضہ فتق کا ہو گیا۔ یہہ نظیریں آپ نے نہ لکھیں۔ ابو مسعود کی اہانت پر یہہ قیل وقال۔

بیسواں یہہ کہ جناب امیرؑ نے اپنے حقیقی بھائی حضرت عقیل کو اس درجہ ناراض کیا کہ وہ جناب کے دشمن سے جا ملے۔

جواب جوہر۔ جو رنجش فیمابین جناب امیرؑ و حضرت عقیل کے ہوئی وہ بمقتضائے بشریت تھی جیسے درمیان حضرت موسےٰؑ و حضرت ہارونؑ اور باہم ابوبکر و عمر شیخین۔ بخاری میں ابودردا سے روایت ہے کہ ایک بار باہم ابوبکر و عمر رنج ہو گیا ابوبکر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھ سے اور عمر سے کچھ گفتگو ہوئی اور رنجش ہو گئی میں اُن پر غصہ ہو اگر بعد کو میں خود شرمندہ ہو کر عمر کے پاس قصور معاف کرانے گیا مگر انہوں نے قصور معاف نہ کیا اس لئے آپ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں اس عرصہ میں عمر بھی حاضر ہوئے۔ حضرتؐ کے چہرہ سے آثار غصہ نمودار ہوئے ابوبکر ڈرے اور زانوؤں پر کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ

عمر کا قصور نہین ہے بلکہ زیادتی میری جانب سے ہوئی تب حضرتؐ نے یہہ حدیث فرمائی۔
بخاری مین ابو درداء سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا البتہ خدا نے مجھے تمہاری
طرف بھیجا سو اول تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابو بکر نے کہا کہ سچا ہی اُس نے
میرے ساتھ اپنی جان اور مال سے سلوک کیا سو کیا تم لوگ میری ساتھی
کو میری خاطر سے چھوڑو گے۔
یہہ حدیث اس مصلحت سے لکھی گئی ہے گو کہ بظاہر نواصب کا جواب ہے مگر
دراصل بمقابلہ اہل تشیع خلافت بلافصل ابو بکر کا اثبات ہے۔ انتہےٰ
جوہر نادان پہر خلافت کا چرخہ لے بیٹھے ہم کہتے ہین یہہ اعتراض ہے جوہر
کا ساختہ ہے اسی حدیث کے لیئے جیسا انکو خود اقرار ہے ورنہ اس اعتراض کی اصل
ہی کیا ہے خانگی رنجشین آنحضرتؐ اور ازواج مقدسہ کی دیکھو جن کو ہم نے مختصر لکھا ہی
تب آنکھین کھلین گو کہ ہم اُن کی تصدیق نہین کر سکتے مگر تمہاری کتابون مین فخریہ درج ہے
اس سے لیئے تم کو اُنپر اعتبار کرنا چاہیئے۔ رہا حدیث سے اثبات خلافت بلا اصل جب کہ
وہ حدیثین جن مین صاف الفاظ مین ابو بکر کا خلیفہ بنانا کہا گیا ہے کار آمد نہوئین تو یہہ
حدیث کیا مفید ہو گی جس مین خلافت کا ذکر ہی نہین۔
خدا نے آیۂ والسابقون الاولون مین مہاجر و انصار دونون کی قید لگا دی ہے
تصدیق رسالت اول ہو۔ یا بعد پہر سبقت اسلام ابو بکر کس کام کی رہی اور وہ حدیث
حضرت ابو ذر غفاری صادق القول بقول مخبر صادق کس اصول سے خارج از بحث
قرار پائی جو ابو طلحہ سے بیان کی گئی کہ حضرت علیؑ سابق الاسلام و صدیق اکبر و فاروق
اعظم و یعسوب دین ہین۔

ابودرداکو بمقابلہ حضرت ابوذر غفاری کیا وقعت ہو سکتی ہے معلوم نہیں کس حیثیت کی سوالی ہیں -

اکیسواں - یہہ کہ جناب امیر نے دو مرتبہ عمداً نماز فرض ترک کی مرتکب کبیرہ ہوے اگر کہیں کہ معذوری تھی تو در صورت عذر معقول حاجت ردشمس کیا ہے -

جواب جوہر کتب معتبرہ اہل سنت میں ردشمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہیں مگر اہل التشیع کی معتبر کتب میں اس قصہ کا مذکور ہے پس اسکا جواب اُنہیں کے ذمہ ہے - اگر شواہد ملا جامی کا حوالہ دیا جائے کہ جناب امیر کے لئے دوبار ردشمس ہوا تو جواب یہہ ہے کہ وہ شیعوں کی الحاقی کارروائی ہے کسی مفتری نے پشت کتاب پر لکھ کر چھپوادی ہوگی -

بیان جوہر تم ایسا گریز کرتے ہو جیسا جنگ اُحد وحنین سے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے -

ہم پوچھتے ہیں یہہ قصے ردشمس شواہد ملا جامی کے پشت کتاب پر درج ہیں یعنے اوراق علیحدہ پر شیعوں نے چھپوا کر اسمیں چسپاں کر دیا یا پشت بپشت سے کتاب مذکور کے بیچ میں لکھے ہیں - اور ابتدائے تصنیف سے اب تک نسخہ ہائے قلمی ومطبوعہ دونوں میں موجود -

پس تمہارے پاس جو کتاب ہے اُس کی پشت پر شیعوں کی الحاقی کارروائی ہوئی تمہیں کو اس کی خبر ہوگی دوسرے کو کیا خبر -

افسوس ہے ایسی روایات صحیحہ سے خلاف عقاید اہل سنت تم منکر ہو تے ہو اور اپنے علماے

متقدمین و متاخرین کو جھوٹا بناتے ہو۔
ہم کہتے ہیں اگر رد شمس ہوا تو نماز بھی ترک ہوئی اگر رد شمس نہیں ہوا تو نماز کا ترک
ہونا بھی محال دونو لازم و ملزوم ادر پہلا رد شمس میں تو جناب رسول خدا کی دعا کی
اجابت ہے کیونکہ آنحضرتؐ حضرت علیؑ کے زانو پر فرق مبارک رکھ کر سو گئے۔ عصر کا
وقت تمام ہو گیا۔ آنحضرتؐ بیدار ہوئے! پوچھا یا علیؑ تم نے نماز عصر
پڑھی آپ نے عرض کی اطاعت رسولؐ میں تھا۔ اس لئے وقت جاتا رہا آنحضرتؐ نے
دعا کی آفتاب قریب غروب تھا کچھ اوپر آگیا حضرت علیؑ نے نماز ادا کی پھر آفتاب
غروب ہو گیا پس اجابت دعائے نبوی کا کیوں انکار ہے۔
دوسری بار جنگ صفین میں خود حضرت علیؑ کی دعا سے آفتاب کی رجعت
ہوئی کہ وہاں بھی بوجہ قتال نواصب و خوارج شامیان بد بخت نماز کا وقت
باقی نہ رہا تھا۔ گو کہ عذر معقول تھا مگر نواصب و خوارج نامعقول کے کید عظیم و کور باطنی
پر خیال کر کے خدائے قادر کی قدرت و جلالت اپنی مقبولیت و خصوصیت
دعا کی اجابت کا جلوہ دکھا دیا کہ یہ نہ کہنا نماز فرض ترک ہوئی اور ترک ہوئی
تو برجعت آفتاب خدا نے ادا کرا دی۔ یہ اُس کا فضل اُس کی عطا اُس کی بندہ نوازی
ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

رسولؐ خدا کی نماز پر جو اہل سنت اعتراض کرتے ہیں اس کی خبر نہیں کہ نماز ظہر میں صرف
دو رکعت پڑھی جب لوگوں نے یاد دلایا تو آپ نے اعادہ کیا اور پوری چار رکعت
ادا کی تف بریں بے شرمی کہ جن انفاس قدسیہ پر نماز کو خود ناز ہو اُن پر ترک نماز کا
اتہام ہیچ ہذیان۔

بائیسواں یہہ کہ جناب امیر معصوم تھے تو ہمیشہ یہہ کیوں فرمایا کرتے کہ مجھپر شیطان ونفس غالب رہتا ہی۔

جواب۔ جوہر ہرگز ہرگز جناب امیر و نیز دیگر ائمہ کو اہل سنت معصوم نہیں جانتے اسکا جواب بھی شیعوں سے دریافت کرنا چاہیئے نہ اہل سنت سے ہم سے کہتے ہیں بعض اہل سنت انبیا علیہم السلام کو معصوم نہیں سمجھتے۔ جوہر کج فہم خدا ہی کو جملہ مخلوق کے معاصی و معائب کا مخزن و فاعل و صانع و موجد قرار دیتے ہیں پس حضرت علیؑ کی معصومیت کا کیوں اقرار کرینگے۔ مگر ہاں شیعہ اہل حق جنکو تمیز حق وباطل وشناخت عاصی و معصوم ہے وہ ثابت کرتے ہیں اور کور باطنوں کو نور کی تجلی نار کی تاریکی دکھا دیتے ہیں۔

دیکھو مسند احمد حنبل اور مناقب ابن مغازلی شافعی اور مودات سید علی ہمدانی اور مستدرک حاکم اور جمع بین الصحاح الستہ وغیرہ کتب کثیرہ اہل سنت کہ فرمایا آنحضرت رسول خدا نے انا وعلی من نور واحد والحسن والحسین نوران من نور رب العلمین والفاطمۃ بضعۃ منی۔ یعنی میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں اور حسنؑ و حسینؑ دونوں نور پروردگار سے ہیں۔ اور فاطمہؑ ٹکڑا میرے جگر کا ہے۔

اور دیکھو احادیث معتبرہ اہل سنت انا وعلی من نور واحد اور من شجرۃ واحدۃ اور الفاطمۃ بضعۃ منی اور حسنؑ و حسینؑ ریحانتانے فی الدنیا والاخرۃ اور یا علیؑ انت وارثی اور حسبہ لحمی ودمہ دمی حربک حربی اور انی حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم۔ وغیرہ احادیث کثیرہ ومتواترہ متفق علیہا۔

اور دیکھو انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔

یعنی نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہہ کہ لیجاوے تم سے نجاست یعنی ہر طرح کے گناہ اور غصہ اور سختی کو اے اہل بیت اور پاک رکھے تم کو پاک رکھنا۔

چنانچہ صحیح ترمذی اور صحیح موطا اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور جامع الاصول اور مشکوٰۃ شریف اور مسند احمد حنبل اور معجم کبیر طبرانی اور وسیط واحدی اور جمع بین الصحاح الستہ رزین العبدری اور جمع بین الصحیحین حمیدی اور صحیح نسائی اور مفتاح النجا اور نزل الابرار مرزا محمد معتمد خان بدخشی اور مودات سید علیؑ ہمدانی شافعی اور مناقب ابن مغازلی وغیرہم میں۔

اور راویان معتمد اور متواتر انس بن مالک اور عبداللہ ابن عباس اور سعد وقاص اور ابی سعید خدری اور واثلہ بن اصقع اور ام المومنین جناب عائشہ اور حضرت ام سلمہ وغیرہا سے ثابت اور متحقق ہے کہ آنحضرت ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے بلکہ جناب عائشہ سے صحیح مسلم میں رنگ بھی چادر کا لکھا ہے کہ منقش سیاہ بالوں کی تھی کہ جناب مولائے مومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور سیدۃ النساء العٰلمین حضرت فاطمہؑ زہرا اور دونوں شاہزادوں حضرات حسنین علیہم السلام کو چادر کے اندر لیکر یہہ آیت پڑھی۔

اور صحیح ترمذی وموطاء والوداود وجامع الاصول میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ بعد نزول اس آیہ کریمہ کے چھ مہینے تک آنحضرتؐ ہر صبح کو جناب سیدہ دوجہان کے دروازہ پر آکر فرماتے الصلوٰۃ الصلوٰۃ اہل بیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل بیت ویطھرکم تطھیرا۔

مسند احمد حنبل میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے چاروں

صاحبوں کو چادر میں داخل کر کے فرمایا اللھم ھؤلاء آل محمد فاجعل صلواتک و برکاتک علی محمد و آل محمد انک حمید مجید۔ یعنی یا خدا یہ میرے آل ہیں پس گردان تو درود اور برکات اپنی اوپر محمد اور آل محمد کے تحقیق تو شکر کیا گیا بزرگ ہے۔

طالب حق اور رتبہ شناس اہل بیت رسولؐ برحق پر واضح ہو کہ احادیث متکاثرہ و متواترہ صاف صاف بغیر کسی احتمال شبہہ کے فریقین سنی و شیعہ سے یہاں موجود ہیں کسی کو مجال دم زدن نہیں جیسے اہل بیت اور معصوم ہونا انہیں نوری جسم نجاسات و شبہہ ہو بیدا ہے اور ظاہر ہے کہ جب یہ معصوم ہیں تو یہہ جیسے معصوم کہیں وہ معصوم اور جیسے عاصی و مذموم کہیں وہ عاصی و مذموم اگر عنایت الٰہی شامل حال ہو تو سب طرح کے وساوس شیطانی اور نفسانی سے محفوظ رہے جیسے کسی جاہل یا عالم مبتلائے وساوس کے دہوکے میں نہ آوے۔

مصابیح بغوی میں اور تفسیر ابو العباس اسفرائی میں کہ مفسر جلیل القدر اور شیخ معتمد القول سنت جماعت کے ہیں حدیث معتبرہ و صحیح وارد ہے کہ جس وقت داخل کیا پیغمبر خدا نے علیؑ و فاطمہ و حسنینؑ کو عبائے مبارک میں تو فرمایا اللھم ھؤلاء اہل بیتی اطہار عترتی و اطائب ذریتی من لحمی و دمی الیک لا الی النار اذھب عنھم الرجس و طھرھم تطھیرا۔ یعنی یا خدا یہ ہیں اہل بیت میرے اور طاہر عترت میری اور طیب فرزند میرے گوشت میرے سے اور لہو میرے سے طرف تیری نہ طرف آگ کے لیجا تو ان سے ہر طرح کے گناہ اور طاہر

یکہ تو انکو ظاہر رکھنا۔

صاحب روضۃ الاحباب معتمد اور موثقین سنت جماعت سے تحفۃ الاحباب میں پانچ پیشینا ایسی قسم کی لکھکر لکھتے ہیں کہ بہ تحقیق تمام ثابت ہی کہ آیت تطہیر انہیں پانچ تنون کی شان میں نازل ہے اور اسی واسطے انہیں آل عبا کہتے ہیں جیسا کہ شیخ شہاب الدین وغیرہ نے بتصحیح لکھا ہے اور ابن مردویہ صاحب مناقب نہایت معتبر مشاہیر کبرائے موثقہ سنت جماعت سے لکھتے ہیں کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا رسول خدا نے خمسۃ منا معصومون انا و علی و فاطمہ والحسن والحسین یعنے پانچ ہم معصوم ہیں۔

مودات سید علی ہمدانی میں ہے عن اصبح عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ یقول انا و علی والحسن والحسین تسعۃ ولد الحسین مطہرون و معصومون۔

ابن عباس کہتے ہیں میں نے اپنے کانوں سنا کہ فرمایا رسول خدا نے کہ میں اور علی اور حسن و حسین اور نو شخص اولاد حسین سے مطہر و معصوم ہیں۔

واضح ہو کہ حدیث مرویہ ابن مردویہ باعتبار معصومین موجودہ وقت اور حدیث مرویہ سید علی ہمدانی واسطے بالقوۃ ان معصومون کے جو اولاد اور ذریت حسین میں پیدا ہونے والے تھے۔ طالبان حق دیکھو کہ اس حدیث میں کی طرح مجال چون و چرا اور لیت و لعل و احتمال دلائل ضعیفہ والیون کی کسی کو باقی نہیں رہ سکتی الصاف شرط ہے مناسب اس مقام کے ہے جو شیخ شہاب الدین دولت آبادی بذکر منشور سادات باب ششم میں نقلاً تفسیر بخاری سے تفسیر پیاد میں لکھتے ہیں بعینہ نقل کیجاتی ہی فی تفسیر بخاری۔

ہرگاہ این آیت مباہلہ نازل شد مصطفےٰ الگلیم مخطط بر سر گرفت و زیر آن بنشست و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ را بہ نشاند۔ چون از مباہلہ فارغ شد جبرئیلؑ بیامد و گفت یا محمدؐ آنانکہ باتو در مباہلہ بودند فرمانست تا بر سر ایشان نشور کنم تا مردمان ایشانرا عزیز و کرم دارند پس جبرئیلؑ بر سر مصطفےٰؐ دو جد یافت و تشریح داد و بمقدار سر انگشت موئے ہا پراگندہ بگذاشتیم و حمر کردہ پس مصطفےٰؐ بر سر علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ دو تا جد کردہ فرمود این بر شما سنت گردانیدم و بر اولاد شما کہ از فاطمہؑ اند پس جبرئیلؑ گفت این یا محمدؐ من نیز باتو در مباہلہ بودم موافقت کردہ ام و خادم خانہ توام و علیؑ را در جنگ یاری دادہ ام و گہوارہ حسنؑ و حسینؑ جنبانیدہ ام مرا از اہل خاندان خود قبول فرمائی بر سر من جعد ہا کن تا فرشتگان لائے اعلےٰ مرا اہل خاندان تو دانند ہمین دعا مروییت الذی بحرمۃ خمسۃ ان الذین سادسہم جبرئیل یعنی یا خدا بحرمت پنجتن و ششم جبرئیل۔ پس مصطفےٰؐ بر سر جبرئیلؑ جعد ہا کردہ۔

تاریخ منشر ابوالقاسم مین ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب شاہ ولایت سے فرمایا کہ اے علیؑ بغیر تمہاری فرزندون کے جو فاطمہؑ سے ہون کسی کو نشور روا نہین۔

اب شیطان کا غلبہ و مغلوبیت ہمارا جواب ہے کہ انبیاؑ و اوصیاؑ معصومین سے ہمزلون میہ مردود و دور رہتا ہے مگر بہ اعتقاد اہل سنت انبیاؑ کی حضوری شیطان کو حاصل رہتی ہے۔

ترمذی مین بریدہ اسلمی سے روایت ہے آنحضرتؐ کے حضور مین ایک چھوکری حبشیہ دف بجا کر گا رہی تھی ابوبکر عثمان علیؑ بہ اوقات مختلف آئے وہ دف بجاتی گاتی رہی بعدہ عمر خطاب آئے اس نے دف کو چوتڑون کے

پیچھے چھپا لیا۔
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمر تم سے شیطان ڈرتا ہے کیونکہ میرے سامنے چھوکری دف بجایا کی ابوبکر علی عثمان آئے اُس نے خوف نہ کیا تم کو دیکھ کر خاموش ہوگئی۔
ترمذی میں عائشہ سے روایت ہے میں نے بچوں کا شور سنا آنحضرتؐ تشریف رکھتے تھے کھڑے ہوگئے ایک حبشیہ عورت اچھل کود رہی تھی آنحضرتؐ نے فرمایا اے عائیشہ آؤ تماشہ دیکھو میں آئی اور حضرتؐ کے مونڈھے پر اپنے رخسارے رکھکر تماشہ دیکھنے لگی حضرتؐ نے فرمایا سیر ہوگئیں میں نے کہا نہیں دیر کے بعد عمر خطاب نمودار ہوے اور لوگ متفرق ہوگئے حضرتؐ نے فرمایا میں جنی اور انسی شیطانوں کو عمر سے بھاگتا دیکھتا ہوں۔
ترمذی میں ابن عساکر سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو موسے اشعری کو حضرت عمر کی خبر نہ معلوم ہوئی وہ ایک ایسی عورت کے پاس آئے جس کے پیٹ میں شیطان بولتا تھا ابو موسے نے اُسی عورت سے عمر کی خبر پوچھی اُس نے کہا تم ٹھہر جاؤ میرا شیطان میرے پاس آجاوے جب شیطان آیا تو پھر پوچھا شیطان نے کہا میں نے اُنہیں لنگی کا تہہ بند باندہتے چھوڑا ہے اب وہ صدقے کی اونٹ بانٹ رہے ہیں۔
کتاب الاکتفا اور ریاض النضرہ محب طبری سے منقول ہے کہ خلیفہ دوئم سے اور شیطان سے کشتی ہوئی۔ شیطان نے اُن کے فضائل بیان کئے۔
صحیح بخاری میں فضل آیۃ الکرسی صفحہ بارہ میں لکھا ہے ابوہریرہ کو شیطان نے

سکھایا۔

تھا۔ اور شیطان سے خوب بابیت ہوئی مدارج النبوۃ صفحہ ۴۹۲ میں ہے آنحضرتؐ

فرمود بعائشہ شیطان تو ایں گماشتہ ہی کتاب کے صفحہ ۵۰ میں ہے انہی صاحب یوسف وان کی کی تعظیم

صحیح مسلم میں ہے عن ابن عمر قال خرج رسول اللہ من بیت عائشۃ فقال رأس الکفر

من ھھنا من حیث یطلع قرن الشیطان۔ پس ایسے لوگوں کی مخالطت مجالست و

موانست مکالمت شیطان کے ساتھ ہوگی یا اجسام نوری و انفاس معصوم و

مطہر سے اسکا تعلق ہے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

یہہ فرمانا جناب امیر کا کہ محمد پر شیطان غالب رہتا ہے محض اتہام نواصب و اُن کے

ہم مشربوں کا ہے۔ اور یوں اگر خیال کرو تو رسول اللہ توبہ و استغفار فرمایا کرتے تھے

کیا معاذ اللہ وہ گنہگار رہتے تھے نہیں بلکہ کسر نفس و عجز و التجا بدرگاہ قادر مطلق

ہی انبیاء و اوصیا کا شعار مستحسن ہے جس سے امت متنبہ ہو کہ ہمیشہ توبہ و استغفار پر

عامل رہے اور اپنے کو ہیچ تصور کرے۔

تیئیسواں ۲۳ یہہ کہ جب متعہ حلال و افضل الطاعت تھا تو جناب امیر نے خود کیوں

نہ کیا گنہگار ہوئے۔

جواب جمہور اہل سنت متعہ کو قطعی حرام جانتے ہیں پر اس مسئلہ کے جوابدہ

شیعہ ہیں۔

بہت خوب ہم جوابدہ ہیں سنو میاں جب عمر نے جو متعہ کو قطعی حرام بتا دیا ہے کس

دلیل سے آیا کسی آیت قرآنی سے یا سنت یا عادت خلیفہ ثانی سے کیونکر اثبات

نیز اہل سنت کو بھی اتفاق و اقرار ہے کہ متعہ عہد مبارک رسول خدا ﷺ میں

اور یہ مباح و حلال تھا خلیفہ ثانی کے عہد میں حرام کیا گیا کیونکہ اونکا خود قول صحیح بخاری میں موجود ہے کہ دو متعہ عہد رسول اللہ میں حلال تھے انکو میں حرام کرتا ہوں پھر آپ نے جو قطعی حرام لکھا یا تو حرام ہونیکی وجہ سے بجز ایجاد و بدعت خلیفہ ثانی اگر اور کوئی آپ کے پاس ہو تو بیان کیجیے قطعی حرام کہدینا بلا ثبوت و دلیل معقول کافی نہوگا۔ اگر حکم خدا و رسول سے حرام ہونا ثابت کیا ہو تو جواب دیا جائیگا۔

متعہ کو افضل الطاعات کس نے کہا اور ترک متعہ میں گنہگار ہونا کیا معنی۔ جیسا رسول نے باوجود حلت صریح متعہ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی ویسا ہی جناب امیر کو بھی ضرورت متعہ کی نہوئی جیسے نکاح نہ کرنے میں گناہ نہیں سمجھا گیا ویسا ہی متعہ میں۔

دیکھو حضرت عیسے علیہ السلام نے نکاح ہی نہ کیا اور عالم تجرد میں عمر بسر کردی۔ رسول اللہ نے باوصف حلت تعداد ازواج حضرت خدیجہ کے حین حیات دوسری بی بی کی طرف توجہ نفرمائی حالانکہ عالم شباب تھا اور بعد انتقال اونکے تیرہ ازواج تک نوبت پہونچ گئی پھر حضرت علی کو متعہ کی کیا ضرورت ہوئی۔

آئمہ معصومین نے جو متعہ کے فضائل بیان فرمائے ہیں وہ اس وجہ سے کہ ایک امر حلال خدا جبراً حرام کردیا گیا پس لوگوں کو اس کے عمل پر ترغیب و تحریص ہونی چاہیے تاکہ حلال خدا معطل و بیکار نہ رہجاوے مگر یہ نہیں کہ سب کو ضرورت تھی خواہ نخواہ متعہ پر اصرار ہو جیسا نکاح کے فضائل و مناقب ہیں ویسا ہی متعہ کے مگر کوئی نہ کرے تو گنہگار نہیں ہوسکتا۔

چونکہ حلت متعہ میں ہزاروں دلیلیں اور بحثیں صدہا کتابوں میں درج ہیں اور یہ ایک مشہور و معروف مسئلہ ہے جسے ضرورت حلال و حرام سمجھنے کی ہو وہ کتابوں میں دیکھ کر اطمینان کرلے کہ آیا حلال ہے یا حرام بدعت و ایجاد خلیفہ ثانی۔

اگرچہ جوہر نادان قطعی حرام ہونے کی کوئی وجہ لکھیں گے تو جواب دیا جاویگا۔

چوبیسواں۔ یہ کہ جناب امیر نے اصل ہدایت کو گم کر کے بندگان خدا کو ضلالت میں ڈالا۔ اور بار معصیت خلائق کا جناب کی گردن پر رہا تا قیام قیامت۔

جواب۔ جوہر یہ اعتقاد پر فساد اہل تشیع کا ہے نہ اہل سنت کا جس کا جواب دیا جاوے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ شیعوں کا یہ اعتقاد تم نے کس دلیل سے لکھا ہے۔ اول جلول دیوانوں کی طرح جو زبان پر آتا ہے بک ڈالتے ہو وجہ یہ کہ تم کو اور نواصب مردود کو جو تمہارے ہم مشرب و ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ حضرت علیؑ کے ساتھ منافقت کلی و عداوت قلبی ہے پس بتیرا و دنبہ بان آنچہ در آور نبود دست۔

حضرت علیؑ نے دین خدا کی شریعت محمدیؐ کی آبرو رکھ لی ہدایت و احکام خدا و رسولؐ کی سپر بنگئے کہ آج تمام دنیا میں اونہیں کے نور ہدایت سے اسلام حقیقی چمک رہا ہے اور مثل آفتاب عالمتاب روشن و درخشندہ

اگر آپ اُن گمراہان وادیٔ ضلالت و منافقان کتاب اللہ و طریقہ رسالت کو وقتاً فوقتاً تادیب و تفہیم و تہدید نہ فرماتے تو آج اسلام کا کوئی نام بھی نہ جانتا۔

ایک حدیث سنو اور اپنی کردار بد سے توبہ کرو اب بھی صراط المستقیم اختیار کرو۔
صحیح ترمذی مین امام احمد سے روایت ہی لوگون نے رسول خدا سے عرض کیا کہ ای رسول خدا آپ کے بعد کسے امیر بنا وین فرمایا اگر تم ابوبکر کو خلیفہ بناؤ گے تو اُسے امانت دار پاؤ گے وہ دنیا کی لذات سے بے رغبت اور آخرت کے نعماء مین رغبت کرنے والا ہے۔ فقرہ عربی امینا زاهدا فی الدنیا راغبا فی الاخرة اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو اُسے زبردست امانت دار پاؤ گے وہ دین خدا جاری کرنے مین کسی کی ملامت پر خوف نہ کرے گا۔ فقرہ عربی قویا امینا لا یخاف فی اللّٰہ لومة لائم اور اگر علیؑ کو امیر بناؤ گے۔ مگر مین گمان نہین کرتا کہ تم اُسے خلیفہ بناؤ گے تو اوسے سیدہی راہ دکھانے والا پاؤ گے۔ تم کو وہ سیدہے رستہ پر لیجاویگا فقرہ عربی هادیا مهدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم رواہ احمد۔
اب دیکھئے ہادی ومہدی وطریق مستقیم یہہ الفاظ حضرت علیؑ پر صادق آتے ہین۔ یا دوسرے پر۔ ابوبکر امانت دار ہین۔ دنیا سے بیزار دین کی طرف راغب۔ عمر اُن سے زیادہ امانت دار اور نہ خوف کرتے والے دین خدا مین ملامت کرنے والون سے۔ مگر ہدایت طریق مستقیم کے لیئے حضرت علیؑ خاص ہین اور اُنہین کے لیجانے سے سیدہی راہ ملسکتی ہی پس اس ہدایت طریق مستقیم سے کس نے انحراف کیا اور سیدہی راہ چھوڑ کر بیراہ ہو گئے۔ پس جنہون نے اُمت کو سیدہی راہ سے پھیر کر دوسری ٹیڑہی راہ پر لگا دیا وہ ہدایت کے گم کرنے والے ہوئے یا حضرت علیؑ جو بقول مخبر صادق ہادی ومہدی اور سیدہی راہ دکھانے والے تھے رسول خدا نے صاف الفاظ مین فرما دیا کہ بجز علیؑ کے ہادی ومہدی دوسرا نہین۔ اور انہین کی ذات پر سیدہی راہ ملنے کا انحصار ہی اور حضرت علیؑ نے بھی بہت کچھ سیدہے راہ اختیار کرنے کو اُمت سے کہا مگر کوئی نہ سنے اور خود ہی کنوئین مین گرے تو کیا علاج

مگر جن کو اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے سیدہی راہ چلنے کے لئے آنکھیں عطا کیں اور کانون سے قول مخبر صادق سن لیا وہ ہر حال و قال مین صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم رہے اپنے ہادی و پیشوا کا دامن نہ چھوڑا اُسی سیدہی راہ پر قائم رہ کر اعلی علیین مین داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہین اور ہونگے انشاء اللہ تعالےٰ ۵

مطلب یہی ہی ہاتھ کی ہر اک لکیر کا — دامن چھٹے پائی جناب امیر کا

پچیسوان۔ یہہ کہ جناب امیرؑ نبی نہ تھے جو اُن کی نسبت دعوے نبی غیر مرسل ہونیکا کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن پاک مین حضرت رسول خدا کی نسبت خدائے تعالیٰ نے خاتم النبین فرمایا ہی۔

جواب۔ جو ہر یہہ بات بھی شیعون سے دریافت کرنی چاہئے کیونکہ اُنہین کے رکن اعظم و سرآوردہ عالم یکتائے روزگار محب حیدر کرار نے اپنی انوار الہدے مین بہت جگہہ نسبت جناب امیرؑ و نیز دیگر ائمہ دعوے انبیائے غیر مرسلین ہونے کا کیا ہی اہل سنت اس عقیدہ کو کفر مطلق جانتے ہین۔

ہم کہتے ہین جہان مصنف انوار الہدے سلمہ اللہ تعالےٰ نے دعوے کیا ہے وہان نقل و عقل سے ثابت کردیا ہے خصوص اہل سنت کے کتب معتبرہ سے پھر اُس کا جواب کچھہ بھی تو دے سکتے۔ یہہ گریز و فرار عن المیدان المناظرہ اچھا نہین صرف یہہ کہدینے سے کہ اہل سنت کفر مطلق جانتے ہین آپ کا پیچھا نہین چھٹے گا کوئی ضرب تو سنبھالو اور کچھہ تو منھہ سے بولو ہر بات مین یہہ کیا طریقہ اختیار کر رکھا ہے نہ خدا کی خدائی نہ رسول کی رسالت۔

جبتک اُن دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کا جواب نہ دوگے جو انوار الہدے مین دعوے

نبی غیر مرسل ہونے کا کیا گیا ہے۔ آپکا کوئی عذر کوئی انکار نہ سنا جائے گا۔ اور اس سوال نواصب کا وہی جواب ہے جو انوار الہدے مین درج ہے۔ معترز و مفتخر مصنف لکھتے ہین صفحہ ششم صفت دوئیم مین ہم صدر کتاب مین اس امر کو قرار دے چکے ہین کہ جس طرح مرسلین علیہم الصلوٰۃ معصوم و طاہر ہوتے ہین ویسا ہی انبیائے غیر مرسلین جو درحقیقت مرسلین کے نائب ہین معصوم ثابت ہوئے ہین اور یہہ امر بھی ہم ثابت کر چکے ہین کہ ابتدائے آفرینش سے تا اینندم ہر مرسل صاحب بعثت کے ماتحت و نیابت مین بسبب ضرورت کسی قدر انبیا غیر مرسل ضرور بالضرور مبعوث ہوئے ہین۔ فی انوار الہدیٰ۔ کیون میان جوہر اس حدیث مشہورہ و معروفہ کا کیا مطلب ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ علما میری اُمت کے مثل انبیا بنی اسرائیل کے ہین۔

دوسری حدیث ترمذی کی لکل نبی سبعۃ نجباء و رقباء و اعطیت انا اربعۃ عشر ہر نبی کے لئے سات نجیب و محافظ ہوتے ہین مجھ کو چودہ [۱۴] عطا ہوئے ہین۔ ائمہ اثنا عشر اور حضرت جعفر طیار و امیر حمزہ کرار۔ علما سے بھی مراد اثنا عشر ہین کیونکہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا۔ جو سینہ بسینہ تا حضرت قایم صاحب الزمان مثل دریائے نور موجزن ہے۔

اب سوالون کے خاتمہ پر جوہر کج فہم کہتے ہین۔ دیکھو شیعو ہم ہین۔ چند مطاعن کتاب کحل الجواہر نواصب ذلیل کے معاذ اللہ درباب دیانت و عدالت و حکم و علم و فضل و عقل جناب امامت دستگاہ کی اب تم پر فرض ہے کہ اس بارگران کو اپنے سر سے اُتارو اور اپنے دشمنون کو میدان امتحان مین بچھاڑ دو جیسا کہ بفضل خدا اہل سنت نے

قوم ناحق شناس کو چاروں شانے چت زمین پر دے مارا ہے کہ نواصب مخذول کی کمرین ٹوٹ گئیں ہیں۔

ہمارا جواب بہت خوب آپ کے حکم کی تعمیل میں سر مو فرق نہ ہوا ہم نے اُن کو بھی پچھاڑا اور تم کو بھی اُن کے سوالوں اور تمہارے جوابوں کی دھجیاں بکھر گئیں۔

دیکھو باطل کا ساتھ دینے میں یہہ روز بد آگے آتے ہیں اور حواس خمسہ کے طوطے اُڑ جاتے ہیں۔

نہ اُن کمزوروں کا ساتھ دیتے نہ ٹھوکر کھاتے کیسے اوندھے مُنھ گرے ہو کہ عمر بھر یاد رکھوگے۔

اب جوہر نادان و نافہم نے ایک سوال نو ایجاد بہت ہی لفاظی و لسانی سے شیعوں پر کیا ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ جناب امیرؑ نے باوصف چنین و چنان اوصاف و فضل و مناقب ابوبکر کو کیون خلافت پر قبضہ دیا اور خود محروم رہے۔ اور اصحاب نے کیون نہ آپ کو مسند نیابت پر بٹھایا کیا خلفائے ثلاثہ خدا و رسولؐ سے بھی زیادہ زور آور تھے جنھوں نے نیابت نائب بلا فصل کی غصب کر لی۔ اصحاب ایسے طاقتور تھے جنھوں نے حمایت ملائکہ کی بھی پروا نہ کر کے بے خوف و خطر سینہ زوری سے خلافت سرور اولیا سید الاصفیا حیدر کرار صفدر نامدار کی لے کر ابوبکر کو دیدی۔

اس ایک ہی سوال اہل سنت کا جواب اہل تشیع اپنے ہی کتب معتبرہ سے دیدیں بشرطیکہ آیات بینات و احادیث سرور کائنات کی تکذیب نہ ہو وغیرہ وغیرہ اگر مسئلہ بدء کو صندوق تقیہ سے نکال کر جواب دیا جائے گا تو اُس کے جواب الجواب میں سچالی غالب کل غالب تحفہ مغلوب علی کل مغلوب پیش کیا جاوے گا یا بالضرورت بذریعہ

تار برقی خوارج کو بھی خبر کرنی پڑے گی جس سے شیعون کو قدر مناظرہ قیامت تک معلوم رہے گی۔

جواب ہم نے اہل سنت کے عموماً اور جوہر نادان کے خصوصاً سوال کا جواب صفحہ ۹۱ لغایت ۱۰۱ مین مفصل دیا ہے کہ حضرت علیؑ نے عموماً کل انبیائے مرسلین اور خصوصاً رسول اللہ سید المرسلین کی تقلید کے سر مو فرق نہین ہے جیسا کل انبیا و خود رسولؐ خدا بادشاہان ظالم و حاکمان بد طریقت کے عہد مین مغلوب و محکوم بے بس و بیکس بسر کرتے رہے ویسا ہی حضرت علیؑ بھی عہد خلفاء غاصب خلافت مین بقول خود مصدقہ جوہر کہ چارہ نہین آدمی کو امیر سے نیک ہو یا بد بسر کرے مومن اُس کی حکومت مین تا زیست۔

اور رسالہ خامس احقاق الحق وصیت رسولؐ خدا در بارہ صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جدال با خلفاء ثلثہ بنظر تحفظ ضعفائے مسلمین و حفاظت دین۔

پس جبکہ تم خود ہی ان وجوہات کو تسلیم کرتے ہو تو پھر سوال کیسا۔ حضرت علیؑ کو جو خدا و رسولؐ کا حکم تھا اُس کی تعمیل کی۔

اصحاب شورہ کی نادانی و دنیا طلبی بو الہوسی جہالت کور باطنی جنھون نے حق پہ باطل کو ترجیح دی۔

احد مین حنین مین رسول اللہ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اپنی جان بچائی دیکھو صلح حدیبیہ کا قصہ جب آنحضرتؐ نے مصلحتاً کفار مکہ سے دب کر صلح کر لی تو اصحاب کو سخت ناگوار ہوا۔ آنحضرتؐ نے اصحاب سے حکم فرمایا کہ اُٹھو اور قربانی کو ذبح کرو و نکو حلق کرو مگر اصحاب نہایت ناخوش تھے کسی کا دل قربانی کو نہ چاہتا تھا آنحضرتؐ نے تین بار فرمایا مگر بنی ہاشم کے سوا اور کوئی مارے طیش کے نہ اُٹھا حضرتؐ رنجیدہ ہو کر

دولت سرا مین گئے حضرت ام سلمہ سے اصحاب کی نافرمانی بیان کی ام سلمہ نے
عرض کی آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیے اور حجامت بنوائیے اور قربانی کیجئے۔
آنحضرت نے اپنے خاص اونٹون کو قربانی کیا اور سر ترشوایا۔ پھر لوگون نے طوعاً
و کرہاً قربانیان کین اور چند لوگون نے سر ترشوایا باقی نے تھوڑے تھوڑے بال کتروائے
حالانکہ آنحضرتؐ نے مکرر محلقین یعنی بال ترشوانے والون کے حق مین دعا کی مگر کسی نے
نہ سنا بلکہ عمر خطاب نے صاف کہہ دیا کہ آج کا سا شک آنحضرتؐ کی نبوت مین
مجھے اور کبھی نہین ہوا۔ پس یہہ وہی اصحاب تھے یا اور جبکہ رسول اللہؐ کے حضور مین یہہ
حال تھا تو بعد اُن کے جو اُن سے افعال سرزد ہوئے طشت از بام ہین۔
ایسے اصحاب نافرمان کے شورہ و اجماع پر ناز کرنے کے خلافت کا استحقاق جائز کرنا
خوش فہمی اہل سنت ہی اور جبکہ خدا و رسولؐ ہی کے احکام سے صراحتاً انکار و انحراف
تھا تو ملائکہ کی حمایت کی کب پروا تھی۔ ہان اگر مثل قوم لوط علیہ السلام تختہ اُلٹ دیا
جاتا تو مناسب تھا مگر اُست محمدی عذاب و عقاب دنیاوی سے مستثنےٰ کی گئی ہے۔
دیکھو حدیث بخاری و مسلم کہ بہت اصحاب خاص بعد وفات آنحضرتؐ اپنے اُس حال پر
پھر گئے جس پر وہ پہلے تھے اور خاتمے کے وقت ایمان نہ رہا اور یہہ شامت بوجہہ
بے طاعتی و مخالفت و معاندت اہل بیت اطہار ص صرف نفسانیت سے اُن کو
نصیب ہوئی اور انہین کتابون مین بذیل سیپارہ اسقی دیکھو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ روز
قیامت اکثر اصحاب میرے اُلٹے ہاتھ کی طرف پکڑے آوینگے یعنے جب میر اصحاب بائین ہاتھ
کا رخ ہوگا تو مین خدائے تعالےٰ سے عرض کرونگا کہ بار الٰہا یہہ تو میرے اصحاب ہین
تب درگاہ الٰہی سے حکم ہوگا کہ تم نہین جانتے جو کچھ تمہارے بعد انھون نے احداث

کیا۔ آپ عرض کرینگے کہ مین گواہی دیتا ہون ان کی جب تک مین زندہ رہا یہہ ایمان لائی
نماز پڑہتے تھے روزہ رکھتے تھے زکوٰۃ دیتے تھے سب باتین ایمان والون کی میرے
روبرو کرتے تھے تب حکم الٰہی ہوگا کہ یہہ مرتد ہوگئے اور اپنے پچھلے پاؤن پھر گئے بعد
تمہاری مفارقت کے اور تمہاری اطاعت سے نکل گئے بہ مجرد تمہاری وفات کے
اور وفات ہوتے ہی خلاف حکم عمل کرنے لگے اور بعض انمین بہت ہی سفیہ ہین مگر گفتنی نہیں
خدا ہی ہم کو محفوظ رکھے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ آنحضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ خبر نہین بعد میرے تم دین مین کیا کیا
ایجادین کروگے۔ اور عمر خطاب سے فرمایا کہ قسم خدا کی اگر موسیٰ میرے عہد مین ہوتے
تو تم مجھے چھوڑتے اور اُن کی پیروی کرتے۔

شیعہ علی کو خدا نہین کہتے رسول اللہ نہین کہتے خدا باوصف عظمت و جلالت و جباری
و قہاری کیسی کچھ برداشت و حلم و ضبط اپنے بندون کی نافرمانی پر کرتا ہے۔

رسول اللہ باوجود یہہ اوصاف موصوف ہونے کے کفار کے ہاتھ سے مغلوب
و محکوم رہے اور جو ایذائین و تکلیفین و مصیبتین اُن بدکردارون ناہنجارون کے ہاتھ سے
اُٹھائین اُنپر سکوت و صبر و تحمل کیا۔

اصحاب نے علانیہ نافرمانیان کین حکم نہ مانا اُن کو تنہا چھوڑ کر صف جنگ سے بھاگ
گئے ہوئے اُن کی نبوت مین شک کیا اُن کے روبرو توریت پڑہتے جس سے
آپکا چہرہ غصہ و غضب سے متغیر ہوجاتا۔ تقسیم مال غنیمت مین عادل نہ کہتے اُن کو معاذاللہ
ہذیان سے نسبت دیتے۔ ابن سلول کے نماز جنازہ پڑہتے ہوئے اُنپر کود پڑتے
انکو پیچھے کھینچتے نماز سے باز رکھتے۔ ازواج کا یہہ حال کہ ہر طرح اُن کو تنگ کرتین جھوٹا

اتہام لگاتین اُن کے راز کو باوصف ہدایت اخفا افشا کرتین اُن سے الضاف چاہتین۔ غرضکہ کیا کیا مصائب واذیتین آپ نے کفار ناہنجار وبدکردار سے اُٹھائین مگر صبر وسکوت فرمایا۔ بس ایساہی حضرت علیؑ کو سمجھلو غالب علی کل غالب کے موقع پر سب پر غالب رہے۔ اور صبر وسکوت کے موقع پر صابر وشاکر ضابط وعلیم مثل رسول اللہ صلعم

ہر سخن موقع وہر نکتہ مقامے دارد۔

تقیہ کو کیا دخل تھا اور اگر ایساہی سمجھو تو خیر رسولؐ اللہ کا حال قیام مکہ مین صراحت کے ساتھ غور کرنا چاہیئے۔ ہم بہت ہی اختصار کے ساتھ لکھتے ہین قصص الانبیا اہل سنت کی کتاب ہے جو تمام احادیث وروایات کا خلاصہ ہے۔ جب آنحضرتؐ کو ۴۰ برس کی عمر مین رسالت وپیغمبری ملی یاایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر۔

آپ نے پہلے حضرت خدیجہ سے یہہ حال ظاہر کیا جنھون نے بلا عذر وحجت آپ کی رسالت کی تصدیق کی بعد ازان حضرت امیر المومنین ابن عم رسولؐ علیؑ ابن ابی طالب نے کہ عمر اُن کی آٹھ سال کی تھی۔

ابوبکر صدیق ان دنون مین یمن کی طرف تجارت کو گئے تھے وہان ایک راہب جس کی عمر ۳۹۰ برس کی تھی ابوبکر کو ملا اور اُن کی قوم ونسب پوچھکر بولا کہ جب تو وطن کو پہونچے تو پیغمبر آخر الزمان ظاہر ہوگا پانچ مردون مین اول سب سے تو ایمان لا اور جلد جا اس دولت کو مت گنوا ابوبکر مکہ مین آئے ابوجہل اور عقبہ بن معیط سے ملکر پوچھا کوئی خبر تازہ ہے وہ بولے ہان محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب دعوئی نبوت کرتا ہے ابوبکر حضرت کے پاس آئے اور مزاج کا حال پوچھا آپ نے فرمایا اے لیسر ابو قحافہ جان تو کہ مین رسولؐ خدا اور تمام خلق کا رہنما ہون ابوبکر نے کہا تمہارا کیا معجزہ ہے حضرت

سنے راہب سے ملاقات ہونا اُس کا ہدایت کرنا سب کچھ کہہ سُنایا ابوبکر حیران رہگئے
اور پوچھا آپ کو یہ خبر کسنے دی آپ نے فرمایا جبرئیل نے تب ابوبکر ایمان لائے
بعدہ اور لوگ مشرف باسلام ہوئے پھر وحی کا نزول شروع ہوا اور آپ نے
بتون کی مذمت شروع کی اور قریش بگڑ اُٹھے ابوجہل و ابولہب پتھر مارا کرتے دس برس آپ
مکہ میں رہے کفار قریش نے ایذائیں دینی شروع کیں کیسی کیسی ایذا ہزاروں طرح کی بے ادبیاں
قسم قسم کے رنج آپ کو پہونچے اور بُرے بُرے القاب مانند ساحر اور شاعر
اور کاہن و مجنون و ابتر وغیرہ آنحضرت نے اپنی نسبت سنے غریب اصحاب
پر طرح طرح کے عذاب ہوئے جنکے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے
ہیں القصہ جب کافرون کا ظلم و جور مسلمانوں پر حد سے زیادہ گزرا تو
آپ نے بعض اصحاب کو ہجرت کا حکم دیا جو بادشاہ حبش کے ملک میں چلے گئے
چھ برس بعد حضرت حمزہ اسلام سے مشرف ہوئے کیفیت یہہ کہ
حضرت حمزہ شکار سے آئے ایک لونڈی نے آپ سے کہا کہ آج ابوجہل نے
محمد کو اسطرح کی ایذا دی اور عجب ہے تم سے کہ اپنے بھتیجے کی مدد نہیں
کرتے تمہارے جیتے جی اُن پر یہہ تکلیفیں ہیں
امیر حمزہ کو غیرت آگئی اور ابوجہل کے پاس پہونچکر ایک کمان اُسکے
سر پر ایسی ماری کہ اوندھا گر گیا اور امیر حمزہ یہہ کہکر کہ میں نے محمد کا دین قبول
کیا آنحضرت کے حضور میں آئے اور دین اسلام قبول کیا۔
حضرت حمزہ کے ایمان لانے سے دین چند مضبوط ہوگیا اور کفار ایذا رسانی سے
خوف کرنے لگے۔ بعد ازاں عمر خطاب نے اسلام سے شرف حاصل کیا۔

(عمر کے اسلام کی حدیث ہم پہلے لکھ چکے ہیں ملاحظہ ہو۔)
جب دسواں سال شروع ہوا ابوطالب نے انتقال کیا قبل انتقال تمام عزیز و اقارب کو بلا کر بتاکید اکید ہدایت کی کہ محمد کی متابعت میں قصور ست کرو اور جان و دل سے حاضر ہو راہ راست پاؤ گے۔ بعد انتقال ابوطالب تیسرے روز حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا آنحضرت کو ان دونوں جلیل القدر کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا اسی لیئے اس سال کا نام عام الحزن رکھا آنحضرت اکثر قبائل عرب میں جا کر دعوت اسلام فرماتے۔ بعدہ مدینہ کے چھ آدمی ایمان لائے اور اپنے وطن میں جا کر شہرت اسلام کی۔ پھر معراج ہوئی اور بیعت عقبہ وغیرہ۔
اکثر مہاجر کفار کی ایذا سے مثل عمر خطاب وغیرہ پہلے ہی مدینہ کو ہجرت کر گئے۔ کفار نے آنحضرت کے قتل کا ارادہ کیا جبرئیل امین نے خبر دی کہ آج شب کو علی مرتضیٰ کو اپنے بستر پر چھوڑ دو اور نکل جاؤ آنحضرت نے حضرت علی سے حال ظاہر کیا وہ خدا پر تکیہ کر کے بے تکلف بستر رسالت پر لیٹ رہے۔
آنحضرت ابوبکر کو لے کر غار میں پوشیدہ ہو گئے۔ پھر مدینہ پہونچے سراقہ بن مالک نے پیچھا کیا ابوبکر گھبرائے رسول خدا نے تسلی دی اس کے گھوڑے کے پیٹ چلنے سے رہ گئے۔
صلح حدیبیہ کا مختصر حال اصحاب باصفا صاحبان حیا کا حال اوپر ذکر ہوا ہے یہاں کچھ اور وجہ سنو۔ سبب سفر بیت اللہ کا یہ ہوا کہ حضرت نے خواب میں دیکھا کہ آمن و امان کے ساتھ مع اصحاب داخل

مکہ معظمہ ہوئے۔ اصحاب کو خوشی ہوئی کہ اس سال مکہ فتح ہوگا۔ آنحضرت
نے تیاری سفر فرمائی چودہ سو آدمی ہمراہ رکاب ہوئے۔ جب منزل عسفان
میں پہونچے بشیر بن سفیان ملا اور کہا قریش کو آپکے کوچ کی خبر ہوئی ہے
اور انہوں نے بڑی جمعیت کی ہے اور خالد بن ولید کو سردار لشکر مقرر
کیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ مکہ میں تم کو زنہار نہ چھوڑینگے آنحضرت نے یہہ
خبر سنکر دشوار راہ سے گذر کر حدیبیہ میں مقام کیا قریش نے بدیل بن ورقا
خزاعی کو آنحضرت کے پاس بھیجا اُس نے بھی قریش کے ارادوں سے آپ کو
مطلع کیا آپ نے فرمایا مجھے لڑائی منظور نہیں واسطے عمرہ کے
آیا ہوں قریش کو لازم ہے کہ ایک مدت معین کر کے ہم کو اور قبائل عرب پر
چھوڑ دیں بدیل نے قریش سے پیغام حضرت صلعم کا کہا لوگوں نے اُس کی بات کا
اعتبار نہ کیا اور عروہ بن مسعود کو آپ کے پاس بھیجا عروہ نے بطریق مصلحت
عرض کیا ای محمد اگر تم اسواسطے ہو کہ اپنی قوم کو استیصال و بیخ بنیاد
کرو تو زمانہ ماضی میں کسی نے ایسا نہیں کیا اور اگر کوئی غرض ہو تو بیان کرو
یہہ چند اوباش بیکار جو تم نے جمع کئے ہیں میری خاطر میں یہ گذرتا ہے
کہ یہہ لوگ ضرورت کے وقت تم کو چھوڑ کر بھاگ جاوینگے۔ (واہ رے
عروہ تو نے سچ کہا) ابوبکر اور عروہ سے نزاع لفظی ہوگئی عروہ واپس آیا
بعد ازان آنحضرت صلعم نے عثمان بن عفان کو قریش کے پاس بھیجا قریش نے
اُن کی باتیں نہ سنیں اور اُن کو قید کر دیا حضرت کو خبر ملی کہ عثمان کو قریش نے
قتل کر ڈالا۔

آنحضرتؐ کو رنج ہوا ایک درخت کے تلے بیٹھے اور اصحاب سے بیعت قتال قریش کی لی سب نے بخلوص دل بیعت کی اور یہہ آیت اُتری لقد رضی اللہ عن المومنین پھر قریش نے سہیل بن عمرو کو حضرتؐ کے پاس بھیجا اور بعد تکرار بسیار کے صلح پر دارو مدار ہوا۔ صلحنامہ حضرت علیؑ نے لکھنے لگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سہیل نے کہا کہ ہم رحمان کو نہیں جانتے اور اللہ کو اس نام سے نہیں پکارتے ہمارے دستور کے موافق لکھو۔ باسمک اللھم اصحاب نہیں مانتے تھے مگر حضرت نے فرمایا یونہیں لکھو بعد ازان لکھا۔ ھذا ما قاضی علیہ محمدؐ رسول اللہ پھر سہیل نے کہا اگر ہم تمہاری رسالت کے قائل ہوتے تو نزاع کیوں کرتے محمد بن عبد اللہ لکھو حضرتؐ نے فرمایا واللہ میں محمدؐ رسول اللہ اور محمدؐ بن عبد اللہ ہوں اے علیؑ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دے حضرت علیؑ نے عرض کی میری مجال نہیں کہ لفظ رسالت تراشوں۔ آنحضرتؐ نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ تراش کر ابن عبد اللہ بنا دیا۔ پھر یہ شرطیں تحریر ہوئیں۔ حضرت اسی سال مع لشکر مدینہ کو واپس جائیں۔ آئندہ سال مکہ میں داخل ہو کر عمرۃ القضا گزاریں لیکن بشرطیکہ تلواریں میان کے اندر ہوں۔ تین دن سے زیادہ مکہ میں نہ قیام کریں۔ دس برس تک لڑائی نہ کریں۔ جو شخص آنحضرتؐ کی طرف ہمارے یہاں کا جاوے تو اوسے ہمارے حوالے کر دیں۔ جو شخص آنحضرتؐ کیطرف کا ہمارے یہاں آوے اوسے ہم نہ دینگے۔ یہہ شرطیں اصحاب کو سخت ناگوار گذریں اور بہت ہی رنجیدہ ہوئے پھر قربانی کا انکار وغیرہ ہوا۔ بی بی عائشہ سے حدیثیں ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ آنحضرتؐ حضرت زینب

دختر نیک اختر و ابو العاص اُن کے شوہر مشرک کے درمیان باوصف نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین جدائی نہ کر سکے اور کعبہ کے قیام میں بحالت مشغولی حلال و حرام کرنے پر قادر نہ تھے بی بی عائشہ کی قوم سے خوف کر کے حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی آخر دم حیات تک کعبہ کی تعمیر نہ کر سکے۔

اب فرمائیے حضرت علیؑ باوجود ہدایت صبر و سکوت و عدم مقاتلہ خلفاء ثلثہ کب کر سکتے تھے اور اُن کے غالب علی الکل غالب بھی ہیں کیا نعوذ باللہ مغلوب ہو گیا۔ اللہ جل علےٰ باوصف قادر مطلق علی کل شئ قدیر و شدید العقاب وغیرہ ہونے کے کیسا ضبط برداشت کرتا ہے اور مخلوق کو اُن کے اعمال و افعال پر چھوڑ دیتا ہے رسول اللہ باوجودیکہ جنگ بدر میں علانیہ پانچہزار فرشتگان شدید القوے سے کفار پر غلبہ پا چکے تھے اور حبیب رب العالمین سید المرسلین خاتم النبیین بشیر و نذیر خیر البشر فخر عالم و آدم مجموعہ کمالات ظاہر و باطن ان اللہ معنا ہر وقت خدا ساتھ تھا اور اُس کے فرشتہ مدد کو موجود و محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار نے کیسی روش اختیار فرمائی اور کس طرح صبر و سکوت ضبط و تحمل کر کے دین خدا جاری کیا ویسا ہی حضرت علیؑ نے۔

کیوں جو ہر صاحب اشداء علی الکفار کی صفت آپ کے خلفائے مقبولہ سے ان واقعات اسلام میں کس غار میں پوشیدہ تھی اسی کا جواب دیدو کیونکہ اس صفت کو خاص آپ نے ابوبکر کی نسبت منسوب کیا ہے اور یہہ بھی خیال رہے کہ گو کہ اس آیت میں اشداء علی الکفار ہونا رسول خدا کے ہمراہیوں سے مراد ہو مگر جبکہ خادم میں یہہ صفت پائی جائے تو مخدوم میں

بدرجہ اولےٰ تصور ہو گی پس آنحضرتؐ نے جو سر دفتر اشداء علی الکفار تہے کیون نہ صلح حدیبیہ مین کفار پر شدت کی اور اُن کے شرائط پیش کردہ کو مان لیا یہانتک کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اپنی رسالت کو خود ہی اپنے ہاتھ سے محو کر دیا پھر اب کیونہے کہ حضرت علیؑ نے نعوذ باللہ کیا بیجا کیا اگر آنحضرتؐ کی رسالت اور شان و منزلتﷺ قایم تہی تو غالب علی کل غالب پر بہی اعتراض نہین ہو سکتا انصاف و ایمان شرط ہے۔

اگر رسولؐ اللہ نے غار مین پوشیدہ ہوئے خدا اور رسولؐ کے نام محو کرنے کفار سے دب کر صلحنامہ کے لکہنے مین تقیہ کیا تو حضرت علیؑ نے بہی حکومت ابوبکر مین رہنے وغیرہ مین اُسی پر عمل کیا جیسا تم سمجھو۔

دیکھو حضرت ہودؑ کا قصہ۔ حضرت ہود کو اللہ تعالےٰ نے قوم عاد پر بہیجا وہ سنگدل بت پرست تہی آپ نے خدا کے احکام کی تبلیغ شروع کی لوگ درپے ایذا ہو گئے مگر ایک گروہ ایمان لایا تہا اور کافرون کے خوف سے اپنا ایمان چہپاتا تہا جب کفار سخت ایذا پر آمادہ ہوئے تو فرقہ مومن نے آپ کو اطلاع کی آپ وہان سے مع اُس گروہ کے علیحدہ ہو گئے۔

دیکھو قصہ حضرت ابراہیمؑ۔ جب بحکم وحی الہی آپ نے مع اپنی مطہرہ بی بی سارہ کے شام کیطرف ہجرت کی مصر مین حضرت سارہ کے حسن و جمال کی لوگون نے بادشاہ سے تعریف کی بادشاہ نے حضرت ابراہیم و سارہ کو اپنے روبرو بلایا اور پوچہا اس عورت سے تیرا کیا رشتہ ہے مین اسکو

کیا چاہتا ہون - حضرت ابراہیم نے سوچا کہ اگر یہہ کہتا ہون یہہ میری منکوحہ بی بی ہے تو بادشاہ مجھے مار ڈالے گا اس لئے حیلہ کر کے فرمایا کہ یہہ عورت میری بہن ہے - اس طرح اُس ظالم بددین کے ظلم سے بچے اُس مردود نے حضرت سارہ کو نزدیک بلایا اور بے اختیار اُس معصومہ بی بی کیطرف ہاتھ دراز کیا اور مغلوب العقل ہو کر بے ادبی کا دروازہ باز کیا حضرت سارہ کی دعا سے اُس کے دونون ہاتھ شل ہو گئے -

مومن آل فرعون کے ایمان چھپانیکا ذکر قرآن مین موجود ہے - پس اسے تقیہ سمجھو یا توریہ جو اہل سنت کے بھی مذہب مین ممدوح ہے -

اب دیگر انبیاء کا حال مختصر سنو - کہ یہہ انفاس قدسیہ کسطرح دنیا مین رہے اور اُنکی طرز معاشرت کیا تھی -

حضرت شیث علیہ السلام لوگون سے تنہا ہو کر اکثر اوقات وظائف اور طاعت خدا مین مشغول رہتے اور نفس کی ریاضت اور تہذیب اخلاق ہمیشہ اُن کو مدنظر رہتا آپ کے عہد مین بنی آدم دو قسم کے تھے بعضی متابعت حضرت شیث کی کرتے اور اکثر اولاد قابیل کے تابع تھے حضرت شیث کی نصیحت سے بعضے تو راہ راست پر آئے اور اکثر بدستور نافرمانی پر مصر رہے ۹۱۲ سال آپ زندہ رہے بعدہ انتقال ہوا - منجملہ نصائح حضرت شیث تیسری نصیحت یہہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے جو بادشاہ وقت کا مطیع و محکوم ہو -

حضرت ادریس کو خدا نے خلعت نبوت سے ممتاز کیا آپ کی ہدایت سے اکثر گمراہ

راہ پر آئے باقی اپنی گمراہی پہ قایم رہے جو لوگ کفر اور شرک کے خوگیر ہو رہے تھے اپنی قساوت قلبی کی وجہ سے اوسی کفر و شرک پہ قایم رہے اور حضرت ادریس کی نصیحت نہ مانی۔

حضرت نوح علیہ السلام اصلاح عالم و بنی آدم کی غرض سے مبعوث ہوئے تمام عمر ادائے دعوت میں مصروف رہے کفار فجار میں ساتھہ امر معروف و نہی عن المنکر کے مصروف تھے ہرچند کہ جناب الہی میں اُن کی ہدایت کی دعا کرتے پر وہ سنگدل نہایت کفر اور انکار سے فریب اور دغا کرتے باوجود اس محنت و شفقت وعظ و نصیحت کے تمام عمر میں سوائے اسی آدمیوں کے کوئی اسلام نہ لایا اور حضرت نوح کا ارشاد اون کے کام نہ آیا ۹۵۰ برس کی عمر پائی۔ وما آمن معہ الا قلیل کی تفسیر میں مفسرون کا اتفاق ہے اور خود رسول خدا نے فرمایا کہ کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہیں اوٹھائی جتنی حضرت نوح نے اپنی اُمت کی ہاتھوں سے مصیبت پائی مجلس وعظ میں انکو اسقدر مارتے کہ آپ بیہوش ہوجاتے اور آپ کے صاحبزادے گھر کو اٹھا لیجاتے۔

حضرت صالح علیہ السلام ثمود کی قوم پہ مبعوث ہوئے ہرچند صالح اونکو نصیحت فرماتے مگر وہ اپنی بت پرستی و بدمستی سے باز نہ آتے اور حضرت صالح کی نصیحت سے منہہ پھیرتے پتھر سے اونٹنی نکلنے پر ایمان لانے کو اقرار کیا آپ کی دعا سے اونٹنی پتھر سے نکلی مگر کفار نے عہد وفا نہ کیا بلکہ اُس اونٹنی کو مار ڈالا۔

حضرت ابراہیمؑ کو نمرود مردود نے آگ میں ڈلوا دیا وہ آگ خدا کے فضل سے گلزار ہو گئی حضرت ابراہیمؑ شام کی طرف ہجرت کر گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے اور ہر طرح کی وعظ و نصائح کرتے رہے مگر قوم نے کچھ نہ سنا آپ بڑے مہمان نواز تھے جو کوئی مہمان آپ کے مکان پر آتا کفار نابکار اوسے ایذا دیتے حضرت لوط لاچار ہو گئے اور قوم کے غارت ہونے کی دعا کی حضرت جبرئیل معہ دیگر فرشتوں کے بصورت اطفال حسین و جمیل آئے حضرت لوط نے مجبورنہ مہمان کیا بی بی کافرہ نے قوم کو خبر کر دی وہ لوگ چڑھ دوڑے آپ نے بحالت اضطرار و انتشار فرمایا میری بیٹیاں حاضر ہیں مگر مہمانان سے مزاحم نہ ہو پہر آپ معہ اپنے مومنوں کے شہر سے نکل گئے قوم پر عذاب نازل ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مشہور ہے مصر میں آپ کی خرید و فروخت ہوئی زلیخا اور اُن کی ہمجلیس عورات نے اتہام لگایا اور بیگناہ معصوم کو جیل خانہ میں ڈلوا دیا بارہ ۱۲ برس تک آپ جیل خانہ میں رہے۔ انہیں عورات مکار کو کیا دے سے آنحضرت نے بی بی عائشہ و حفصہ کو مناسبت و مشابہت فرمائی ہے۔ ان کیدکن عظیم۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی حکایت دردانگیز اُن کے رنج و تعب صبر و شکیبائی کی روایت جانگزا مشہور عالم ہے کہ شیطان مردود قوم مطرود کے ہاتھ سے کیا کیا ایذا اُٹھائیں جسمی و روحی تکلیفیں جو آپ کو پہونچیں اُن کی شرح میں مجال دم زدن نہیں روح کو صدمہ ہوتا ہے قلق سے کلیجہ منہہ کو آتا ہے۔

حضرت شعیب اہل مدین و اصحاب الایکہ کی طرف مبعوث ہوئے جو ایک ہی گروہ تھے یہہ لوگ بت پرست تھے اور وزن پورا نہ تولتے کہوٹے روپیہ و اشرفیاں

چلاتے آپ ہر چند راہ راست دکھاتے اور وعظ و پند فرماتے وہ ہرگز باز نہ آتے غیر ملک شام وغیرہ کے لوگ اُن پر ایمان لائے مگر اُس قوم نے کچھ نہ مانا اور اپنے آبائی دین پر قایم رہے۔

حضرت موسیٰ و ہارون بڑے مقرب بارگاہ الٰہی پیغمبر تھے بیان اُنکی علو مرتبت اور بلندی منزلت کا حد وصف سے باہر ہے۔

آپ اپنے ایام دولت مین بسبب جنسیت کے بنی اسرائیل پر ہمیشہ ترحم فرماتے اور قبطیون کی تکلیف دہی و آزار رسانی سے ہمیشہ ملول رہتے لیکن فرعون کے خوف سے دم مارنے کا امکان نہ تھا۔ ایک بنی اسرائیل کے عوض آزار مین ایک قبطی کو آپنے مارا اور فرعون کے خوف سے بے زاد و راحلہ شہر چھوڑ کر شہر مدین کیطرف چلدیئے۔

حضرت شعیب کی لڑکیاں اپنی بکریون کے پانی پلانے کے انتظار مین کنوئین پر تھین کوئی پانی نکالنے والا اُن کی بکریون کو پانی نہ دیتا تھا حضرت موسیٰ نے بکریونکو سیراب کیا اور حضرت شعیب تک رسائی ہوئی بشرط چرانے بکریان دس سال تک حضرت شعیب نے اپنی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا منظور فرمایا۔ حضرت موسیٰ وہان رہے اور بعد مدت مقررہ اپنی بی بی کو لیکر چلے راہ مین آگ کی تلاش ہوئی اور نور ایزدی شعلہ زن ہوا آواز آئی انی انا اللہ رب العالمین و انا ربک یا موسیٰ۔ اور آپ کو رسالت ملی حکم ہوا فرعون کے پاس جاؤ گمراہ کو راہ پر لاؤ حضرت موسیٰ نے عرض کی میری زبان مین لکنت ہے ہارون میرے بھائی کہ فصیح البیان ہے میرا شریک کر اور میرا وزیر بنا یہ آرزو پوری ہوئی حضرت موسیٰ نے بوجہ بار ڈالنے

قبطی کے فرعون کے پاس جانے سے انکار ظاہر کیا حکم ہوا خوف مت کرو ستمگر وہ اذیت نہ دے سکے گا۔ مگر تم دونوں بھائی رسالت کی تبلیغ ساتھ کلام ملائم کے اس سے گفتگو کی نرم کے کرو۔ اسے ہیں پہونچے فرعون کو خبر ہوئی اس نے معجزہ طلب کیا آپ نے عصا کو اژدہا بنایا مگر فرعون قائل نہ ہوا اور بنی اسرائیل پر پہلے سے زیادہ سختی شروع کی حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر رات کے وقت نکلے فرعون نے تعاقب کیا دریائے نیل اس گروہ کے عبور کے وقت ٹھہر گیا اور فرعون جب منجدھار میں پہونچا پھر جوش زن ہوا سب لشکر غرق ہو گیا۔ بعد اپنی امت کو حضرت ہارون کی حفاظت میں چھوڑ کر حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے یہاں امت باغوائے سامری مردود گوسالہ پرست ہو گئے حضرت موسیٰ طور سے واپس آئے یہاں یہ تماشہ دیکھا حضرت ہارون سے لڑے جھگڑے سامری کی جان سے درگزر کر کے بد دعا کی خدا اسے تجھے عذاب جہنم نصیب کرے۔

بنی اسرائیل نے عفو تقصیر چاہی اور پھر از سر نو راہ راست پر آئے بحکم خدا گوسالہ پرستوں کا قتل شروع ہونے کو ہی تھا کہ حضرت موسیٰ و ہارون کی دعا اثر پذیر ہوئی اور لوگ بچ گئے۔

قارون کو آپ نے بہت کچھ سمجھایا کہ زکاۃ مال دے وہ رضامند نہ ہوا اسکا گروہ علیحدہ ہو گیا اور قارون اپنی بد اعمالیوں سے زمین میں دھنس گیا پھر عمالقہ کے مقابلہ کو حکم ہوا بجز یوشع بن نون و کالب بن یوقنا کسی نے حضرت موسیٰ کا ساتھ نہ دیا آپ کو غصہ آیا اور بدرگاہ خدا عرض کی کہ یا الٰہی میرا اختیار سوائے اپنے نفس اور بھائی کے اوروں پر نہیں۔ پھر بنی اسرائیل بے فرمانی کے وبال میں گرفتار

ہوکر جنگل مین قید ہوگئے حضرت موسےٰؑ وہارون ویوشع وکالب عمالقہ کیطرف
چلے اور بنی اسرائیل نے مصر کارخ کیا حضرت موسیٰ اس امید پر پہر کہ شاید
اب بہی بنی اسرائیل افہام وتفہیم سے راہ پر آئین ۔
اُن سے ملکر بہت کچھہ سمجہایا بوجہایا مگر اُنہون نے لڑائی پر دل نہ دہرا
جب لکہانے کو باقی نرہا تو رو سے چلاسے حضرت موسےٰؑ تنگ ہوے کہ
اون سے جدائی چاہی مگر صبر کیا اور ۴۰ سال کے عرصہ مین سب قوم
نافرمان غارت ہوگئی۔ جب زمانہ حضرت موسیٰ کی رحلت کا قریب ہوا
تو فرمایا کہ تمام بنی اسرائیل کا شمار کرو اور اون لوگون کو تلاش کرو جو مصر سے نکلتے
وقت حاضر تہے مگر بجز یوشع وکالب کے کوئی باقی نتہا غرض آپ نے باقیماندہ
خلق پر حضرت یوشع کو خلیفہ کیا اور کاتبون سے توریت کے نسخے لکہوا ئے اور
اسباط کو تقسیم کئے اور حضرت یوشع کو قوم پر حاکم و بنی اسرائیل کو اونکا محکوم بناکر
نہایت تاکید کے ساتہہ یوشع کی فرمانبرداری کا حکم دیا بی بی صفورا زوجہ
حضرت موسے یوشع خلیفہ برحق سے لڑین حضرت یوشع نے بادشاہ وقت
کا فتنہ ملحوظ کرلی۔ حضرت یوشع کے بعد کالب بن نون اور خرقیل جنہیں وصیت کئے
بعد دیگرے وصی و خلیفہ مقرر ہوئے۔
حضرت الیاس علیہ السلام خلق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے بادشاہی
بنی اسرائیل ملک شام مین متفرق ہوگئی ہر ایک نے مذاہب باطلہ
اختیار کئے۔
احکام توریت نسیاً منسیا کردے بادشاہ شہر لعلبک تہا جو بت پرستی کرتا تہا۔

حضرت الیاس نے وعظ ونصایح شروع کئے ہرچند تاکید اور مبالغہ کیا اور احکام
توریت انکو سنائے مگر بجز ایک شخص کے جو بادشاہ کا وزیر تھا کوئی اون پر
ایمان نہ لایا۔ لوگ حضرت الیاس کے مارنے پر آمادہ ہوئے آپ اونکے خوف
کے خوف سے پہاڑ مین پوشیدہ ہوئے کفار نے بہت کچھہ تلاش کی مگر پتہ نہ ملا
حضرت الیاس والدۂ حضرت الیسع کے گھر مین رہے۔
جب نافرمانی اوس جماعت کی حد سے زیادہ گذر گئی تو آپکی خاطر نہایت درجہ ملول
ہوئی خدا نے تسلی دی اور حضرت الیاس کو حسب خواہش اونکے لوگون کی
نظرون سے محجوب ومستور کر دیا۔
حضرت الیسع کو اپنا خلیفہ ووصی مقرر کر گئے اسطرح کہ حضرت الیاس پر وحی کا نزول
ہوا کہ خلافت اپنی الیسع کو سونپو آپ اپنی ردا اونپر ڈالدی۔
حضرت الیسع کو بنی اسرائیل پر خلافت ملی آپ ہمیشہ اونکو توریت پڑھکر شریعت موسوی
پر رغبت دلاتے بادشاہ دمشق مصر کو مرض برص سے نجات پانے کی تدبیر
بتائی وہ اچھا ہوا۔ بنی اسرائیل کبھی اونکی متابعت کرتے کبھی مخالفت
اسلئے ہمیشہ ملول رہا کرتے آخر الامر آپ نے دنیا سے مفارقت چاہی اور ذوالکفل
کو خلافت اپنی عطا کرکے گروہ مقدس ملاء اعلے مین شامل ہوگئے حضرت
ذوالکفل بعد الیسع کے نبی ہوئے بعض کہتے ہین بادشاہ شام کے مقرب تھے
بادشاہ کو بنی اسرائیل سے سخت عداوت تھی ایک مرتبہ بعد شکست ایک سو
آدمی علماء وصلحا گرفتار ہوکر آئے بادشاہ نے چاہا قتل کرے ذوالکفل نے کہا
سیاست کا زمانہ گذر گیا ہے وقت بیوقت انکو مجھے سپرد کرو مین اون کا کفیل

ہین۔ بادشاہ نے سپرد کر دیئے آپ نے رات کو سب کو چھوڑ دیا۔ اور
ذوالکفل بھی شر بادشاہ سے محفوظ رہے۔ اس سبب سے اونکا نام ذوالکفل
مشہور ہوا۔

حضرت اشمویل نے جب نبوت پائی نبی اسرائیل ایمان لائے اور کہا کہ عمالقہ سے
لڑائی کرینگے تابوت سکینہ جو ہم سے چھین لے گئے ہین اُسے لڑکر واپس لینگے
ہم پر کوئی بادشاہ مقرر کرو۔ اللہ نے طالوت کو بادشاہ کیا حضرت اشمویل نے
نبی اسرائیل کو خبر دی اُنھون نے اپنا ننگ و عار سمجھا آپ نے فرمایا بہ نسبت
تمہارے طالوت کو علم زیادہ ہے اور اُسے تم پر فضیلت ہے۔ طالوت
تابوت سکینہ لے آئے تب نبی اسرائیل خوش ہوئے طالوت نے جالوت
حاکم عمالقہ سے مقابلہ کیا حضرت داؤد نے جالوت کو مارا۔ بعد شہادت
طالوت حضرت داؤدؑ کو نبوت اور سلطنت اشمویل و طالوت کی ملی۔ پھر
حضرت سلیمان اُنکے خلف الصدق۔

حضرت یونس علیہ السلام شہر نینوا مین مبعوث ہوئے لوگوں کو دین موسوی
کی طرف رغبت دلائی مگر کسی نے اُنکا کہنا نہ سنا بلکہ اُن کی رسالت
کی تکذیب کی اور دست و زبان سے اُن کو رنج دینا شروع کیا۔ آپ مع
اہل و عیال شہر سے نکلے اور قوم سے کہا تین روز مین تم پر عذاب نازل ہوگا
خدا نے آثار عذاب نازل کیئے لوگ جمع ہوکر درگاہ خدا مین گڑگڑائے روئے پیٹے
چلائے عذاب دور ہوا حضرت یونس شہر کے لوگوں کا حال دریافت کرنے
کو پھر شہر کی طرف چلے شیطان نے خبر دی عذاب دفع ہو گیا اب جاؤ گے

تو تمھین لوگ دروغ گو کہین گے آپ غصہ ہوکر بلا انتظار حکم الٰہی پھر واپس گئے
اور اہل و عیال کے ساتھ دریا سے پار ہونا چاہا مچھلی کے شکم مین گئے۔
حضرت عزیر کو بخت نصر نے بنی اسرائیل کے ساتھ قید کیا بعد رہائی خلق کی ہدایت
کرتے رہے۔
حضرت ذکریا کو قوم نے زنا کی تہمت سے متہم کیا۔ وہ نکل کر بھاگے
اور درخت سے پناہ چاہی قوم نے آرے سے دو ٹکڑے کر دیا جب
آرہ سر پر پہونچا چاہا آہ کرون حکم پہونچا اگر آہ کی تو نام تیرا دفتر نبوت سے
نکال دیا جاویگا۔
حضرت یحییٰ علیہ السلام کے عہد مین ایک بادشاہ تھا انبیا اور علما سے
بغض رکھتا تھا اپنی جورو کی بیٹی پر جو دوسرے خاوند سے تھی عاشق ہوا
حضرت یحییٰ نے جواز نکاح کا فتوے ندیا اور اسی باعث وہ شہید کیے
گئے انکا سر مبارک دربار بادشاہ مین حاضر کیا گیا۔
حضرت عیسےٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور حکم ملا بنی اسرائیل کو اپنے دین کی
دعوت کرو ہرچند آپ نے وعظ و نصائح معجزات وغیرہ سے اُن کو قائل کیا۔
مگر اُنھون نے نہ مانا اور یہی کہا کہ ہم ایک بے پدر کے قول پر دین بزرگون
کو ترک نہ کرینگے آپ رنجیدہ ہوکر شہر سے نکلے چند دھوبی آپ پر ایمان لائے
بعد ازان آپ آسمان پر بلائے گئے۔ اور آپ کی شبیہ کو مصلوب کر دیا
دیکھو سیان جو ہر انبیا و اوصیا علیہم السلام اسطرح دنیا مین رہے ہین اُن کی
محکومی و مغلوبی و مجبوری ظالمون کا جور و ستم اُستے پیر حرم ناہنجار بدنگار طعنہ بسانی

و تکلیف دہی دینا فرمائی اوس پر ان حضرات کا صبر و شکر و سکوت و تحمل و
برداشت و ضبط کیا اونکی رسالت کو نعوذ باللہ منہا داغ لگا سکتا ہے
ہرگز نہین ورنہ خدا مین سب طرح کی قدرت تہی اور انبیا مین غلطت و جلالت نبوت و
رسالت مگر انہین باتون مین لطف تھا اور خدا کا حکم کہ تبلیغ رسالت کا صرف
جہاد لسانی پر دار و مدار رکہا۔ دیکہو حضرت موسےٰ و ہارون کو حکم ملا کہ تبلیغ رسالت سا تہہ
کلام ملایم و گفتگوے نرم کے کرو۔ اور یہہ بہی واضح ہو کہ ابتداے آدم
تا خاتم کسی حالت مین خلق کو اختیار نہ تہا کہ مجمع و شورہ کر کے کسیکو اپنا خلیفہ
یا امیر کرین ہمیشہ خدا کے حکم سے وصی و جانشین و خلیفہ مقرر ہوے ہین
دیکہو بنی اسرائیل نے جب حضرت شمویل سے خواہش کی کہ واسطے انتقام عمالقہ
سے ہم پر کوئی بادشاہ تجویز کیا جاوے تو خدا نے طالوت کو اُن پر بادشاہ
بنایا جس کے وہ مطیع اور فرمانبردار ہوے کیا امت محمدی کیطرح
وہ نہ کر سکتے تہے کہ کسی کو اپنی تجویز سے اپنا امیر بنا لیوین۔ مگر نہین وہ
اس امت کی مانند خود سر و متمرد نہ تہے

ہمارے حضرت کو حکم جہاد یا حرب و ضرب ملا مگر صرف تحفظ اسلام و حفاظت
دین کے لئے نہ یہہ کہ تمام روے زمین پر قتل و قمع کر کے اسلام پہیلاؤ۔
اور باوجودیکہ حکم جہاد مل چکا تہا اور حرب و ضرب بہ کفار واقع ہو چکی تہی۔ مگر
دیکہو صلح حدیبیہ کا حال چودہ سو آدمی آلات حرب سے آراستہ قتل کفار پر
بیعت کئے ہوئے کمر بستہ موجود۔ مگر خدا کے حکم سے آنحضرت نے
کفار سے مصلحتاً ایسا دب کر صلح کی کہ کبہی ابتداے اسلام مین بہی یہہ

امر پیش نہ آیا تھا۔ دیکھو ترمذی مین ھشام بن محمد سے روایت ہے کہ جب علی بعد حرب وضرب صفین وکارسازی ابوموسیٰ اشعری وعمرو ابن عاص کوفہ مین آئے تو ۱۲ ہزار خوارج اونسے علیحدہ ہوگئے عبداللہ ابن عباس خوارج کے پاس گئے اور وجہ انحراف پوچھی اوہون نے کہا کہ علی نے اپنے نفس کو مومنون کی حکومت سے علیحدہ کرلیا اور وہ کافرونکا سردار ہوگیا عبداللہ ابن عباس نے فرمایا اسکا کیا مضائقہ ہوا۔ رسول خدا نے بھی جنگ حدیبیہ مین ایسا کیا تھا سو کیا وہ اسوجہ سے نبوت سے نکل گئے یہہ سنکر دو ہزار آدمی حضرت علی کیطرف پھر آئے باقی قتل ہوئے یہ ہرف ہر بات کے لئے ایک موقع ہے اور مصلحت وقت اسی لئے سعدی شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ؎

نہ ہرجا مرکب توان تاختن — کہ جاہا سپر باید انداختن

اہل سنت ایک بڑا اعتراض یہہ کرتے ہین کہ خلیفہ ثانی کے وقت مین ملک عجم فتح ہوا حضرت شہربانو دختر یزدجرد بادشاہ فارس قید مین آئین جنکا عقد حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوا اور اونسے نو امام یکے بعد دیگرے کی پیدائش ہے تو معاذ اللہ کنیزک زادے ٹھہرے جواب ہم نے تاریخ روضۃ الصفا سے جسپر بیان جوہر نے مدار مناظرہ قرار دے رکھا ہے باب پیدائش حضرت زین العابدین کلھا ہے کہ حضرت شہربانو کا آنا بعہد خلافت حقہ جناب امیر اوس لشکر کے ساتھہ آپ آئین جسکے سردار امام حسین علیہ السلام تھے حضرت امام نے تمیز خاص وعام کے لئے حضرت شہربانو کے گلے مین ایک ٹیکا یا پرتلہ

زرین ڈلوادیا تھا جس سے اونکا اعزاز دختر شاہ پایا جاتا جب مدینہ مین پہونچین اونکو اختیار دیا گیا جسکے ساتھ خواہش ہو عقد کرین آپنے حضرت امام حسینؑ کو منتخب کیا اور یہی روایت صحیح اور قرین تصدیق ہے۔ مگر خیر لو فرضنا خلیفہ ثانی کے عہد مین حضرت شہربانو قید ہو کر آئین اور باتفاق مورخان اہل سنت جب خلیفہ ثانی نے اونکے فروخت کا ارادہ کیا تو جناب امیر نے اونکو اس فعل سے باز رکھکر فرمایا کہ یہہ شہزادیان ہین مثل عوام کے انکی خرید و فروخت نہونی چاہیئے قیمت تشخیص کردو جو ادا کرے اوسکے حوالہ کردو چنانچہ خلیفہ ثانی نے رائے جناب امیر سے اتفاق کیا قیمت تشخیص ہوئی جناب امیر نے حضرت شہربانو کی قیمت دیکر اپنے فرزند دلبند سے اونکا عقد کردیا پس معلوم ہوا یہہ ایک امر خاص تہا نہ مثل عوام اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ دختر شاہ کا اعزاز مدنظر ہوا اور معاذاللہ وہ کنیز تصور نہوئین کیونکہ نقل و عقل سے شہزادے و شہزادیان کسی حالت مین غلام و کنیز نہین ہو سکتے۔ گوہر اگر در خلاب افتد ہمان گوہر است ؎

بینا سے رقومات ہنر چاہیئے اسکو　　　سودا ہے جواہر کا اُنڈر چاہیئے اسکو

ہان خوب یاد آیا یہہ اعتراض بہی اسیہ کا ہے جسکی سنت ابتک ادا کی جاتی ہے تاریخ ذہبی سنی المذہب مین لکہا ہے۔ ایک روز زید بن حضرت زین العابدین ہشام بن عبدالملک کے دربار مین گئے کوئی جگہہ موقع کی بیٹھنے کو نپائی آخر لاچار پائین مجلس مین کسی بُری جگہہ مین بیٹھہ گئے اور کہنے لگے کہ اے بادشاہ خدا سے ڈرنے والے لوگ تکبر نہین کرتے ہشام بولا چپ چپ تیری مان نہو سے تو ہم سے سلطنت مین لونڈیکا بچہ یعنی کنیز کزادہ ہو کر اختلاف و تنازع کرتا ہے۔ زید نے فرمایا

کہ اے بادشاہ ہیں کہ پاس تیرا ساکت کرنیوالا جواب ہے اگر چاہے تو مین کہون
اوسنے کہا ہان کہو زید نے کہا کہ نسب مردونکی طرف سے ہے نہ عورتونکی جانب سے
یہہ تیرا طعن ہمپر ایسا ہے جیسے سُنکر لوگ پیغمبر خدا پر کرتے ہین کہ حضرت اسمٰعیل کو
کنیزک زادہ بتلاتے ہین یعنی حضرت ہاجرہ سے جو لونڈی حضرت سارہ کی تہین
تو مجہے ایسا کلمہ کہتا ہے حالانکہ مین فرزند فاطمہ اور پسر علی ابن ابی طالب ہون یہہ
کہکر اوس مجلس سے اوٹھہ کھڑے ہوئے اور کچھہ اشعار پڑہتے تھے جنکا خلاصہ
مضمون یہہ ہے بہوت مین آرام وچین ہے اور بہوت لوگونکی گردن پر سوار ہے
ایک دن اس زمانہ کو بھی اللہ گردش دیگا کہ دشمنون کا کچھہ نشان نہ ملے گا اور
اونکی سب خاک اڑ جائیگی۔

اہل سُنّت ایک یہہ اعتراض واتہام کرتے ہین کہ حضرت علی نے اپنی دختر جنت
اُمّ کلثوم کا عقد خلیفہ ثانی عمر خطاب کے ساتھہ کردیا اور اونکو شرف دامادی بخشا۔
جواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہرگز ایسا نہین ہوا یہہ اہل سُنّت کا محض
افترا ہے۔ بالفعل ایک کتاب کنز مکتوم فی عقد اُمّ کلثوم مصنفہ سیّد اظہر علی
صاحب مطبع گلستان مرتضوی واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی ہی اوسے دیکھنا چاہئے
جسمین کل روایات سُنّی و شیعہ معہ دلائل و براہین قاطع درج ہین۔ یہہ کتاب فیصلہ
ناطق درباب عدم عقد لاجواب اور اپنا آپ ہی نظیر ہے مگر زبانی بحث و قطع اللسانی
مخالف کے لئے یہہ جواب کافی ہوگا کہ جناب آسیہ بیوی حضرت موسیٰ فرعون کی
زوجیت مین رہین۔ حضرت رسول خدا نے اپنی دختران پاکیزہ تر کو جنکا نام
مقدس زینب و رقیہ واُمّ کلثوم ہے ابوالعاص سے زینب کو رقیہ کو عتبہ و اُمّ کلثوم

کو عتبہ پسران ابولہب کے ساتھ منسوب کیا جو قطعی مشرک و کافر تھے اور ابولہب
کی عداوت و دشمنی ساتھ رسول خدا سورۂ تبت یدا ابی لہب سے ظاہر ہے کہ ایسا دشمن
جانی دوسرا نہ تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو ابولہب کے
لڑکون نے خود ہی دختران رسول خدا کو ترک کر دیا اور زینب بدستور حبالہ عقد
ابو العاص مین رہین آنحضرت باوجود نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین زن وشو مین فرق
نہ کرسکے چہ بحالت مغلوبیت قیام مکہ چہ بحالت غلبہ و شوکت اسلام کہ خود لشکر اسلام نے
اسی ابو العاص کو گرفتار کیا اور آنحضرتؐ نے رہا ہی فرما دیا مگر تفریق پر قادر نہوئے
جناب رقیہ و ام کلثوم کا عقد یکے بعد دیگرے عثمان بن عفان کے ساتھ ہوا جنکو ذی النورین
کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے ۔ مگر تعجب ہے کہ ابو العاص تا حیات خود و عتبہ و عتیبہ
اوس زمانہ تک کہ جناب رقیہ و ام کلثوم اونکے عقد مین تھین ذے النور کے القاب
سے نہ پکارے گئے اگر یہہ کہا جاوے کہ عثمان بن عفان مسلمان تھے اور وہ مشرک
تو محض بیہودہ بات ہے کیونکہ دختران رسولؐ خدا کے عقد کرنے سے ذے النورین
ہوئے جسکے معنی ہین صاحب دو نور کے پس وہ تینون مشرک بھی اگر ذے النور یعنی
صاحب نور کہے جاتے یا کہے جاوین تو انصاف سے بعید نہوگا دختران جناب رسول
خدا ابتدا ہی سے نور تھین عثمان بن عفان کے عقد مین آنے سے نوری نہین ہو گئین
بلکہ اونکے نور ہونے سے عثمان بن عفان ذے النورین ہوئے پس جسمین اس
نور کا جلوہ ہو وہی صاحب نور ہے خصوصیت مسلم اور مشرک کی نہین ہے ۔
اہل سنت کو تقیہ پر بڑا اعتراض ہے ۔ **جواب** تقیہ خوف جان قلق و اضطرار کی
حالت مین بیشک محمود و شعار انبیا و اوصیا بلکہ خدا ہی کو دیکھو ابتدائے اسلام مین

جبکہ کفّار قریش بہت ہی درپے ایذا آنحضرت ہوئے تو خدا نے قل یا ایہا الکافرون مین
صاف فرمادیا لکم دینکم ولی دین کہو کافرون سے تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر
پس خیال کرنا چاہئے کہ رسول اللہ دین خدا اچاہئیے گمراہون کو راہِ خدا بتانیکو مبعوث
ہوئے تھے یا کافرونکو یہہ کہنے کے واسطے کہ تم اپنے ہی دین پر رہو مگر چونکہ خوف
کی حالت تھی اسلئے اوسوقت خدا کو یہی حکم دینا مصلحت معلوم ہوا پھر خداوند جلّ علٰی
فرماتا ہے لاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ مت پڑو اپنے ہاتھو لئے تہلکہ مین۔ پھر خوف
کفّارِ قریش سے آنحضرت کو غار مین پوشیدہ ہونیکو اور خفیہ ہجرت کرنیکو حکم دیا۔ آنحضرت نے
صلح حدیبیہ مین باوصف شوکت و غلبہ اسلام کفّار سے دب کر صلح کرلی اور رحمان و رحیم
اسمائے صفاتی و اپنا رسول اللہ ذاتی ہونا خود اپنے ہاتھ سے محو کر دیا۔ بحالتِ
مغلوبی و غلبہ اپنی دختر نیک اختر جنابِ زینب کو ابوالعاص مشرک سے جدا نہ کر سکے
حالانکہ لاتنکحو المشرکین نازل ہو چکا تھا۔
آخر دمِ حیات تک حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی خانہ کعبہ کی تعمیر خوف قوم بی بی
عائیشہ سے نکر سکے منافقین امت کو باوصف بر روئے منافقت مشتہرہ سزا نہ دیسکے۔ پھر حضرت
ابراہیم کا حال دیکھو اپنی جانکے خوف سے اپنی بی بی معظمہ کو بہن کہدیا اور اپنی جان بچائی۔
حضرت ہود علیہ السلام پر ایک گروہ ایمان لایا ہوا کافرون سے اپنا ایمان چھپاتا تھا
مومن آلِ فرعون کفّار کے خوف سے ایمان پوشیدہ رکھتے۔ حضرت موسیٰ خوف جلاد
حضرت عیسیٰ جانکے اندیشہ سے بھاگے اور جان بچائی وغیرہ وغیرہ پس ان
حالات و واقعات کو تقیّہ کہو گے یا اور کچھہ اہل سنت کی کتابون مین بھی تقیہ اور توریہ
دونو لکھے ہین اور جائز سمجھے گئے ہین مولوی ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب مسائل مالابد

دیکھو اوسمین بہت سی باتین توریہ کی لکھین ہین۔ کتاب مالابدّ باب تقوی فصل پانچوین مسئلہ جھوٹ بولنا حرام ہے مگر دو آدمی کے درمیان صلح کرنیوالے اپنی بی بی کے راضی کرنے یا ظالم کے ظلم دفع کرنے کے واسطے ایسے مقامون مین جھوٹ بولنا جائز ہے اگر حاجت ہو ورنہ بدون حاجت کے مکروہ ہے مسئلہ۔ رشوت دینے والا اور رشوت کہانیوالا دونو دوزخ مین ہونگے مگر ظالم کے ظلم دفع کرنیکے واسطے رشوت دینی جائز ہے وغیرہ۔ جسکا شیخ سعدی نے بھی ترجمہ کیا ہے دروغ مصلحت آمیز به از راست فتنہ انگیز۔

آئمہ معصومین نے اکثر موقعون پر تہلکہ مین پڑنیکے خوف واندیشہ سے بعض فقرے والفاظ فرمادئے جسمین وہ اور اونکے تابعین ضعفا محفوظ و مامون رہین مصرعہ

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد

بغیر تہلکہ و اندیشۂ جان ہرگز تقیہ جائز نہین ابتدا سے نہ کسینے کیا نہ اب کوئی کرتا ہے مگر ہان جب تک خوف جان و اندیشہ تہلکہ رہے درست و جائز ہے اسمین کسیکو جائے دم زدن نہین ہے۔

یہی جواب ہے ہمارا عموماً اہل سنت و خصوصاً جوہر نافہم کے سوال کا اور یہی سوال ہمارا عموماً اہل سنت و خصوصاً جوہر کج فہم سے اگر اسپر بھی جوہر اپنے بہائیون خوارج کو مدد کے لئے بلائین تو نواصب کے ساتھ دینے سے جو روز بد دیکھنے نصیب ہوئے ہین خوارج کے ہمزبان و ہمشرب ہونے سے پھر کہین نہ بچا دینگے۔ نہ گہاٹ کے نہ گہر کے خوب یاد رکہین

مگر یہہ بات ملحوظ رہے کہ جواب با اصول ہون آین بائین شاین مجذوبانہ بڑ اور

عوام ار ذال کا پہلے ظہور شروع کلوخ اندازرا پاداش سنگ است۔
افسوس ہے یہہ زمانہ صلح وصلاحیت اتفاق واتحاد کا ہے مگر اہل سنت ناحق دبارہ
چھیڑ چھاڑ کر زخم تازہ کر رہے ہین۔ اور کوئی نہ کوئی تحریر خلاف عقل ونقل ایسے
لکھدیا کرتے ہین جس سے شیعیان اہل حق کو بجز جواب ترکی بترکی دینے
کے چارہ نہین اور طرہ یہہ ہے کہ جواب کے واسطے اصرار بھی ہوتا ہے جہلا سے قوم
صبر وسکوت کو لاجواب ہونے پر حمل کرتے ہین پس مجبوری ہے ورنہ ایسے
نازک وقت مین ان باتونکا کیا ذکر۔ تیرہ۱۳ سو برس سے یہہ قصے جھگڑے ہوتے
چلے آتے ہین اب نئی بات کیا نکلے گی جس سے کچھہ فایدہ ہو بجز اسکے بغض وعداوت
روز بروز ترقی کرے پس جسکی جانب سے اس نفاق ومخالفت وعداوت وبغض کی
ابتدا ہوتی ہے اوسی پر قومی نا اتفاقی کا خون ہوگا جواب دینوالے گو یہم شکل دگر
لکھ کو یہم شکل مجبور رہین۔ فقط

وَاللهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

ہم تہ دل سے جناب میر سعید حسین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ رئیس آگرہ متوطن
قصبہ بھیسر و میرزا اثار حسین صاحب مالک ومہتمم مطبع دبدبہ حیدری آگرہ کے شکر گذار ہین
جنہون نے بکمال عنایت دلی ولطف قلبی اس رسالہ کی نقل وطبع کا اہتمام
اپنے ذمہ قبول فرمایا ہے حق تالیف وتصنیف رسالہ ہذا جناب مرزا اثار حسین صاحب
مالک ومہتمم مطبع دبدبہ حیدری آگرہ کو برضا ورغبت خود دیا گیا انکو طبع وفروخت رسالہ
ہذا کا اختیار کلی ہے والسلام۔

اعلان

چونکہ بالفعل جوہر علی نامی متوطن مچھلی شہر اضلاع پورب نے ایک رسالہ موسوم انتزاع الحق تصنیف کیا ہے اوسمین علاوہ اسکے کہ شیعونکو سبھی کچھ جہان تک زبان پہنچ باری دیکہ ہے کہہ ڈالا ہے حضرت علی ابن ابی طالب کی شان مین ایسے کلمات توہین و تہجین نا ملایم و ناسزا خلاف عقاید اہل سنت استعمال کیئے ہین جنکے لکہنے و نقل کرنے سے روح کانپتی ہے اچہا خاصا بہکڑ مچو مچڑ بازاری آدمیون کے اور کوئی مہذب آدمی کی زبان سے نہین نکل سکتے ہمنے اکثر فقرات کو ترک کیا ہے اور اس رسالہ مین نہین نقل کیا جسے ضرورت ہو دیکہہ لے ۔

ہمنے کتب اہل سنت کے حوالے سے کل جواب دیئے ہین کوئی حدیث کوئی روایت کوئی قول اپنے یہان کے کتاب کی نقل نہین کی نہ اونکا حوالہ دیا ہے اہل سنت نے جن اصحاب کی نسبت جو لکہا ہے وہ البتہ بیان کیئے ہین اور کتابون کا حوالہ دیا ہے پس اگر اہل سنت کو تحقیق منظور ہو بشرطیکہ ناراض نہون اور بمصداق الحق مر حق باتون سے گریز نہو تو ملاحظہ فرمائین اور اگر اصحاب کی برائیان مندرجہ کتب خود نہ دیکہہ سکین اور خواہ نخواہ ریخ کرین تو اس رسالہ کو نہ دیکہین کیونکہ ہمکو صرف اپنے بہائیون کم فہم و کم علم کے لئے زیادہ تر ضرورت جواب کی ہوئی ہے کہ مبادا جوہر کی تحریر دیکہکر دہوکے مین نہ آجادین اور وساوس شیطانی سے محفوظ رہین اور اپنے یہان کے علماء و صلحاء ارباب دانش و بینش صاحبان علم و فضل سے التماس ہے کہ مین ایک کم بضاعت کم علم سراپا ہیچ آدمی ہون مجہے مناظرہ کے میدان مین قدم رکہنا زیبا نہ تہا مگر جوہر کج فہم کے سوالونکے جواب دینے پر مینے ضرور جرأت کی کیونکہ اونکی بیہودہ سرائی قابل توجہ اہل علم نہین ہے اور اشتہار دینا بہہ مضمون

مکتب بخان بہادر ۵ دسمبر ۱۸۹۳ء مقام اجمیر تمام شد ۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۰	لقرط	لقریط	۲۱۳	۱۹	تودارای	خودرائے	۲۶۵	۱۸	امام حسین	امام حسن
۲۰۹	۴	طالب سوال	طالب جواب	۲۳۵	۱۷	شیخ شہابا	شیخ شہاب الدین	٠		٠	٠
۲۱۲	۱	ین ولید	بن ولید	۲۳۵	۱۸		آیہ مباہلہ	٠	٠	٠	٠
۲۱۳	۵	بیج الاولاد	بیع اولاد	۲۴۳	۱۷	حکم	علم	٠	٠	٠	٠

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و سپاس بلا انتہا و قیاس خداوند ازلی و ابدی کی لائق ہے جسنے تارک رفعت علم و فضل کو افسر عقل سے سربلند فرمایا اور قامت قابلیت علمائے اعلام اور فضلائے فخام کو تشریف ایالت فہم و ادراک سے ارجمند کیا اور اونکی قلم مشکین رقم کو حسام و ذوالفقار کا مرتبہ بخشا اور اونکی تقریر مین صوارم و طعن الرماح کا اثر دیا اور جبار و قہار کا حلم بہی اوسیکی مرتبہ کے لائق ہے کہ شیطان رجیم کو اوس حلیم نے ایسی مہلت دی ہے کہ وہ بوجہہ قرب ایام سیف الصمصام ظہور حضرت صاحب الامر علیہ السلام اپنی بازیگری کا بہ سرعت تمام اتمام کرتا رہتا ہے اور اوسکی توابع جو بہ نظر شبدی اور جعلسازی کرتے ہین اونکی افعال بد کی انتقام مین درنگ و تاخیر فرماتا ہے جل جلالہ و عظم سلطانہ ؎ ہر آن بندہ سرکش ولی ادب کہ باشد از و مستحق غضب ؎ کند ریسمان ش دراز القدر ؎ کہ باشد از ان بستگی بیخبر ؎ شود آن دم آگہہ ز بند نہان ؎ کہ بر تن رگ و پی شود ریسمان ؎ چنانچہ درازی ریسمان سے نا سزاکاران بیخبری اور بیخبری نازان ہو کر جیا ہتی ہین گزر لی اور لکھہ مرتی ہین اور مواعید حق تعالی پر نظر کرتے نہ ڈرتے چنانچہ بعض جہلا وہ لی ہین جو خود اپنے دین و ملت سے بیخبر ہین جنکو نہ کتاب اور کہان مین تمیز ہے نہ علیم و عالم مین فرق دوسرے مذہب سے بحث کرنیکو کسی کے الش یاقی کو کباب اوسے سمجھکر کہا لی لیتی ہین اور اس سے بعض مست والے بہی متوالے بنتی ہین اور سست ہو کر عالم بیہوشی مین اپنے پیر و مرشد کہے اور بکے کوئی تک بکتی ہین چنانچہ ان ایام نا فرجام مین ایک صاحب نے بجائے دکہلانے اپنی جوہر طبع کی جوہر علی اپنی کو کہکر اپنی پیر طریقت کے ملفوظات کو لکہنا شروع کر دیا اتنا بہی نہ سمجہہ لیا کہ اونکی پیر اور پیر و اقتر شیخ شاہ عبد العزیز باب ہفتم تحفہ اثنا عشریہ مین بذیل عقیدہ اول بلاف و گزاف صاف لکھہ چکے ہین ،، اہل سنت گویند کہ بر ذمہ مکلفین واجب است کہ شخصی را از میان خود رئیس گردانند و اتباع او بجا